سلسلۂ دار المصنّفین

(۲)

مکاتیب شبلی

حصّۂ اوّل

یعنی

علامۂ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً اُنھوں نے اپنے عزیزون اور دوستون کے نام لکھے اور جن مین ملکی، قومی، مذہبی، علمی، اور اصلاحی خیالات و مسائل کا ذخیرہ موجود ہے

مرتبہ

سیّد سلیمان ندوی، ناظم دار المصنّفین

باہتمام

محمد عابد علی خان مالک مطبع

مطبع شاہی لکھنؤ مین چھپکر

دفتر دار المصنّفین اعظم گڈھ سے شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ا۔ سر سیّد احمد خان کے نام

(از قسطنطنیہ)

(۱)

سیّدی۔

تسلیم۔ مین ۲۲ مئی کو یہان پہونچا لیکن ترددات کی وجہ سے خط لکھنے کی مہلت نہ مل سکی یہ خط بھی مختصر اور پرائوٹ ہی۔ کچھ کچھ باتین آپ انتخاب فرما کر چھاپ دین تو ممکن ہی۔ مین نے سردست ایک مختصر سا حجرہ لہ ۵ مہینہ کرایہ کا لے لیا ہے۔ لیکن کھانیکا صرف یہان بہت زیادہ ہی۔

سب سے ضروری بات یہ ہی کہ آپ دو تین سو یا اس سے زیادہ روپے بھیجدین کہ جو کتاب جسوقت ہاتھ آئے لے لی جائے۔ یا نقل و کتابت کا انتظام کیا جا سکے۔ کتابین یہان بہت ہین، اور نادر ہین لیکن کہان تک لکھوائی جا سکتی ہین۔ امام غزالی کی تصنیفین یہان موجود ہین۔ ابو علی سینا کی تو شاید کُل تصنیفات مل سکتی ہین۔ امام غزالی کے خطوط بھی موجود ہین۔ خیر جو ممکن ہوگا کیا جائیگا۔ یہان اکثر لوگون سے ملاقات ہو سکتی ہی لیکن مشکل زبان کی ہی بعض بڑے کالج

دیکھے مگر زبان کی اجنبیت کی وجہ سے حالات معلوم کرنے مین نہایت دقت ہوتی ہی مین نے ترکی پڑھنی شروع کی ہی اور انشاءاللہ کچھ نہ کچھ بقدر ضرورت واپسی کے وقت تک سیکھ لونگا اسوقت تمام کالجون وغیرہ کی رپورٹ تیار کرسکون گا۔

حالات دلچسپ ہین اور سفرنامہ کیلئے بہت سامان ملجائیگا لیکن اسوقت بلکہ زمانہ قیام تک مطلق فرصت نہین ملسکتی۔ ہر روز تین چار میل کا چکر کرنا پڑتا ہی۔ بہت بڑا شہر ہی اور تمام کتب خانے وغیرہ دور دور واقع ہین۔

روپیہ بھیجنے کا آسان طریقہ یہ ہی کہ کُک کمپنی کے ہان سے نوٹ منگوا کر میرے یہان رجسٹرڈ بھیجدیجئے۔ مین بھی کُک کے نوٹ ساتھ لایا ہون اور وہ یہان کُک کے کارخانے مین بے تکلف چل سکتے ہین۔

یہان آجکل عینی کی شرح بخاری چھپ رہی ہی۔ ۹ جلدین چھپ چکی ہین۔ بہت بڑی کتاب ہی۔ حنفیو نکو اسکی تلاش تھی۔ وہان کسی متصلب حنفی کو درکار ہو تو منگوا سکتے ہین۔

بیروت کے علمانے تمام نصارائے عرب خواہ جاہلیۃ کے ہون خواہ اسلام کے اُن سب کے اشعار کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپنا شروع کیا ہی ایک جلد چھپ چکی ہی۔ اسی مین اخطل کا دیوان بھی ہی۔ لیکن وہ مستقل تین جلدون مین چھپ چکا ہی یہ آج تک کہین نہین ملسکا تھا۔ یورپ مین بھی اسکی بہت تلاش تھی۔

معتزلہ کی کتابین یہان بھی نہین ہین۔

وہان کے حالات جسقدر تحریر فرمائیگا میری تشفی کا باعث ہوگا۔ لڑکون کو مین

حضور کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہون۔ میان حمید کو نگرانی کی تاکید فرمائیگا۔

یہ خط والد قبلہ کو بھیجدیا جائے یا اسکی نقل۔ متعدد خطوط لکھنے کی فرصت نہین، حالات سفر مین ایک قصیدہ موزون ہو گیا ہے۔ وہ خط کے ساتھ شامل ہی مطبع مفید عام مین چھاپکر علی گڈھ گزٹ کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ تو مناسب ہوگا۔ اسکی چند کاپیان والد قبلہ کو بھی بھیجدیجئے گا۔

یہان کا اخبار اختر جو فارسی زبان مین ہی اور جسکی اشاعت دو ہزار ہی مین نے آپ کے نام روانہ کرنے کے لیے کہدیا ہی۔ اُسکی ششماہی قیمت ۲ ہی وہ انہی روپیون کے ساتھ بھیجدیجئے گا۔ ممکن ہی کہ اس اخبار مین ہمارے کالج کے حالات چھپتے رہین۔ اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ دین گے۔ یہان اکثر لوگ ہندوستان کے نام سے بھی واقف نہین ورنہ اگر مسلمانونکے تمام حالات اور ضرورتین معلوم ہون تو کالج کو مدد ملنا یقیناً مشکل نہین ہزارون میل تک یہان کے اوقاف کا فائدہ پہونچتا ہے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۲ع
قسطنطنیہ مقام، تختہ خان، قریب خان محمود پاشا،

(۲)

سیدی و مولائی۔

تسلیم۔ یہ تیسرا خط ہی جو استنبول سے لکھ رہا ہون۔ آپ کو اور بزرگانِ وطن کو میرے خطوط کا انتظار نکرنا چاہیئے یعنی سکوت کی حالت مین قیاس بلکہ یقین کر لیجیئے کہ مین بخیریت ہون باقی حالات سفر اُسکی نسبت مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہان سے کچھ نہ لکھون گا۔

قلمی کتابین یہان نہین ملین - مصر مین کبھی کبھی ہاتھ آجاتی ہین اس لئے صرف مطبوع کتابین خریدی جا سکتی ہین لیکن اُنکی تعداد بھی معتدبہ ہی - یہان امام غزالی کی تمام کتابین اور رسالے موجود ہین - مکاتبات کا نسخہ بھی ہی - بوعلی سینا کی اسقدر تصنیفات ہین کہ کہین ہونگی - ارسطو وغیرہ کی کتابون کے اصلی ترجمے نہایت قدیم خط مین موجود ہین لیکن کیا حاصل کتابت کی شرح للعہ رجز سے کسی حال مین کم نہین - معتزلہ کی کتابین البتہ ناپید ہین - عبدالقاہر جرجانی کی تفسیر ہی مگر اُسمین کوئی نئی بات نہین -

پرسون مین عثمان پاشا سے ملا - نہایت اخلاق سے ملے - عربی سمجھ لیتے ہین اور دو چار معمولی باتین بھی کر سکتے ہین - مین نے اُنکے ہاتھ کا بوسہ دینا چاہا لیکن راضی نہ ہوے بلکہ اُلٹی خود میری تقلید کرنی چاہی - رخصت کے وقت فرمایا کہ آپ جب چاہین تشریف لائین - بہت خوشی سے ملونگا - تمام اور بڑے بڑے پاشاؤن سے بھی ملاقات ہو سکتی ہی لیکن اول تو زبان کی اجنبیت ثانیاً مجکو اورکسیکی ملاقات کا شوق بھی نہین -

یہان کا ٹائپ بے انتہا عمدہ ہی - تمام دُنیا مین اُسکا نظیر نہین - علی گڈھ گزٹ کیلئے یا مستقل مطبع کیلئے ضرور خریدنا چاہیئے - بیروت و ہالنڈ کے حروف مین بھی یہ توک پلک نہین -

افسوس ہی کہ عربی تعلیم کا پیمانہ یہان بہت ہی چھوٹا ہی اور جو قدیم طریقۂ تعلیم تھا اُسمین یورپ کا ذرا پرتو نہین - جدید تعلیم وسعت کے ساتھ ہی - لیکن دونون کے حدود جدا رکھی گئی ہین اور جبتک یہ دونون ڈانڈے نہ ملین گے اصلی ترقی نہو سکے گی - یہی کمی تو ہمارے ملک مین ہی جسکا رونا ہی -

مین نے کالج کا نتیجہ اکمل الاخبار مین دیکھا اور بے انتہا خوش ہوا بلکہ سچ یہ ہے کہ اُسی عالم مین خط لکھنے بیٹھ گیا ورنہ معمولی باتین روز روز کیا لکھون۔

روپئے فوراً جسقدر کتاب کیلئے بھیجنے ہون بھیجئے۔ یہان سے مین اُٹھا تو پھر مجکو خط وغیرہ کوئی چیز نہ مل سکے گی۔ یہان کی جو چیزین مشہور ہین وہ آپ کو معلوم ہین اگر کوئی چیز مطلوب ہو تو تحریر فرمایے کہ مین لیتا آؤن مین چاہتا ہون کہ کالج کیلئے چند ترکی زبان کی عمدہ کتابین خریدی جائین جن سے یہان کی علمی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا۔

یہ خط والد قبلہ کے پاس بھیجدیا جائے۔ میان حمید کو تاکید فرمائے کہ مجکو نہایت مفصل خط لکھین اور عزیزون کے امتحانات کے نتیجے بھی لکھین۔

میری تصنیفات تیار ہو جائین تو چند نسخے یہان آنے چاہئین۔ لیکن دیر ہوگی تو مجکو نہ مل سکین گے۔ مین انشاءاللہ ۱۵۔ اگست تک یہان رہونگا۔

ہان آج مین حسین حبیب آفندی سے جو بمبئی مین سفیر تھے اور اب یہان پولیس جنرل ہین ملا۔ بے انتہا مہربانی کی۔ گھر کے تمام کمرے دکھائے۔ دعوت کی۔ اور بہت سی مہربانیان کین۔ وہ اُردو بخوبی بولتے ہین۔ آپ فوراً سیرۃ النعمان کا ایک نسخہ جو وہان مین دیکھ آیا ہون اور اُسپر کالج کی مہر نہین لگی ہی بھیجدیجئے۔ ضرور مین اُنکو ہدیہ دونگا۔ وہ اِسی مذاق کے آدمی ہین۔

والسّلام۔

۱۵۔ جون ۱۸۹۲ء

شبلی۔ قسطنطنیہ

باب عالی۔ اوارۂ اختر۔

(۳)

مطاعی۔

افسوس ہی سفر کی روارادی مین ابتک عریضہ نہین لکھ سکا۔ علی گڈھ گزٹ مہینہ بھر کے لئے میرے نام جاری کردیا جاے کہ کالج کے حالات معلوم ہوتے رہین۔

اگست کی تنخواہ بھیجدی جائے۔

غبن کا معاملہ خدا کرے بخیر انجام ہو۔

ہم لوگ بایمان و یقین جانتے ہین کہ اور صیغون مین بھی نہایت ابتری ہی۔ مگر جرارت اظہار نہ تھی۔ کم سے کم سال مین قاعدہ کے موافق جانچ تو ہونی چاہیئے۔ والتسلیم

شبلی۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

آعظم گڈھ

---

۵ سید صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین:۔

مخدومی۔

جن صیغون مین آپ کے نزدیک ابتری ہی اُن کے نام بتانے ضروری ہین اُمید کہ اُس سے مطلع فرماوین گے۔ والسلام۔

سید احمد

علیگڈھ ۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۵ء

۲۔ محسن الملک نواب مہدی علیخان مرحوم کے نام

(۱)

جناب من۔

آپ[1] کا خط پڑھکر بے اختیار ہنسی آگئی۔ آپ لوگ مجھکو اسقدر بھولا اور سادہ دل سمجھے ہین، اسکول[2] کے لیے میرا یہان رہنا مفید ہوتا تو کیا رہ جاتا۔ لیکن یہان کا روپیہ ہمیشہ یہین خرچ ہوتا ہی۔ باہر نہین جاتا۔ مجھکو سردست صار ماہوار سے زیادہ نہین مل سکتے اور یہی یہان کا خرچ ہی پھر جس قدر تنخواہ بڑھتی ہی خرچ بڑھتا جاتا ہی۔ البتہ اگر یہان کی سوسائٹی مین مبتذل۔ بدحیثیت۔ بے وقعت۔ رہکر رہون تو بس انداز ہو سکتا ہی۔ باقی وہان کیلئے یہان کے لوگون سے چندہ یہ کس قدر حماقت کا خیال ہی۔

مولوی صاحب! روپیہ اور دولت کی قدر مجھ سے زیادہ کسی کو نہین۔ مین کچھ ابراہیم ادہم اور بایزید نہین ہون۔ میرا تو رُوان رُوان دُنیا کی خواہشون سے جکڑا ہی۔ لیکن دُنیا کو سلیقہ کے ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہون۔ مجھ سے جوڑ، توڑ، سازش، درباداری خوشامد، لوگون کی جھوٹی آؤ بھگت۔ نہین ہو سکتی۔ اور بغیر اس کے کامیابی معلوم۔

---

[1] خط پر سنہ مرقوم نہین لیکن عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ سنہ ۱۸۹۶ع کا ہی جبکہ کالج چھوڑکر اعظم گڈھ آگئے ہین، اور حیدرآباد سے ماہ کا منصب مقرر ہوا ہی "یہان" سے مقصود حیدرآباد ہی۔

[2] یعنی نیشنل اسکول اعظم گڈھ۔

اس لیئے مین نے گوشۂ عافیت پسند کیا۔

یہان مجھ سے میری خواہش کا استفسار ہوا مین نے کہا موجودہ آمدنی کے ساتھ کالج کے تعلق سے آزادی۔ چنانچہ اسی قدر ماہوار کا منصب مقرر ہو گیا۔ الفاروق کے بعد غالبًا ماہانہ یا ۱۰۰؎ ہو جائے روبکار مین بھی اضافہ کا وعدہ درج کر دیا گیا ہی۔ گو مقدار کی تعین نہین۔ بس میری تنہا زندگی کو یہ بہت ہی۔ تاہل کا ارادہ نہین؎۱۔ زیادہ دھوم دھام کی خواہش نہین۔ بے زحمت خدا نے اس قدر دیا تو لاکھ شکر ہی اور یون تو ع کاسۂ چشم حریصان الخ رہا قوم کی خدمت کرنی۔ اسکی تدبیر یہ نہین کہ جھوٹی سفارش کر کے دو چار کو نوکری دلا دیجائے؎۲ ان کو اس قابل بنانا چاہیئے۔ کہ وہ خود اپنی سفارش کر سکین؎۳۔

زیادہ نیاز۔ شبلی نعمانی۔

۱۵ ستمبر ۱۸۹۲ء

؎۱ مولانا نے اس کے بعد تاہل سنہ ۱۹۰۱ء مین اختیار کیا جس سے سنہ ۱۹۰۵ء پھر آزادی ملی۔ ؎۲ یہ نواب صاحب پر تعریض ہی

؎۳ مولانا علی گڈھ کالج چھوڑ کر، سنہ ۱۸۹۶ء مین اعظم گڈھ اپنے وطن مین مقیم ہوے، یہان ایک انگریزی اسکول (نیشنل اسکول) قائم کیا تھا، اعظم گڈھ مین اسوقت الفاروق کی تصنیف کے علاوہ اِس اسکول کا اہتمام و انتظام شغل تھا، اِسی زمانہ مین حیدر آباد گئے تھے کہ کالج سے جو ملتا تھا (۱۰۰) اُتنے ہی کا یہان وظیفہ ہوئے۔

نواب صاحب نے شاید یہ لکھا ہے کہ وہ کالج مین دوبارہ قیام کرین، اور نیز یہ لکھا ہے کہ شاید آپ حیدر آباد اس لیئے رہنا چاہتے ہین کہ نیشنل اسکول کو وہان سے فوائد پہونچ سکین۔

جناب من۔

والا نامہ ورود فرما ہوا۔ سنٹرل کمیٹی کی ممبری میرے لیئے موجب فخر ہی لیکن مین اس کو پسند نہین کرتا کہ بغیر کسی خدمت اور محنت کے محض فخر کے لیئے اپنا نام اس فہرست مین لکھواؤن۔

مین سال بھر سے بیمار اور ضعیف ہون۔ کوئی دماغی کام نہین کر سکتا تصنیف کا مشغلہ بالکل بند ہی جب کسی کام کرنے کے قابل ہونگا تو نہایت فخر سے اس عہدہ کو قبول کرون گا[1]۔

شبلی۔ اعظم گڈھ

۱۹۔ مارچ ۱۹۰۵ء

۳۔ شیخ حبیب اللہ صاحب کے نام

(۱)

قبلۂ ام۔ تسلیم۔

گو میرا قلم خامۂ نقاش کی ہمسری کرے جس سے مین اس عجیب و غریب مقام (نینی تال) کی پوری تصویر کھینچ سکون تاہم مجکو یہ اُمید نہین کہ اس کوشش سے عزیزان

[1] نواب صاحب اسکے جواب مین لکھتے ہین۔

مکرمی۔

یہ خط واپس ہے منظوری کا عنایت نامہ عنایت ہو خدمت ممنوع براہ کرم ضرور منظور فرمائیے مجھ پر احسان ہوگا۔

مہدی۔

ع مولانا کے پدر بزرگوار اعظم گڈھ کے رئیس و وکیل تھے سنہ ۱۹۰۰ء مین وفات پائی۔

وطن کو جو میرے خط پر آنکھ لگائے بیٹھے ہون گے اپنے شوق و انتظار کا صلہ ملجائے گا۔

مین بے تکلف تسلیم کرتا ہون کہ نینی تال ایک عجیب اور حیرت انگیز مقام ہی لیکن اگر "تعجب انگیز" اور "دلچسپ و فرحت زا" ہونا دو جداگانہ چیزین ہین تو مجھ ایسے ایشیائی خیال آدمی سے یہ اُمید رکھنا عبث ہی کہ مین اُسکو "فرحت زا" بھی مان لون گا ہان جو لوگ انگریزون کی ہرادا پر جان دیتے ہین اُن کا مذہب کیا پوچھنا۔ ع۔ ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست۔

اَب حالات سنیئے،

کارٹ گودام تک ریل ختم ہوتی ہی اور پہاڑون کا سلسلہ شروع ہوتا ہی کارٹ گودام سے نینی تال ۱۲ میل ہی مگر تمام راستہ قدرت الٰہی کی نیرنگی و عظمت کا مرقع ہی عرض مین پانچ چھ ہاتھ زمین چھوٹی ہوئی ہی جس پر راستہ چلتا ہی باقی ایک طرف پہاڑ کی وہ ہیبت ناک دیوار ہی جسکی طرف دیکھنے سے نگاہ کانپ جاتی ہی دوسری جانب نہایت عمیق ہولناک غارونکا سلسلہ ہی اور اگر اس پہاڑ مین سخت سردی نہوتی تو یہ غار بڑے بڑے اژدرا اور موذی جانورون کے دارالسلطنت ہوتے نینی تال جب تین میل رہجاتا ہی تو پہاڑ کی چڑہائی شروع ہوتی ہی سطح زمین سے اِس مقام کا ارتفاع تین میل سے کم نہین مگر اس کج و پیچ سے راہ نکالی ہی کہ بے اختیار انگریزونکی ہمت پر آفرین کی صدا بلند ہوتی ہی آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو کوٹھا تین میل کا اونچا ہوگا اُس کے زینے کیسے پرپیچ اور دشوار گذار ہونگے کوئی شخص کیسا ہی بیجس یا مستقل دل رکھتا ہو یہان پہونچکر ممکن نہین کہ حیرت کے صدمہ سے بچ سکے تال جو ایک میل سے زیادہ لمبا ہی یہ ایک نہایت گہرا غار تھا جسکی تھاہ اَب بھی غیر معلوم ہی

اس مین مدت سے قدرتی چشمون کا پانی گرتا ہی اور اب وہ بھر گیا ہی اور تال کے لقب سے ممتاز ہی شام کو اس کے کنارے میمون اور مسون کا مجمع ہوتا ہی اور مختلف طرح کے کھیل کھیلتی ہین سامنے ایک میدان ہی جس مین انگریز کرکٹ کھیلتے ہین یہ سب کچھ ہی مگر چونکہ اس کے دونون طرف پہاڑ کی نہایت اونچی دیوارین کھڑی ہین مجکو یہ جگہ ہر طرف سے نہایت بند اور گھٹی ہوئی معلوم ہوئی مجکو یقین ہے کہ جو شخص صحرائیت اور فضائیت کا دلدادہ ہے میرے دعوے کی شہادت پر فوراً آمادہ ہوگا جس کوٹھی مین مین ہون بہت بلندی پر نہین ہی تاہم دو دن کی مشق مین نیچے تک پہونچنے اور واپس آنے مین میرا دم ٹوٹ جاتا ہی اور کئی جگہ ٹھہرنا پڑتا ہی ہر ایک کوٹھی سے انگریزون کی بے روک ہمت اور پرجوش محنت کی شہادت ملتی ہی یہان جو کچھ آرام ہی صرف یہ ہی کہ کسی وقت یہان آفتاب کی عملداری نہین ہونے پاتی یہی بات ہی جس کے لیئے انگریزون نے لاکھون کرورون روپے صرف کر دیے ہین درحقیقت ہم کو انگریزون سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ صحت سب چیزون پر مقدم ہی اور کوئی کام دنیا مین ناممکن نہین رمضان تو خوب گذریگا مجکو اگر کچھ دلچسپی ہے تو اسی سے جس کوٹھی مین ہون سید صاحب کے حقیقی بھتیجے بھی مع اہل وعیال کے تشریف فرما ہین اور مجکو بھی مشکل سے جگہ ملی یقیناً اگر میان محمد آتے تو نہایت تکلیف اور سید صاحب پر بار ہوتا تحریر فرمائیے کہ مدرسہ کے لیے کیا ہوا منشی جی نے رقعہ لکھا یا نہین۔ میرا خط محمد سمیع کو عنایت ہو تاکہ تمام لوگ یہان کے حالات سے مطلع ہو سکین۔ میرا پتہ یہ ہی نینی تال کوٹھی نمبر ۱۱۲ ایڈونیسٹو ایارپاٹا فرودگاہ سید احمد خان۔

۲۵۔ مئی ۱۸۸۶ء شبلی نعمانی۔

(۲) (از قسطنطنیہ)

قبلہ ام - تسلیم -

مین بفضلہ اچھا ہون اب مین ایک دوسرے مکان مین اُٹھ آیا ہون جو نہایت خوش منظر اور تمام ضروریات کا جامع ہی کرایہ زیادہ تھا مگر بغیر اس کے چارہ نہ تھا یہان کے حالات خط مین نہین سما سکتے اس لیے اُس کو سرے سے موقوف رکھتا ہون افسوس ہی کہ یہان بجز ترکی زبان کے کسی اور زبان کا رواج نہین تمام چیزون مین دقت پیش آتی ہی اور اکابر کی ملاقات تو بالکل بے معنی ہوتی ہی نہ وہ میری سمجھتے ہین نہ مین اُنکی'

کتابین یہان عجائب و غرائب ہین لیکن حسرت کے سوا کچھ حاصل نہین نہ نقل ہو سکتی ہی نہ حافظہ اُن کے لیے کافی ہی - مین ہر روز دو تین میل پیادہ سیر کرتا ہون کیونکہ کتب خانہ دور دور واقع ہین یہ سیر صحت کے لیے بہت مفید ہی ترکی پڑھنی مین نے شروع تو کی ہی دیکھیے پوری بھی کر سکتا ہون یا نہین یہان بعض بعض ہندوستانی بھی ہین اور سرکاری عہدون پر مامور ہین لیکن تنخواہین کم ہین یہان تنخواہین عموماً کم ہوتی ہین چونکہ مین زیادہ قیام کرنا نہین چاہتا اس لیے خط بھیجنے مین مطلق تاخیر نہ ہونی چاہیے ورنہ مجکو نہین مل سکے گا - ۲۰ - ۲۲ - دن مین خط پہونچتا ہی -

ماموں صاحب سے فرما دیجیے کہ آجکل یہان عینی بخاری کی شرح چھپ رہی ہی - ۹ جلدین چھپ چکین - نہایت عمدہ چھپ رہی ہی مین خیال کرتا ہون کہ بعض تحقیقات اُس مین ایسی ہین جو فتح الباری مین نہین مل سکتین قیمت ابھی متعین نہین ہوئی ایک مشترک کمپنی

ڈیرھ دو لاکھ سرمایہ کی ہی جس نے ایک عظیم الشان مطبع قائم کیا ہو اُسی مین یہ کتاب چھپ رہی ہی اس مطبع مین تمام کام انجن اور کلون کے ذریعہ سے ہوتا ہی۔

یہان کے کالجون کی ایک بات مجکو بہت پسند آئی ہر کالج کا خاص لباس ہو اور کوٹ پر گریبان کے قریب ہر کالج کا نام لکھا ہوتا ہی مجکو یہ بات نہایت پسند ہوئی۔ ہمارے کالج مین یہ طریقہ کیون نہین اختیار کیا جاتا سید صاحب قبلہ بغیر کسی پس و پیش کے کالج کا ایک خاص لباس قرار دین تو بہت اچھا ہی۔

جناب سُلطان المعظم ہر جمعہ کو مسجد حمیدیہ مین تشریف لاتے ہین اور وہ نہایت عمدہ نظارہ ہی کہتے ہین کہ عید کے دن عجیب سمان ہوتا ہی خدا سے اُمید ہی کہ مین دیکھ سکون مین یہان دو تین مہینے سے زیادہ ٹھہرنا نہین چاہتا اسکے بعد انشاء اللہ طرابلس اور دمشق کی سیر کر کے قاہرہ جاؤن گا اور وہان چند روز قیام کرون گا۔

اگرچہ میری اُمیدین مسلمانونکی ترقی و قوت کی نسبت بالکل برباد ہو گئی ہین کیونکہ یہان کی حالت وہان سے کچھ اچھی نہین تاہم سفر بے شبہہ ضروری تھا جو اثر اس سفر سے میرے دل پر ہوا وہ ہزار کتابون کے مطالعہ سے نہین ہو سکتا تھا۔ مجکو معلوم ہوا کہ انسان جبتک دُنیا کے بڑے بڑے حصہ نہ دیکھے انسان نہین ہو سکتا افسوس ہی اُن لوگون پر جنکی تمام عمر ایک مختصر سی چار دیواری مین بسر ہو جاتی ہی۔

میرے نام اِس پتہ سے خط بھیجنا چاہیئے۔ قسطنطنیہ۔ باب عالی ادارہ اختر لیکن لفافہ پر انگریزی اور عربی دونون خط مین ہونا چاہیئے۔ میرے تمام احباب و اعزہ کو سلام و نیاز

میان محمد اسحٰق کا نام معلوم نہین کہ درج اُمیدواران منصفی ہو گیا یا نہین جواب خط مین کالج کے نتیجہ امتحان کی تفصیل ضرور ہو یہ خط یا اسکی نقل سید صاحب قبلہ کو بھیجدی جائے۔ جناب موصوف کی خدمت مین عرض ہو کہ علیگڈھ گزٹ میرے نام جاری کردین۔ والسّلام۔

قسطنطنیہ۔ جامع باب عالی معرفت ادارۂ اختر۔ ۵۔ جون ۱۸۹۲ء

شبلی نعمانی۔

(۳)

قبلۂ ام۔

ایک خط خدمت عالی مین روانہ کر چکا ہون سید صاحب کو آج کی ڈاک مین ایک خط لکھا ہو وہ بھی آپ کو ملے گا۔

مین حسین آفندی سے جو پہلے سفیر بمبئی تھے اور اب یہان محکمہ پولیس کے افسر کل ہین ملکر نہایت خوش ہوا اُن کے اخلاق نے مجکو نہایت گرانبار کر دیا ہو اور مین کسی قدر سُبکدوش ہونا چاہتا ہون اس لیئے عرض ہو کہ نہایت اہتمام نہایت تلاش اور جدوجہد کے ساتھ نظام آباد کے برتن ارسال فرمایئے کسی ہوشیار شخص کو نظام آباد بھیجیئے جو وہان کسی رئیس کی معرفت فرمائشی بنوا کر لائے یہان ہندوستان کے ظروف گلی آتے ہین مگر اچھے نہین آتے اگر یہ ممکن نہ ہو تو لکھنؤ کی چکن کا ایک تھان مگر نہایت عمدہ فردی بوٹیان ہون

سلہ مولانا کے بھائی مسٹر اسحاق بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ تھے۔ بمقام الہ آباد ۱۹۱۴ء مین وفات پائی۔

سلہ نظام آباد ضلع اعظم گڈھ کے مٹی کے برتن مشہور ہوتے ہین۔

نہایت باریک اور نازک کام ہو اور سے ۵ سے کم قیمت کا نہو خواجہ عزیز الدین صاحب[1] کی معرفت اگر خریدا جائے تو غالبًا اچھا ہوگا۔ مین یہان آخر اگست تک رہونگا اُسوقت تک آجائے۔ یہ بھی نہو تو مراد آباد کا کوئی برتن مگر نہایت عمدہ۔ غرض کوئی نادر چیز ضرور بھیجیئے۔ والتسلیم قسطنطنیہ۔ ادارۂ معارف۔ باب عالی۔

شبلی۔ ۱۵-جون سنہ ۱۸۹۲ء

(۴)

قبلۂ ام۔

آج مین نے عجیب دلاویز خواب دیکھا ہی عجیب اُس لئے کہ دوپہر کا وقت تھا اور آنکھین بیدار تھین اور دلاویزی کی یہ کیفیت ہی کہ جاگے ہوئے مدت ہو چکی ہی اور ابتک آنکھون مین وہی سمان پھر رہا ہی۔ مفصل سنیئے۔ آج جمعہ کا دن تھا اور معمول کے موافق موکب سُلطانی کا نظارہ گاہ تھا مین بھی ہمہ تن شوق بنکر گیا جامع حمیدیہ مین داخل ہوا سُلطان المعظم بڑی شوکت وشان سے آئے لیکن مین کچھ نہ دیکھ سکا کیونکہ یہ سیر صرف اُن لوگون کو نصیب ہو سکتی ہی جو گذرگاہ سُلطانی پر پہلے سے موجود ہوتے ہین اور پھر نماز کے ختم ہونے تک جگہ سے حرکت نہین کر سکتے۔

محل سُلطانی سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک نہایت پُر تکلّف جامع مسجد ہی

[1] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز، پروفیسر کیننگ کالج لکھنؤ، ہندوستان کے مشہور فارسی شاعر مصنف قیصر نامہ۔ مولانا کو اِن سے اور اِن کو مولانا سے نہایت خلوص تھا۔

جو سُلطان کے نام سے حمیدیہ مشہور ہی اِس گذرگاہ مین ایک مکان ہی اور دور دور ملکون سے آئے ہوئے معزز سیاح یا عہدہ دار جو موکب ہمایونی کی سیر کرنا چاہتے ہین وہ کسی معزز شخص کے ذریعے سے اجازت حاصل کرتے ہین اور اس مکان کی چھت پر بیٹھکر یہ تماشا دیکھتے ہین اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہی کیونکہ سواری کے وقت دور تک چارون طرف فوج کا دائرہ ہوتا ہی اور کوئی شخص اُس کے اندر داخل نہین ہو سکتا حسین حبیب[۱] آفندی (سابق سفیر بمبئی) نے مجکو اجازت دلانے کا وعدہ کیا تھا مگر اتفاق سے وہ دیر مین آئے اُدھر سواری کا وقت قریب آگیا اور طرح طرح کی دور باش کی صدائین بلند ہونے لگین مجبورًا مین مسجد مین داخل ہوا اور صف اوّل مین جا کر بیٹھا سُلطان کی گاڑی زینہ تک آتی ہی اور وہ اُتر کر فورًا مسجد کے بالائی حصہ پر جہان نہایت مقرب اور مخصوص لوگون کے سوا کوئی نہین جا سکتا تشریف لیجاتے ہین وہان ایک مقصورہ ہی جس کا دروازہ ممبر کے بائین طرف ہی یہ سلطان کی نماز کی جگہ ہی جب سلطان تشریف لاتے ہین تو اطلسی پردے چھوڑ دیے جاتے ہین اور کوئی شخص اُنکو دیکھ نہین سکتا خطیب نے جب سلطان کے مقصورہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر بڑے جوش سے یہ کہا کہ اَللّٰھُمَّ اُنْصُرْ مَوْلَانَا السُّلْطَانَ السُّلْطَانَ الْغَازِیْ عَبْدَ الْحَمِیْدِ خَانْ تو میرے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور دیر تک دل کا یہ حال تھا کہ اُمڈا چلا آتا تھا خطیب نے پہلے صحابہ کا نام پڑھا اور سلطان کا نام آیا تو ایک زینہ اُتر آیا تاکہ ظاہر ہو کہ سُلطان اگرچہ

---

[۱] جنگ روم و روس مین مولانا نے چندے اِنھین کے ذریعے سے قسطنطنیہ بھیجے تھے یہی ذریعۂ تعارف تھا،

آج ظل اللہ ہین تاہم اُن کا رتبہ حضرت صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ نسبت نہین رکھتا۔ نماز کے بعد حسین حبیب آفندی نے اتفاقاً مجکو دیکھ لیا اور مسجد کے صحن مین جہان پاشا اور سرداران فوج حلقہ باندھے کھڑے تھے لیجا کر کھڑا کر دیا اور لوگون سے کہدیا کہ ان سے کوئی تعرض نکرے سُلطان مقصورہ سے اُترکر زینہ کے قریب پردہ کے اوٹ مین بیٹھے اور فوجین سامنے سے گذرنی شروع ہوئین، دو گھنٹہ کامل ایک عجیب تماشا نظر آتا رہا، قریباً دس ہزار فوج تھی مختلف رسالے اور ہر رسالے کے تمام ساز و سلحہ جُدا جُدا تھے مین کیا کہون، ترکی جوانونکی دلیرانہ مورتین، چمکتے ہوئے اسلحہ، موزون اور باقاعدہ رفتار گھوڑونکی جست و خیز، پاشاؤنکا زرکار لباس، جگمگاتے ہوئے تمغے، عجیب سمان تھا جو کسی طرح بیان نہین کیا جا سکتا اخیر مین دونون شہزادے آئے بڑے کی عمر نو دس برس کی ہے لیکن جس شان و شوکت سے وہ گھوڑے پر سوار تھا بڑے بڑے دلیرونکے وہ تیور نہین ہو سکتے فوجین گذر چکین تو سُلطان گاڑی پر سوار ہوئے اور ہمارے سامنے سے گذرے سواری مقابل آئی تو تمام حلقہ نے رکوع کے قریب جھک کر سلام کیا سُلطان دونون ہاتھون سے اُس کا جواب دیتے تھے یورپ کے اکثر معزز اشخاص یہ تماشا دیکھنے آئے تھے حالانکہ یہ معمولی چیز ہے اور ہر جمعہ کو ہوتی ہے عید کے دن کہتے ہین کہ قیامت کا سمان ہوتا ہے خدا وہ دن بھی دکھلائے۔

۱۹ جون ۱۸۹۲ء — شبلی نعمانی

قسطنطنیہ

۴- شیخ عجیب اللہ[1] صاحب کے نام

(۱)

جناب من

خط آیا لڑکون نے اکثر نمبر پائے ہین- دریافت فرمائیے کہ اب کیا شکایت ہی کیا مدرسین خوب نہین پڑہاتے یا پڑہا سکتے ہی نہین مین نہایت مستعدی سے علاج کر رہا ہون تبخیر کی شکایت ہی-

جرمنی مین ایکی سال ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہوگی جو صرف عربی و فارسی وغیرہ پر تحقیقات جدیدہ کے دفتر پیش کریگی حمید اللہ خان[2] کو گورنمنٹ انگریزی نے وہان سفیر کرکے بھیجنا چاہا ہی اُن کا خط آیا ہی کہ مجکو بھی مجلس مذکور مین کوئی مضمون پڑھنا چاہیئے حمید اللہ خان نے یہ اعتراف کرکے کہ وہ اِس کام کو بالکل انجام نہین دیسکتے سید احمد خان صاحب کو لکھا ہی کہ وہان کے علماء سے کچھ لکھوا کر ارسال فرمائیے بالخصوص میرا نام لکھا ہی مضمون وہ اپنے نام سے نہین پڑہینگے بلکہ جسکا لکھا ہوگا اُسی کے نام سے افسوس ہی کہ میری طبیعت صحیح نہین آپ کو خط لکھ رہا ہون اور سر پھرنے لگا فرصت بھی کم رہگئی ہی شاید نہ لکھ سکون آپ دیکھین گے کہ عربیت اب بھی موجب شہرت و عزت ہی اگر آج حمید اللہ خان عربی سے واقف ہوتے تو نہ صرف لندن بلکہ تمام یورپ مین اُن کی

---

[1] مولانا کے عم محترم [2] حمید اللہ خان سر بلند جنگ پسر سمیع اللہ خان حیدرآباد دکن مین جج تھے۔

نام آوری کا پھریرا اُڑتا۔

ایک عرض ہے اگر قبول ہو ابکی تعطیل مین والد قبلہ جنید[۱] و حامد[۲] کو لیکر علی گڈھ تشریف لائین گے نہایت عمدہ موقع ہے آپ اور سمیع بھی ضرور تشریف لائین، دیکھیے لیت و لعل کے حال مین نہ رہجائیگا۔

سید محمود[۳] صاحب کی نسبت کچھ طے نہین ہوا یہ خبر غلط ہے کہ منیجری[۴] مجکو ملی ہے مین ہمیشہ اس عہدے سے پہلو بچاتا رہا ہون جی تو چاہتا ہے کہ ایسی باتین کیئے ہی جاؤن مگر اب کوئی بات نہین رہی۔ اور یون تو،

در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است ۔۔۔ صد سال می توان سخن از زلف یار گفت

جواب جلد لکھیئے مگر خدا کیلئے وہین یا کیطرح مختصر نہ ہو سمیع کو یہ خط دکھائیگا وہ آپ کو علی گڈھ آنے کے لیے شاید اُبھارین۔ جناب مکرم حافظ حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت مین تسلیم و نیاز۔

شبلی نعمانی۔ ۱۲- اگست سنہ ۱۸۸۶ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ نامۂ عالی آیا علالت کے حال سے سخت افسوس ہوا مگر تعجب ہے کہ آپنے

---

[۱] مسٹر جنید۔ بی اے ایل ایل بی منصف کا نپور برادر اصغر مولانا [۲] مسٹر حامد (علیگ) نائب تحصیلدار گورکھپور فرزند مولانا

[۳] سید محمود صاحب کی نسبت خیال تھا کہ لکھنؤ کی ججی ان کو ملیگی [۴] علیگڈھ کالج کی منیجری مقصود ہے۔

ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا حاشا کہ اِن امراض مین ڈاکٹر کا کچھ بس چلتا ہو حکیم حفیظ اللہ صاحب اگرچہ خوشامدین کرائین گے مگر علاج اگر جی لگا کر کرین تو خدا کے فضل سے اُمید ہو کہ صحت ہو جائے۔

کلکٹر کے دستخط اگر جلدی مین نہو سکے تو اب کیا مانع ہی والد قبلہ کو مجبور کیجیے کہ وہ کلکٹر سے مدرسہ کا ملاحظہ کرا کے اُس سے رپورٹ لکھوائین اِس کام مین تعویق مناسب نہین مجکو بخار خفیف رہتا ہی۔ مولوی سید محمد صاحب کا علاج ہوتا رہا مگر کچھ مفید نہوا پرسون دہلی جاتا ہون سید حامد صاحب خلف سید احمد خان صاحب وہین ہین اُنھون نے بھی میرے آنے کی تحریک کی ہی اور امید ہی کہ اطبا توجہ کرین گرمیون مین سید صاحب نینی تال جائین گے مین بھی اُن کے ساتھ جانیکا قصد رکھتا ہون۔ آپ نے رذیل قومون کی نسبت دریافت فرمایا ہی ایک گشتی خط کے ذریعہ سے ممبرون سے دریافت کیجیے جو رائے سب کی ہو اُسپر عمل کرنا چاہیئے۔

سید محمود لکھنؤ گئے ہین الہ آباد ہائی کورٹ کی ایک شاخ لکھنؤ مین قائم ہو گی امید کیجاتی ہی کہ سید محمود صاحب وہان جج مقرر ہون تنخواہ اور اختیارات وہی ہونگے جو ہائی کورٹ الہ آباد کے ججون کے ہین ایک ایک اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ عزیزی مہدی[1] ایک اور امتحان مین پاس ہوئے اگرچہ بڑے نمبر مین آئے یعنی درجہ چہارم مین پاس ہوئے محمد رؤف[2] امتحان داخلہ بارسٹری مین کامیاب ہو گئے محمد سمیع کی

[1] مسٹر مہدی مرحوم بی اے بیرسٹر برادر مولانا۔ [2] آنریبل عبد الرؤف صاحب بیرسٹر الہ آباد۔

لے یعنی ہو تو مدرسہ مین تعلیم کی دیجا سکتی یا نہین

مختصر نویسی نے اب اُن سے قطع تعلق کرایا گھر کا اتنا ٹرا تو مقدمہ اسکو ایک ڈبل کے کارڈ پر نالا خیر مین نے تو اُن سے خط کتابت ترک کرنا چاہا ہی۔

ملکہ معظمہ نے اپنی تصنیف دو کتابین کمیٹی مدرسۃ العلوم کو تحفہ بھیجی ہین پرسون اُس کے شکریہ کا عظیم الشان جلسہ تھا معلوم نہین دار وغہ چنگی کا کیا انتظام ہوا؟ مدرسہ کے مفصل حالات تعداد طلبہ اور کیفیت خواندگی تحریر فرمائیے یہ خط والد قبلہ کو دکھا دیجئے گا۔ آپ سے تو قطع امید کرنی پڑی دیکھئے اور کون یہان آنیکی ہمت کرتا ہی سمیع آئین مگر اُنکے ساتھ تو کسی ضامن کی ضرورت ہی اگرچہ وہ خود دونون کے ضامن ہین۔ اگر آپ کو یہ احتمال ہو کہ والد قبلہ میری علالت کی خبر سے گھبرا اُٹھین گے تو اُن کو یہ خط نہ دکھائیے گا کیونکہ مین اچھا ہون اور بخار تو آج کل یہان اسقدر عام ہی کہ ایک فرد بشر نہین بچا ہی اور ہر شخص آئے دن بیمار ہو جایا کرتا ہی'

شبلی نعمانی ۲۵۔ اگست ۱۸۸۶ء

(۳)

عم مکرم۔

تسلیم و نیاز۔ مدت سے قدمبوسی نہین ہوئی اور بہت جی چاہتا ہی۔ میرا تو آنا نہین ہو سکتا اس لیئے امید کرتا ہون کہ آپ ہی قدم رنجہ فرمائین۔ ۱۱ دسمبر سے یہان نہایت عمدہ جلسہ اور سیرین ہونگی اور ۱۹ دسمبر تک کالج ایک تماشا گاہ بنا رہیگا۔ پھر بیچ مین وقفہ ہو کر ۲۷۔ دسمبر سے کانفرنس شروع ہوگی۔ بہتر یہ ہی کہ آپ ۱۱ تاریخ تک

تشریف لائین۔ بیچ مین دلّی اور آگرہ کی سیر بھی ہو سکے گی اور آپ نہایت محظوظ ہونگے
برادرم علی احمد و میان سمیع کو بھی ضرور ساتھ لائیے گا۔ اس سے عمدہ موقع علی گڈھ آنے کا
نہین مل سکتا۔

منجھلے چچا صاحب کو بھی تکلیف دیتا لیکن وہ علی گڈھ دیکھ چکے ہین اس لیئے
شاید آنے مین تامل فرمائین۔ بہرنوع اگر وہ بھی تشریف لائین تو سبحان اللہ مجکو نہایت
مسرت ہوگی۔

زیادہ تسلیم۔ ۷۔ دسمبر ۱۸۹۱ء

شبلی نعمانی

۵۔ ماموں کے نام

(۱)

جناب عالی۔

تسلیم۔ مدت ہوئی آپ کا نامۂ مبارک آیا۔ تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہون۔ آپنے
مکان پر آنے کو تحریر فرمایا تھا۔ کیا عرض کرون۔ مین عجب کشمکش مین رہتا ہون جس کا
حال صرف مین ہی جانتا ہون۔ اور اسوجہ سے میری ....[1] لوگون کو
غلط معلوم ہو .... عنقریب حاضر ہوتا ہون .... حت وغیرہ
کے باب مین .... عرب سے کم نہین۔ افسوس ہے کہ آپ نے ہنوز

[1] کرم خوردہ

کے وصول نہین کرا دیے مگر وعدہ کے موافق تو آپ ذمہ دار ہین - معلوم نہین وہان انتظام پردہ مین اب کہانتک کوشش کیجاتی ہے - ضرور قدغن رکھیے گا اگر یہ بات چلگئی تو آپ کا گاؤن مجتہد ہوگا اور دوسرے مقلد[1] ہین ایک مختصر سی تصنیف[2] مین مشغول ہون - شاید وہان آنے تک بہت کچھ ہو جائے - اور غالباً آپ کو پسند آئے - باقی خیریت ہے

والسلام - شبلی نعمانی -

۱۲ - دسمبر ۱۸۹۵ء

(۲)

ماموں صاحب قبلہ

لوگون سے معلوم ہوا کہ آپ کو میری تقریر[3] سے ملال ہوا جسکی وجہ یہ تھی کہ آپ نے میرے مبہم طعن آمیز فقرون کو اپنے اوپر محمول کیا - میری عادت غلط بیانی کی نہین ہے - اگر مین نے ایسا کیا ہوتا تو مین ہرگز انکار نہ کرتا - لیکن مین سچ کہتا ہون کہ میرے کسی فقرہ سے آپ مقصود نہ تھے اور نہ حاضرین نے آپ کی طرف اسکا اشارہ سمجھا -

مین وہین تک کسی شخص کی نسبت کچھ کہتا سُنتا ہون جب تک وہ وعدہ یا اُمید کا سلسلہ قائم رکھتا ہے - ورنہ جب کوئی شخص صاف انکار کردیتا ہے تو اسکی نسبت ایک حرف بھی جلسہ مین نہین کہتا - بلکہ ایسا کہنا نہایت بد اخلاقی اور بے تمیزی سمجھتا ہون - بھائی سعید

---

[1] مولانا پردہ کے سخت مؤید تھے، اسی لیے مسٹر امیر علی کا جواب لکھا، بعنوان پردہ اور اسلام، [2] غالباً کتبخانۂ اسکندریہ ہوگا

[3] نیشنل اسکول کے چندے کے لیے تقریر کی تھی جسمین چندہ نہ دینے والون پر عتاب تھا،

مدت سے اسکول کو کچھ نہین دیتے - لیکن میری تقریر مین ایک حرف بھی ان کے متعلق نہ تھا - اسی طرح شیخ عبدالحق وغیرہ کے متعلق -

بہرحال آپ کے متعلق میرا ایک حرف بھی نہ تھا - اور نہ لوگون نے ایسا سمجھا - واللہ علی ما اقول شہید -

والتسلیم - شبلی ۱۳ - اگست

(۳)

مخدومی -

آپ معاملہ[1] مذکور مین اسقدر کیون متردد ہین - مین نے آپ سے پہلے کہدیا ہی کہ مجھکو اسباب مین انکار سے رنج نہوگا -

میرا اصول یہ ہی کہ انسان ہر کام کی نقص و ہنر کا خود فیصلہ کرسکتا ہی - اسکے بعد لوگون کے اور خصوصاً عوام کے کہنے کی کچھ پروا نہین کرنی چاہیئے -

جو عیب ہے وہ صغرسن کا ہی اس کے لیے مین یہ خود گوارا کرتا ہون کہ گویا دو برس تک لڑکی کو اور بٹھار کھون یعنی فقط عقد پر اکتفا کیا جائے کسی قسم کا آنا جانا کچھ نہو - دو برس کے بعد پھر کوئی نقص نہین رہیگا -

تاہم ہر شخص کے حالات جدا ہین - مین جس قسم کا ہمیشہ اپنی رائے پر فیصلہ کرتا ہون اور لوگون کی کچھ پروا نہین کرتا - یہ ہر شخص کی حالت نہین ہی - اس لیئے آپ

---

[1] اپنی دوسری شادی کے متعلق لکھتے ہین -

پس وپیش نکرین - مین آپ کے کسی فعل اور تجویز سے اسباب مین ناراض نہونگا -

شبلی -

۶ - مسٹر محمد اسحاق صاحب[۱] بی اے ایل ایل بی کے نام

(۱)

برادر عزیز -

کانگرس نیشنل اور توقع سے زیادہ کامیاب ہوئی - افسوس کہ تم نہین تھے - مین نے تمکو نہین لکھا مگر اکبر حسین سے تاکید کی تھی کہ تمام حالات سے تمکو اطلاع دین گے - میرا مضمون علیحدہ چھپ رہا ہی - چھ جز کی ضخامت ہوگی - قصیدہ اس مضمون اور روید اد دونون کے ساتھ چھپے گا - اسوقت ایک نہایت ضروری امر کیلئے لکھتا ہون -

مولوی محمد عمر صاحب کا ایک خط کے ساتھ ہی اور مین جانتا ہون کہ اسکا روئے خطاب تم سے بھی اسی قدر ہی جس قدر مجھ سے - تم اپنی پختہ رائے سے جو کامل غور کے بعد قائم کرو مجھکو مطلع کرو - تمکو خاص ان پہلوؤن پر لحاظ رکھنا چاہیئے -

---

[۱] مولانا کے سنجھلے بھائی، الہ آباد کے مشہور و ممتاز وکیل تھے علی گڈھ مین انگریزی کی تعلیم پائی تھی مہدی مرحوم کے بعد مولانا کو ان سے بیحد محبت تھی، موروثی جائداد کا تمام کاروبار انھین سے متعلق تھا، مولانا کی وفات سے چند مہینے پیشتر اگست سنہ ۱۹۱۴ع مین بعارضہ تپ محرقہ الہ آباد مین انتقال کیا، مولانا نے ایک نہایت پر درد مرثیہ لکھا ہی، ان خطون مین جس اسکول اور چندہ کا ذکر ہی وہ نیشنل اسکول اعظم گڈھ سے متعلق ہی[۲] محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا نام پہلے کانگریس تھا

(۱) نیشنل اسکول کا قائم رکھنا کیون ضروری ہی۔

(۲) کیا بلحاظ حالات موجودہ اور توقعات آئندہ کی وہ مستقل طور پر قائم رہ سکتا ہی۔

(۳) ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جنمین تم بھی ایک بلند پایہ پر ہونے کا حق رکھتے ہو اسکول کے کچھ کام آسکین گے۔

یہ امر بھی لحاظ طلب ہی کہ تمکو بی اے کے بعد کہان بیٹھکر ایم اے یا قانون کیلئے طیار ہونا چاہیے غالبًا اگر تم اعظم گڈھ کو پسند کرو تو اسکول کو خود تقویت ہوگی۔ اعظم گڈھ مین رہکر تم اگر اپنا ماہانہ صرف والد قبلہ سے وصول کرتے رہو (جسکا ذمہ مین کر سکتا ہون) تو الہ آباد کے قیام سے وہان کا قیام مناسب تر ہوگا۔ کیونکہ تم اُن روپیون کو اپنے خاص مذاق اور علمی کتابون کے خرید کرنے مین صرف کر سکوگے۔ شاید تمکو معلوم ہوگا کہ مین لوگون سے تمھاری نسبت کسی قدر علمی زندگی بسر کرنیکا تذکرہ سنتا ہون۔

اب اسبات پر خیال کرو کہ یہ اسکول ہم لوگون کے خیالات اور حوصلون کا ایک عمدہ مشغلہ ہی۔ ہم توقع کرتے ہین کہ ہم اپنی زندگی کی عملی ترقی کے ساتھ اُسکو بھی ترقی دیتے جائین گے۔ آخر وہ کیا چیز ہی جس کو محسوس صورت مین ہم ایک قومی کام کہسکتے ہین۔ ہم مین جو لوگ قومی مذاق پیدا کرتے جائین گے۔ اُن کے لیے اپنی قومی فیاضی کے صرف کرنیکا اِس اسکول سے عمدہ تر کیا موقع ہوگا۔

سردست میرے نزدیک ابھی وہ ایک حقیر صورت رکھتا ہی۔ لیکن ایک لوہار کی اُس میلی چمڑی سے کم حیثیت نہین ہی۔ جس کو اُس نے مدت تک اپنے پانون کے

محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ اور جو بعد کو ایک معمولی علم پر چڑھکر تین ہزار برس تک درفش کاویانی کے فخر آمیز لقب سے پکارا گیا۔

خیر جو تمھاری رائے ہو اُس سے مطلع کرو۔ اور اُس کی نسبت جن اُمیدوں کا خیال ہو لکھو۔ والسّلام

شبلی نعمانی

۱۴۔ جنوری ۱۸۹۰ء

(۲)

برادرم

خط ملا۔ مین خود تمکو خط لکھنے والا تھا کہ تم نے اسکول کے لیے کیا کیا۔ جس قدر چندہ میرے نام تجویز کرو مین بھیجدونگا۔ البتہ لوگون سے دلانا مشکل ہی۔ ماموں عبدالحق کا نام تو برائے بیت ہی۔ میان احمد علی کا یہ حال ہی کہ سیّد صاحب کی فرمائش سے سرکہ کی بوتلین مانگی تھین تین مہینے ہو چکے۔ اُن کا جواب یہ ہی کہ ابھی طیار نہین۔ حافظ حبیب اللہ صاحب و حافظ حسن علی صاحب کو خط لکھا ہی۔ حافظ حبیب اللہ کی مالی حالت اچھی ہوگی تو دریغ نکرین گے۔ لیکن حافظ حسن علی صاحب ع۔

زرمی طلبد سخن درین است

ہان اس پہلو کو سوچ لو کہ مکان مدرسہ اپنا مکان ہی اس لئے اُس پر پبلک کا روپیہ لگایا جاے اور آئندہ مدرسہ کہین اور اُٹھ جاے تو لوگون کو کہنے کا موقع ہوگا۔

نام چندہ سے اپنا مکان بنوایا گیا۔ اعظم گڈھ مین ایسے ہی بدگمانون کی زیادہ آبادی ہو۔ سب سے مقدم بورڈنگ ہو۔

چندہ مین مولوی محمد حسین بی اے۔ مولوی مرزا سلیم۔ مولوی سلیم تنداوی۔ مولوی محمد نعیم۔ وغیرہ کو چھوڑنا نچاہیئے۔

کمیٹی کی روئداد میرے پاس نہین آئی۔ والسلام۔

۶۔ جولائی ۱۸۹۱ء

شبلی۔ علیگڈھ

(۳)

حیاک اللہ۔ مین نے سرسری طور سے اقرار نامہ کو دیکھا اور کچھ اُمور ماموں صاحب کو اُس کے متعلق لکھے۔ اب دوبارہ اُسپر نگاہ ڈالتا ہون تو وہ بالکل ایک مہمل اقرار نامہ معلوم ہوتا ہی۔ اسوقت مولوی عبد اللطیف صاحب سیدپوری قائم مقام منصف کا سکنج میرے بنگلہ پر ہین وہ بھی مجھ سے متفق ہین۔ تعجب ہے کہ تم نے کیونکر اُسکو جائز سمجھا۔

اول تو یہ بحث ہو کہ والد نے والدہ کو جو ہبہ کیا تھا وہ محض بے سروپا چیز ہی اُسکا تذکرہ کیا حاصل۔ اولاً تو اُسکا کوئی ثبوت نہین۔ ثانیاً وہ تمام کارروائی اُس اقرار نامہ سے باطل ہو چکی جو والد اور اعمام مین ہوا۔ اُسکی بنا پر کسی بات کو مبنی کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہو بلکہ بدگمانی پیدا کرنے والا ہی۔ اب بحث یہ ہو کہ ہملوگ

اسوقت تک کسی جائداد کے مالک نہین ہین - کیونکہ والدہ کا ہبہ محض فضول ہی اور تقسیم نامہ اخیر مین ہملوگون کو خود کچھ نہین دیا گیا بلکہ برات عاشقان برشاخ آہو ہی ہبہ مفروضہ والدہ کا حوالہ دیا گیا ہی - جب ہملوگ کسی جائداد کے مالک نہین ہین تو دست برداری کیسی اور معاوضہ کیسا - ارباب چھاؤنی کی دست برداری کے مقابلے مین ہماری طرف سے کیا معاوضہ ہی اور اگر نہین ہی تو یہ کس قسم کا معاہدہ ہی جس کا کوئی بدل نہین -

اصل یہ ہی کہ اگر والد قبلہ کو اور زیادہ ترکانٹون مین اُلجھانا ہی - تو وہ جس قدر چاہین اُلجھائین - لیکن اگر صفائی سے کوئی معاملہ کرنا ہی تو اُسکی صرف یہ تدبیر ہی کہ جسقدر حصہ زائد فریق سوم کو دیا گیا ہی وہ بذریعہ بیع کے فریق دوم کی طرف رجوع کرے اور فریق دوم کا اصلی حصہ بذریعہ ہبہ نامہ منتقل کے منتقل کیا جائے اس کے سوا اور سب تدبیرین سبز باغ ہین جس کو مین بہت دیکھ چکا ہون یہ مین جانتا ہون کہ یہ تدبیر نہ والد قبلہ کو منظور ہی نہ ارباب چھاؤنی کو اور سب سے زیادہ میان مہدی کو - لیکن یہ حالت ہی تو نمائش سے کیا فائدہ - جو ہو چکا ہو چکا - فریق دوم کچھ نالش فریاد نہین کرتا بے فائدہ فکر کیون کی جاتی ہی -

اِس قسم کی مہمل دستاویزون سے جو کچھ ہو، گھر کی کھیر سے بڑھکر نہین کیا حاصل ہی -
باقی تم جانو اور تمھارا کام - یہ خط ماموں مولوی محمد سلیم صاحب کو بھی دکھا دینا -

۱۱ - اپریل سنہ ۱۸۹۲ء
شبلی

(۴)

برادرم

حیاک اللہ۔ والد قبلہ کا خط کل، اور تمہارا آج ملا۔ میان مہدی کی علالت سنکر افسوس ہوا خدا اُن کو صحت دے۔

افسوس ہی کہ تم نہ آسکے۔ دسمبر مین شاید آنیکا قصد اس لئے ہی کہ کانفرنس دہلی مین شریک ہوسکو لیکن میرا قصد خود شرکت کا نہین ہی۔ کانفرنس ابکی غالباً پھیکی ہوگی۔ مولوی حشمت اللہ و مرزا حیرت کی بڑبہت سُن چکے۔ مولوی حالی صاحب کا کوئی پارٹ نہین ہی۔ مولوی نذیر احمد بھی غالباً چپ رہین اور بولین بھی تو اُنکا طرز اجیرن ہو چکا۔

لڑکون نے یہ غضب کیا کہ نہ آئے۔ نہ عرضی و فیس بھیجی نتیجہ یہ کہ اُن کا نام خارج ہوگیا۔ ان کے ساتھ فیس و رقم داخلہ ۵۰؍ ادا کرنی ہوگی۔ مجھکو یہان نئی اکثر چیزین خرید کرنی یا درست کرنی پڑین[1]۔

سفرنامہ کے لئے عام اصرار ہی اور تمام اطراف سے مانگ آنی شروع ہوگئی ہی۔ لیکن میرا ارادہ ابھی تک لکھنے کا نہین ہی جس کے متعدد اسباب ہین۔

والد قبلہ کی خدمت مین آداب۔ جناب ماموں صاحب و حافظ حبیب اللہ خان صاحب و مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین تسلیم و نیاز و شوق خدمت

اِس سفر کے حالات اسقدر ہین کہ اگر مین وہان ہوتا تو مہینون کی گرمی مجلس کیلئے سامان ہوسکتا تھا۔ لیکن مجبوری ہی۔ اعظم گڈھ میری قسمت مین نہین ہی اور اب مجھکو

[1] سفر قسطنطنیہ سے واپس آکر

وہ لگاؤ بھی نہین رہا۔ گھر جاؤ تو تمام بزرگون کی خدمت مین سلام نیاز عرض کرو۔

والسّلام۔ شبلی نعمانی

۲۴۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء

(۵)

برادرم

مین نے کئی دفعہ اس بات پر غور کیا اور جانچا کہ تم پانچ روپیہ مہینہ اسکول مین دے نہین سکتے یا تمھارے دل پر اسکی ضرورت کا اثر نہین ہی۔ مین نے وقتاً فوقتاً تمھارے مصارف پر نظر ڈالی معلوم ہوا کہ تم جس قدر گھر کے بچون کے فضول کھیل تماشہ کی چیزونکو ضروری سمجھتے ہو۔ اسکول کو اسقدر بھی نہین سمجھتے۔

تم کبھی کبھی مجکو کبھی مظفر کو کبھی شیخ کو کوئی چیز بھیجدیتے ہو یا ساتھ لاتے ہو۔ اگر تم اسکول کو ذرا بھی ضروری سمجھتے تو بجائے اُن غیر ضروری مصارف کے وہی رقم اسکول مین دیدیتے جس سے دو ایک مہینہ کا چندہ ہو جاتا۔ ماہوار خرچ کی فہرست مین پانچروپیہ کی رقم ایک ہفتہ سے بھی کم ہی۔ لیکن تمکو اسکول کا خیال نہین۔ شفیع کو درد نہین۔ میان شوکت کو ہمدردی کی کوئی وجہ نہین۔

درچمن از کہ مراعات ادب داری چشم

بُلبلان مست و صبا بیخود و گل بے پروا

اسکول کا کام بالکل رُک گیا ہی۔ مین بیمار ہون اور اب بے اثر بھی۔ اسکول

کا خدا مالک ہے۔ والسلام

شبلی نعمانی

اعظم گڈھ ۱۶۔ فروری

(۶)

برادرم

مین جانتا ہون کہ تمھارا بار بار کا تقاضا جوش محبت کی وجہ سے ہی مگر کیا کرون۔ کیفیت یہ ہی کہ طبیعت دو چار گھنٹے بھی یکسان نہین رہتی۔ بلکہ دو چار مرتبہ بہت خراب حالت ہوگئی۔ اور خدانخواستہ ایسی کیفیت کہین سفر مین پیش آگئی تو جان کا خطرہ ہی۔ اس لیے سفر کرنا ایسی حالت مین سخت مخدوش ہی۔ اگر تمھین تشخیص طبیعت کے لئے اسقدر اصرار ہی تو حکیم صاحب کو یہان بھیجدو۔ اور بہرحال بنارس کی ریل کھلنے کا تو انتظار کرنا ہی چاہیئے۔

والسلام

شبلی نعمانی۔ اعظم گڈھ

۲۲۔ مارچ ۱۸۹۸ء

(۷)

برادرم

واقعی میان حمید کے حالات کا انتظار تھا۔ تم نے اطلاع دی خوب کیا۔ انکو لکھو کہ وہان کون کلاسین ان سے متعلق ہین اور کون سبجکٹ؟

تم نے عرضی دی یا نہین؟

مین الفاروق کے چند اجزاء کانپور مطبع نامی مین چھپنے کے لئے دے آیا۔ تین خط جاتے ہین۔ ایک بے ٹکٹ ہی۔ اسپر ٹکٹ لگا کر ڈاک مین دلوادینا۔

چند اوراق مطبوع ہین۔ انکو پیکیٹ کر کے بیرنگ میر ولایت حسین صاحب کے نام بھیجدو۔ اور اوپر میرا نام لکھدینا۔

کلکٹر صاحب نے ایڈ کی درخواست خود بورڈ مین پیش کر کے منظوری اضافہ کرالی۔ لیکن ابھی تعداد نہین معین ہوئی۔ والسّلام

شبلی۔ ۲۳۔ جون ۱۸۹۷ء

(۸)

پانچ چھ دن سے طبیعت اچھی ہی۔ نواب محسن الملک میری عیادت[1] کو یہان آئے اور میرے بنگلہ مین تین دن رہے۔ انکی آؤ بھگت مین مجھکو بہت چلنا پھرنا پڑا لیکن مین اسکی برداشت کرسکا۔

گرمی کی وجہ سے بدن مین طاقت معلوم ہوتی ہی تم آنے مین جلدی نہ کرو۔ میری اسقدر ضرور خواہش ہی کہ کوئی ماہر طبیب یا ڈاکٹر اعضائے رئیسہ کی تشخیص کرلیتا۔

شبلی۔ اعظمگڈھ

۱۸۹۸ء

[1] مراجعت کشمیر کے بعد کی بیماری مین

(۹)

برادرم۔

آج کل مجھکو اس قدر کام کرنا پڑا کہ صحت مین بھی اسیقدر کرسکتا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے مدت سے یہ کر رکھا تھا کہ اپنی تنخواہ بڑھاتے جاتے تھے۔ اور دوسرون کی زبان بندی کے لئے اور مدرسین کی تنخواہین بھی بڑہاتے رہے۔ یہان تک کہ تین چار مدرسون کی تنخواہین دوگنی سے بھی زیادہ کردین۔ اس پر یہ ناانصافی بھی کہ بعضون کی تنخواہین یک حبہ کبھی نہین بڑہائی۔

اضافہ تنخواہ سے ۳۰۰؍ مستقل خرچ آمدنی سے بڑھگیا۔ اسکو وہ قرض وغیرہ سے پورا کرتے رہے۔ اب جو الگ ہوئے تو پورا ۱۵۰۰؍ قرضہ چھوڑ کر۔ اور وہ ۵۰۰؍ ماہوار کی کمی علاوہ۔

مین نے بڑی محنت و جانفشانی کے بعد جمع خرچ برابر کیا۔ اب بقایا کی فکر ہے کیونکہ اسکی وجہ سے تنخواہین رک گئین اور ایک عام واویلا ہے۔ اسکی دو تدبیرین اختیار کین۔ (۱) ممبرون سے بقایا چندہ وصول کرنا۔ (۲) غیر ممبرون سے ڈونیشن لینا ابھی تک وصول کچھ نہین ہوا۔ آج فکر ہے کہ کسی مہاجن کے ہان سے قرضہ منگوا کر تنخواہین ادا کر دیجائین۔ پھر آمدنی سے قرضہ ادا کیا جائے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

شبلی

اعظمگڈھ

۲۲۔ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۰)

برادرم

اسکول کے جمع خرچ مین بڑی ابتری ہی - ہر مہینے مین کمی پڑتی جاتی ہی اب ماہ سے
کا تقاضا ہی جو تمھارے پاس درخواست کی صورت مین جائیگا - دریافت سے معلوم ہوا
کہ یہ ایک مسلسل سازش کا نتیجہ ہی - بہر حال تم تمام کاغذات اور سرکیولر سررشتہ تعلیم
اسکول سے منگوا لو - اور دو باتون کو دیکھکے جمع خرچ برابر کردو - ٹائم ٹیبل کے لحاظ سے ایک
ماسٹر زائد ہی - بشرطیکہ ہر اُستاد کے ۵ گھنٹہ رکھے جائین -

تنخواہون مین جو اضافہ کیا ہی - اسکو مناسب طور پر گھٹا دیا جائے - مین نے یہان
اسکی تحقیقات شروع کردی ہی جس کے نتیجہ سے تمکو اطلاع دیجائے گی - تمھارے بھیجے ہوئے
ماسٹر کو افسوس کہ واپس جانا ہوگا -

شبلی - ۵ - جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۱)

برادرم -

اس قدر تکلیفین اُٹھائی ہین کہ کچھ حد نہین - چار دن سے دن دن بھر بڑے
مکان پر جا کر رہتا ہون اور تمام دن بک بک مین گذرتی ہی - یہان تک کہ تنخیر ہونے
لگتی ہی - با وجود اسکے ابھی تک تنخواہون کا معقول بندوبست نہین ہوا - سال ہے
قرضہ کے لئے مین نے اور ماموں صاحب نے رقعہ بھیجا - اُنھون نے روپیہ دینے سے

انکار کیا - اب تنہا مجھ پر پڑی - اِدھر اُدھر سے قرض وام لیکر آج ماہ عنے مدرسہ میں بھیجا - اور تنخواہ ادا ہوئی - اتنی بات البتہ اچھی ہوئی کہ جمع خرچ برابر کردیا گیا - اور اب ماہ بماہ ادا ہوگی - اسکی رپورٹ تمھارے پاس جائے گی - اب اِس رقم کی وصولی کی یہ شکل ہی کہ ممبرون سے بقایا چندہ وصول کیا جائے - یہان کے ممبرون کے ہان ہم لوگ جائینگے - میان حمید کو تم لکھو - انکے ہان شاید ۲۰-۲۵ روپیہ باقی ہین - تمھارے ذمہ بھی شاید للعہ باقی ہین - یہ سب رقمین آئین تو قرضہ ادا کیا جاے ادھر اسکول کی عمارت گرتی جاتی ہی - اسکا تمام بار تنہا میرے اوپر ہی -

افسوس ہی کہ برسات نکلنے نہین دیتی ورنہ مین ضرور آج کل یہان سے نکل جاتا ورنہ میری صحت کو خطرہ ہی -

کل خط مین لکھدیا ہی کہ رجب خان کی ضرورت نہین -

شبلی - ۱۴ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۲)

برادرم -

ابکی پریشانیون نے بہتسونکی فکرین پیش نظر کردین، تعطیل کے ساتھ مکان پر آؤ تو بہت سے اہم اُمور پر غور کرنا ہی، نیشنل اسکول کی ایڈ جنوری تک پھر ٹل گئی، مشکل یہ ہی قحط اور وبا کی وجہ سے فیس مین صہ ماہوار کی کمی آگئی جسکی وجہ سے تنخواہین رک گئین - ماسٹرون نے واویلا کی - اس لیے چندہ روزہ چندہ سب پر برقرار پایا - صہ ماہوار

تمھارے نام بھی لکھا گیا۔ یہ رقم فوراً بھیجدو، حامد کے ہر قسم کے مصارف بجز خوراک کے یہان سے جاتے ہین۔ اس تخفیف کی وجہ سے غالباً تمھارے بجٹ مین عہ کی جگہ نکل آئے گی۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۱۔ اگست ۱۸۹۹ء

(۱۴)

برادرم۔

کاغذات مطلوبہ جس قدر مل سکے کل بھیجے جا چکے۔ کام سب خیال مین ہین، لیکن مشکل یہ ہو کہ کوئی آدمی نہین ملتا۔ نصر اللہ نہین آئے۔ نہ اور کوئی آدمی کام کا نظر آتا۔ محمد علی کا حال معلوم ہو۔ والد بیجد محبت کرتے ہین لیکن آخر پیر ہو چکے۔ جو ہدایتین اس خط مین تم نے لکھی ہین ان کی کوشش ہو گی۔ اس قدر غنیمت ہو کہ بھائی سعید کو لاگ ہو گئی ہو۔

محمد علی سے والد لکھوانے مین اس لئے کوتہی کرتے ہین کہ خرچ بڑھتا جاتا ہو، حامد کی نسبت تمام دنیا کے برخلاف میرا ہی خیال صحیح تھا۔ اسکے مفصل حالات عند الملاقات معلوم ہون گے۔

شفیع ماسٹر اسکو جا کر لے آئے لیکن جس لباس مین اسکو دیکھا وہ گیروا کرتہ اور گیروا تہمد تھا۔ اسنے فقر اختیار کیا اور صرف اسوجہ سے یہان آنے پر راضی ہوا کہ اسکے پیر نے اطاعت والدین پر مجبور کیا۔ وہ پھر جانے کے لے مُصر ہو اور کسیطرح نہین ٹھیرتا۔

نفر عمدہ چیز ہی۔لیکن وہ جو گیا نہ قالب مین جانا چاہتا ہی۔اور اسمین کوئی ریاکاری نہین۔صرف دماغ کی خرابی کا قصور ہی۔اور اصل چیز میری خوبی قسمت،

والسلام ۵۔مئی ۱۹۰۰ء شبلی۔ آعظم گڈھ

(۱۴)

مولوی عبد الرحمن ڈپٹی کلکٹر الہ آباد مین آئے یا نہین۔آئے تو چندہ عمارت کیون نہین طلب کیا جاتا۔

لوئی کے ہسٹری آف فلاسفی مین لکھا ہی کہ "اگر احیاء العلوم کا ترجمہ فرنچ مین ہو چکا ہوتا تو ضرور یہ گمان کیا جاتا کہ دیکارٹ کا فلسفہ اخلاق غزالی سے ماخوذ ہی" دوسری کسی کتاب مین (اسکا ذکر تم نے کیا تھا) ہی کہ کتاب مذکور کا ترجمہ فرنچ مین ہو گیا تھا، ان دونون عبارتون کا ترجمہ لفظ بہ لفظ بھیجدو۔بہت ضرورت ہی۔

والسلام۔ شبلی۔

اعظم گڈھ۔ ۸۔جون ۱۹۰۰ء

(۱۵)

برادرم۔

جنٹ صاحب (بوتراب) نے جو میرے باغ مین مقیم ہین بنگلہ کے گرد مکانات اور اصطبل خانہ وغیرہ بنوایا ہی وہ بناتے ہین اور مین شرمندہ ہوتا ہون۔

اِن کے پاس اور سب چیزین امیرانہ ہین۔صرف گاڑی خراب ہی جسکی وجہ

معلوم نہین۔ مین نے اپنی گاڑی کا ذکر کیا تو بولے کہ اگر آجاتی تو ساتھ ہوا خوری کا لطف ہوتا۔

مصارف متوقعہ کے لحاظ سے توقع نہین کہ تنہا مین گاڑی کے مصارف اُٹھا سکون۔ اِس لیے اگر گاڑی آجائی تو چند روز مین بھی مفت بگی نشین بن جاتا۔ تم لکھتے ہو کہ [illegible] ابھی اور درکار ہے۔ مین نے کل [illegible] بھیجے ہین۔ کیا یہ رقم اس پر مستزاد ہے اگر ہے تو بہت گران پڑی۔ بہرحال فوراً طیار کرا دو۔ [illegible] روپیہ تم نے اخیر طیاری کے لیے طلب کیا تھا۔ وہ کہین سے مہیا کرکے بھیجدو۔

والسّلام شبلی۔

اعظم گڈھ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء

(۱۶)

استقلال ومتانت کی حد ہوگئی۔ والد کی حالت بیم وامید کی ہوچکی ہے۔ بلکہ بیم کا پہلو غالب ہے۔ تمام اطراف کے آدمی روزانہ اُن کے دیکھنے کو آتے ہین۔ مستورات سب آئین۔ خود والد ہر وقت تمکو پوچھا کرتے ہین۔ اور تمھارا یہ حال کہ نہ کارڈ۔ نہ خط۔ نہ پوچھ نہ گچھ۔ مین نے خط پر خط لکھے جواب ندارد۔

تمسے پوچھا تھا کہ بنک سے کیونکر روپیہ وصول کیا جائے۔ اسکا بھی کچھ جواب نہین۔ بہت ضرورت ہے۔ فوراً مطلع کرو۔

والسّلام

شبلی۔ اعظم گڈھ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

(۱۷)

برادرم-

مولوی مہدی علی کی سخت تقاضے آرہے ہین-چونکہ کانفرنس رامپور مین ہی اس لئے میری شرکت پر انکو اصرار ہی-

دسمبر مین معاملات کا طے ہونا ضروری تھا- اس لئے یہان سے ٹلنا گران ہی بہرحال اگر مجبوراً گیا تو معذور ہون- اگر خاص کوئی وجہ قیام پر مجبوری کی ہو تو لکھو کر صاف جواب لکھ دون-

دیوارہ مین اگر تقسیم کا انتظار کروگے تو اس سال کی تحصیل بھی غارت جائے گی میری دانست مین مناسب ہے کہ ابھی سے اپنا خاص کارندہ مقرر کردو جو اس سال کے اپنے حصّہ کی تحصیل کرے اور اسامی بٹ کے طور پر کاغذ بھی درست کرتا رہے- باقی علاقجات- کادن پٹی- جگدیس پور- ڈبکی- بلریا وغیرہ ٹھیکہ دیدینا چاہیئے- مصارف سیر- مشاہرہ ملازمان- خرچ مقدمات- خرچ ڈیوڑھی بندول کا ایک موازنہ بنا کر مجھکو بھیجدو تاکہ ماہ بماہ اسکے مہیا کرنے کا بندوبست کرسکون-

والسلام- شبلی- ۵ دسمبر ۱۹۰۰ء اعظمگڈھ-

(۱۸)

یہان کے حالات سنو- سیر کا خرچ کل غلام محمد قرضہ سے کر رہا ہی- سو سے زائد ہو چکا- نوکرون کی تنخواہ مبلغ للعہ مین نے کل اپنے وظیفہ سے تقسیم کی ہے کلکٹر

کی قیمت کے مولوی عمر کو ادا کیئے۔ مظفر کی تعلیم کیلئے مین نے اُن مولوی صاحب کو جو میرے ہان پہلے لکھتے تھے مقرر کیا، انکی تنخواہ ؎ دیدی گئی۔

مقدمہ مین اسم نویسی گواہان کا خرچ تو تھا ہی۔ آج تحصیلدار صاحب کا آدمی پہونچا کہ شیخ صاحب[1] پر بابت سال گذشتہ ؎ ٹکس تھا۔ وہ فوراً ادا ہونا چاہیئے مین نے تمھارے آنے تک مہلت طلب کی۔ کہلا بھیجا کہ ۲۴۔ کو سال تمام کا حساب بند ہوگا اس لئے نہین مل سکتا۔ یہ رقم کہان سے دیجائے بذریعہ تار کے مطلع کرو۔

بھورو کا مقدمہ جو لڑ رہا ہی۔ اسمین حکام دورہ مین ہین۔ مختار یہان سے جاتے ہین اور ؎ فی پیشی لیتے ہین۔ کئی پیشیان ہو چکین یہ تمام فضول مصارف دیوارہ سے لئے جاتے ہین۔ دیوارہ کا حساب مین نے درست کرایا ہی۔ اسی قسم کے مصارف سے زیر بار ہی۔ آؤ تو دیوارہ کو فوراً خاص تحصیل کرو۔ اور مقدمات کا سلسلہ گھٹاؤ چھوٹے چچا بھی نالان ہین کہ مقدمات کی وجہ سے وہان کچھ نہین بچتا۔ گاؤن پٹی کی تحصیل مع دھان، ماموں سلیم صاحب اپنے قرضہ مین لیتے ہین۔ تین سو قرضہ والد پر کئی برس کا ہی۔

جس قدر ممکن ہو جلد آؤ۔ افکار کا ایک گھنگور بادل چھایا ہی دیکھیئے کیونکر چھٹتا ہی۔

والسلام

شبلی۔ اعظم گڈھ

۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۰ء

[1] یعنی مولانا کے والد پر۔

(۱۹)

برادرم۔

مین نے تمسے مسودہ مختارنامہ ہر دو دستاویز یعنی جمبودرہ و چھاؤنی مانگا۔ تمنے ابتک نہ بھیجا۔ جلد بھیجو کہ تکمیل کراکے بھیجدون۔

حیدرآباد مین،

مجھکو جو کچھ دیتے ہین اسمین اسوقت مجھکو ۴۲۵ روپیہ ماہوار ملین گے۔ لیکن مین نے اس سے انکار کیا۔ چونکہ نواب مدار المہام اس سے زیادہ کے مجاز نہین ہین۔ اس لیئے حضور مین بڑے زور کے ساتھ تحریری سفارش بھیجی ہی۔ اسکا جواب نہین آیا۔ اور بہت کم توقع ہی کہ آئے۔ حضور اور مدار المہام کی ناچاقی بڑھتی جاتی ہی۔ آجکل سخت واقعہ یہ پیش آیا کہ سید علی حسن (مولوی مہدی کے بھائی) جو مدار المہام بہادر کے سب سے بڑے رُکن تھے۔ ان کو دفعۃً حضور نے موقوف کردیا۔ ان کے ساتھ ایک انگریز کو بھی۔ حیدرآباد مین اسوقت ایک زلزلہ پیدا ہو گیا ہی۔ تمام لوگ کانپ اُٹھے ہین خصوصاً ہندوستانی خاص مورد عتاب ہین۔

اب میرا ارادہ سُنو۔

مین نے یہ عزم کرلیا ہی کہ کوئی معقول بات نکل آئے تو میر و ورنہ دُنیاوی خوہشون سے صاف دست بردار ہوتا ہون۔ سو روپے ہین چھاؤنی۔ عالیہ۔ اسکول وغیرہ کے چالیس پچاس نکل جائین گے۔ باقی جسقدر بچے گا اس سے غریبانہ زندگی خاصی طرح بسر ہو سکتی ہی۔ لکھنؤ یا علی گڈھ مین بستر ہوگا۔ اور ندوہ یا کالج کا مشغلہ تنہائی

اور بے تعلقی مین انشاء اللہ قوم کی خدمت اچھی طرح بن اسے کی کالج تو میری مدد کا محتاج نہین۔ لیکن ندوہ کام کرنے کی جگہ ہی اور بہت کچھ کیا جا سکتا ہی۔

یہ ارادہ اگرچہ کسیکی مخالفت یا موافقت سے بدل نہین سکتا تاہم تم اپنی رائے لکھو،

والسلام
شبلی

۱۷۔ اپریل ۱۹۰۱ء حیدر آباد۔

(۲۰)

علالت بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہونچی کہ بدن مین خون نہین رہا۔ بالکل سپید ہو گیا ہون۔ گھر کا ارادہ تھا کہ تمھارا تار پہونچا مجبوراً وقار آباد چلا آیا۔ یہ مقام حیدر آباد کا گویا شملہ ہی یہان آکر ایک ٹانگ مین درد پیدا ہو گیا جس سے سخت تکلیف ہی اور بہت بڑھ گیا ہی۔ دن مین بارہ بارہ دفعہ پیشاب آتا ہی اور مقدار زائد ہوتی ہی۔

شبلی۔ ۲۶ جون ۱۹۰۲ء وقار آباد۔

(۲۱)

برادرم۔

استانی بھوپال گئین یا وہین ہین۔

اب کے ندوہ کا جلسہ دلی مین ایسٹر کی تعطیلون مین ہوگا، مین نے بورڈنگ کا ایک کمرہ تمھارے نام سے لکھ دیا ہی یہ یادگار مرحومہ[1] یہ رقم جلسہ مین پیش ہونی چاہیئے کیونکہ اب بورڈنگ کی تعمیر بھی شروع ہو جائے گی۔ مدرسہ جلد جلد تعمیر ہو رہا ہی۔

[1] زوجہ

میان حمید کو لکھا تھا کہ کچھ ممبری کے ٹکٹ فروخت کردین صد لے برخاست
تم نے کسی قومی کام کا ذکر کیا تھا کہ تم نے الہ آباد مین شروع کیا ہی وہ کیا ہی
مسلمان زیادتی تعداد ممبری پرست تو ہوئے۔ لیکن کرتے کیا ہین؟ ایک گو کھلے
نوشاد و عِلے محمد، بلکہ عزیز مرزا اور آفتاب پر بھاری ہی۔

شبلی۔ ۱۴۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(۲۲)

برادرم۔

خوشی محمد خان[له] وہان کے گورنر ہین، اِن کو خط لکھکر ملفوف کر دیا ہی۔ لیکن میرے اصلی دوست اور عنایت فرما اور مرید خاص اور کارکن مرزا غلام مصطفےٰ ہین۔ وہ رئیس شہر ہین، لیکن آجکل وہان کسی علاقہ کے حاکم ہین۔ اِن کو علیحدہ خط لکھا ہی کہ اُنکی غلیت مین کیونکر انتظام ہو سکتا ہی۔ وہ ہر طرح کی مدد دین گے۔ ان کا خط جلد آئیگا، اسوقت مین تم کو مطلع کرون گا۔

نذیر احمد بی لے میرے شاگرد خاص وہان سب جج ہین۔ بہر حال دو ہفتہ کے اندر تمام اُمور کے متعلق مین تمکو مطمئن کر سکون گا۔

شبلی۔ ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

بمبئی۔ نیو ناگپاڑہ، روڈ،

له یونس کی عمری مراد سمجھا جیسا متعلق آن زمانہ مین مسلمانون مین جو شوق پیدا ہوا تھا کہ عوام تمہاری کی بہ نسبت زیادہ حق ادا کیا جائے۔

له چودھری خوش محمد خان ناظر گورنر کشمیر، مولانا کے شاگرد علی گڑھ کے طالب العلم

(۲۳)

برادرم -

بھائی ڈاکٹر وغیرہ اور ان کا علاج محض فضول اور صرف شاعری ہے - مین علاج تو ہرگز نہین کرونگا -

تبدیل آب و ہوا بے شک مفید ہے - یہان قاعدہ ہے کہ حضور جب کسی کا منصب مقرر کرتے ہین تو نذر گذرانی پڑتی ہے - عماد الملک نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ رسم ادا کر کے جانا ہوگا - حضور اجمیر گئے ہین - محرم کے عشرہ سے پہلے غالباً باریابی کا موقع نہین مل سکتا، اس لیے مجبوری ہے - مہینہ دو مہینہ رہکر بمبئی جاؤن گا،

شبلی - حیدرآباد - ۷- نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۴)

برادرم -

سب سے بہتر میری زندگی کا خاکہ اعظم گڈھ کا قیام ہے - آب و ہوا بالکل موافق، بنگلہ حسب خواہش - سکون و خاموشی - بنگلہ کو پھر مرتب کرلونگا - تصنیف کا کام نہایت اطمینان سے ہوگا - اسٹاف ساتھ ہوگا،

لیکن خدا کے لیے کسی طرح بنگلہ دلوا دو - کنور عبد الکریم نے دائمی قبضہ کر لیا ہے - میرے وہ ارادتمند شاگرد ہین - اس لئے خود ان کو لکھ نہین سکتا - حامد سے یا کسی اور طریقے سے ان کو نوٹس ایک مہینہ کا دلا دیا جائے کہ وہ کوئی اور بندوبست کر سکین -

وہان رہکر اسکول کا بھی تفریحی مشغلہ ہی غرض ہر طرح موزون ہی بنگلہ بننا چاہیے

شبلی۔ کاپچی گوڑہ۔ حیدرآباد۔ ۷۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۵)

برادرم۔

سلام مسنون۔ شور وغل فی نفسہ بیہودہ چیز ہی لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ کوئی کام دُنیا مین بے اسکے نہین چلتا۔ انبیا اور ریفارمر دونون کی نظیرین دیکھ لو۔ علی گڈہ کالج صرف شور وغل سے قائم ہوا اور اب تک اسی پر قائم ہی۔

تم نے کانفرنس[1] تسلیم تو کر لی لیکن اسکے لیے ایک عمدہ پراسپکٹس انگریزی اور اُردو مین چھپوا کر تمام برادری کے معزز ملازمین سرکار اور رؤسائے دیہات کے پاس بھیجنا ضرور ہی۔ بڑی ضرورت یہ ہی کہ وکلا، منصف۔ عہدہ دار جو اچھی حالت رکھتے ہین وہ برادری کی تعلیم پر متوجہ ہون۔ اب تک یہ گروہ محض بے پرواہی۔ نیشنل اسکول یا سرائے میر کی ان لوگون کو خبر ہی نہین۔ تم پرائیوٹ خطوط لکھکر یہ اصرار اور تقاضا ان لوگون کو جمع کرو۔ مثلاً مولوی عبدالحمید سررشتہ دار سرحدی۔ مولوی عبدالحلیم منصف۔ میان جنید۔ وغیرہ وغیرہ ان لوگون پر تمہارا ہی اثر پڑ سکتا ہی میرا کہنا تو ان لوگون کے لیے بھی ایک معمولی عام صدا ہو گی،

کانفرنس کا مقام اعظم گڈہ نہین ہو گا۔ نیشنل اسکول یا بنگلہ مین۔ اور اگر سرائے میر مین ہوا تو عامی مذاق غالب رہے گا،

[1] اعظم گڈہ محمڈن کانفرنس

میرے لیے یہ مشکل ہی کہ علی گڈھ والون کا سخت تقاضا ہی۔ وعدہ بھی کر چکا ہون،
تاہم زیادہ بلکہ قطعاً یہی ارادہ ہی کہ اعظم گڈھ ہی آؤن،

اعظم گڈھ کانفرنس مین حکام کو بھی مدعو کیا جا سکتا ہی۔ بورڈنگ کو اگر وسعت دیجاے
تو گورکھپور اور جونپور تک کے لڑکے آسکتے ہین۔ غرض ایک نہایت وسیع پیمانہ خیال
مین ہے۔

افسوس ہی قبل از وقت، معذور سا ہوگیا ہون۔ ۲۴ گھنٹہ مین صرف ڈیڑھ دو
گھنٹہ کام کرسکتا ہون۔ یہ غنیمت وقت صرف سیرت پر صرف کرسکتا ہون مصرع

عمر تھوڑی حسرتین دل مین بہت[1]۔

میان حمید کو بھی یہ خط دکھاؤ اور کانفرنس کا اعلان و پروگرام، دونون صاحب
ملکر لکھوا اور چھپوا کر ہزارون کی تعداد مین لوگون کے پاس بھیجو اور تقسیم کرو۔

شبلی

۷۔ دسمبر ۱۹۱۳ء حیدرآباد۔

(۲۶)

برادرم۔

قابل غور[2] یہ مسئلہ ہی کہ مڈل اسکول کو ہائی اسکول بنانا چاہیے یا ایک بورڈنگ
قائم کرنا چاہیے۔ اسکول ہر شہر مین سرکاری یا مشن موجود ہوتے ہین اور ان کے برابر

[1] گویا مولانا نے ایک سال پہلے اپنی موت کی پیشینگوئی کی تھی۔ [2] یہ سلسلہ خط سابق

اسٹاف کا اسکول بنانا آسان نہین، اور بہت قوت اور محنت صرف کرنی پڑتی ہی۔ اب
تجربہ کار لوگ اسکو تسلیم کرتے جاتے ہین کہ اسلامی بورڈنگ بنانا زیادہ مفید ہی۔ جسمین
اخلاقی اور مذہبی تربیت ہو، باقی تعلیم تو کسی اسکول مین حاصل کرینگے۔ اگر یہ راے
صحیح ہو تو نیشنل کی عمارت کے قریب بورڈنگ کی بنیاد ڈالنا چاہیئے جس کو رفتہ رفتہ بہت
ترقی دی جاسکتی ہی۔ بورڈنگ کی وجہ سے بہت زیادہ بچے تعلیم حاصل کرسکین گے۔
اور کفایت شعاری کے ساتھ۔

اگر میرا قیام اعظم گڈھ مین ہوا، تو ایک وکٹوریا فٹن کی بھی ضرورت ہوگی اس لئے
اسطرف بھی خیال مائل رکھنا، گاڑی یا گھوڑا جو موقع سے ہات آجاے چھوڑنا نہین چاہئے

مولوی محمد عمر صاحب اور شفیع، سال بھر مین پنشن لینگے۔ یہ لوگ بورڈنگ یا
مدرسہ کے قیام و ترقی کے متعلق اپنا کافی وقت دیسکین گے اور ان پر برادری کو
اعتماد بھی ہی۔

ایک ماماہیان رکھ لی ہے۔ روزمرہ کے تمام کھانے اچھا پکاتی ہی ساتھ تو نہین
لاتا، لیکن ضرورت ہوئی تو بلالون گا۔

شبلی۔ حیدرآباد

۱۰- دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء

مولوی حکیم محمد عمر صاحب کے نام

(۱)

برادر مکرم، با فخر ما، مقتداے ما۔

اس وقت مجھ سے نہ میری طبیعت کا حال پوچھیے، نہ کوئی اور واقعہ۔ آپ سنیے اور میں دل سے اُٹھتے ہوے جوش سے ایک تازہ کیفیت سناؤں۔ یوں تو مدرسۃ العلوم کے قواعد میں داخل ہو کہ لڑکے مغرب کی نماز جماعت سے پڑھیں۔ مگر ان دنوں ہوا کا رُخ ہی بدل گیا ہو۔ لڑکوں نے خود ایک مجلس قائم کی ہو جس کو وہ انجمنۃ الصلوٰۃ کہتے ہیں ایک بی اے سکرٹری ہو اور بہت سے تعلیم یافتہ اس کے ممبر ہیں۔ چار بجے صبح کے بعد ایک نوجوان انگریزی خوان لوگوں کو اس پُر اثر فقرے سے چونکا دیتا ہو اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم پانچوں وقت کی نمازیں بجماعت ہوتی ہیں۔ اور لطف یہ کہ محض اپنی خواہش سے، بیرونی دباؤ کا نام بھی نہیں۔

مغرب کی نماز! سبحان اللہ! کیا شان و شوکت ہوتی ہو کہ بس دل بچھا پڑتا ہو۔ خود سید صاحب بھی شریک نماز ہوتے ہیں اور چونکہ وہ عامل بالحدیث ہیں آمین زور سے کہتے ہیں۔ اُنکی آمین کی گونج مذہبی جوش کی رگ میں خون بڑھا دیتی ہو میں

۱؎ مولانا کے ہم تعلیم و ہم صحبت، اور عہدِ شباب کے دوست، اعظم گڈھ میں محافظ دفتر ہیں، اور نیز مطب کرتے ہیں، مدرسہ دیوبند میں تعلیم پائی ہو۔

کبھی کبھی اسلام پر لکچر دیتا ہون۔ مسجد بننے کی طیاری ہی۔ سید محمود صاحب کی سرگرمی نے اس کے پیمانۂ تعمیر کو نہایت وسیع کردیا ہی۔ وہ مہتمم خاص ہین اور تین ہزار چندہ خود دینگے۔ مین نے بھی ۵۰ دیے ہین۔ سید محمود صاحب خود ہاتھ مین پھاوڑا لین گے اور مسجد کی نیو کھودین گے، لاگت کا تخمینہ ساٹھ ستر ہزار روپیہ ہی،

مجھکو اس بات کا فخر حاصل ہی کہ اس نئی زندگی کے پیدا ہونے مین میرا بھی حصہ ہی اور اس جوش مذہبی کا برانگیختہ کرنا میری قسمت مین بھی تھا۔ مین اس جوش مسرت مین اور بھی لکھتا۔ مگر مجھکو میرے بھائی خصوصًا میان اسحٰق و عثمان یاد آگئے اور میرا سارا جوش اس طرح ٹھنڈا ہو گیا جس طرح طاؤس کا اپنے پاؤن دیکھنے سے۔

ان عزیزون نے ترقی و لیاقت کا طرۂ فخر صرف لا مذہبی کو سمجھا ہی حالانکہ لیاقت بھی کچھ دُنیا سے نرالی نہین۔ خیر خدا توفیق دے۔ میرا یہ خط اور احباب کو بھی دکھلائیگا۔

والسّلام

شبلی۔ ۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء

(۲)

جناب من۔

آپ جانتے ہین کہ کس مجبوری پر مین خط لکھا کرتا ہون اسکا خیال رکھیے اور جو کچھ لکھتا ہون اسکی تعمیل فرمائیے گا۔

امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری کا پہلا حصہ جو قریبًا ۱۴۰ صفحون مین ختم ہو گیا۔ اس

حصہ مین یہ مضامین ہین۔ تمہید۔ کتابین جو امام ابو حنیفہ کے حالات مین قدماء نے لکھین۔ امام کی ولادت اور نسب۔ تابعیت کی تحقیق بوجہ لامزید علیہ۔ امام کا سن رشد اور تعلم۔ انکے شیوخ حدیث کی تفصیل اور مختصر تراجم۔ تعلیم اور افتاء۔ بقیہ زندگی اور شاہی تعلقات۔ وفات اور اُن کی اولاد کی تفصیل۔ اُن کے اخلاق و عادات۔ طرز معاشرت اور عام حالات۔ اُن کے مناظرات و فتاوے اور علمی مجلسین۔ انکی شہرت اور ان کے ہم عصرونکی انکی نسبت رائین۔

دوسرے حصہ مین صرف اُن کے علوم، و ترتیب فقہ، و طریقہ اجتہاد کی تفصیل ہوگی، اخیر مین ان کے مشہور شاگردون کا مختصر تذکرہ ہوگا لیکن اُمید ہے کہ دوسرا حصہ پہلے سے ضخامت مین زیادہ ہوگا اور حقیقت مین میری محنتون کا وہی تماشاگاہ ہوگا۔ اس کتاب کی تصنیف مین گو بڑی خاک چھاننی پڑی، بہت سے کتب خانے دیکھنے پڑے تاہم اگر کتاب مرضی کے موافق تیار ہو گئی تو ایک نادر چیز ہوگی اور تمام محنت اور کاوش کا معاوضہ ہو جائے گا،

آمدم برسر مطلب حصہ دوم کے لیے جو کتابین درکار ہین اُنمین چند وہ کتابین ہین جو میری کتابونمین اور ماموں صاحب کے کتب خانے مین موجود ہین تفسیر کبیر تمام و کمال۔ نووی شرح مسلم۔ نصب الرایۃ۔ تخریج ہدایہ۔ فتح القدیر۔ ہدایہ۔ شرح مسلم موطا امام محمد میری کتابون سے لیجیے۔ اور میزان الاعتدال۔ معانی الآثار۔ زیلعی ہدایہ۔ مقدمہ ابن الصلاح۔ ماموں صاحب سے لیکر بذریعہ برن کمپنی روانہ فرمائیے

بے شبہہ ماموں صاحب کا چند روز کے لیے ہرج ہوگا مگر میری طرف سے عرض کیجیے
کہ اسکو گوارا فرمائین، ماہ مئی تک انشاء اللہ کیتابین فارغ ہوجائین گی۔ اُسی مہینہ مین
مین قسطنطنیہ روانہ ہوجاؤن گا جس کے تمام سامان ہوگئے ہین اور اسوقت تک
باقی بھی ہوجائین گے۔ وہان سے آکر الفاروق شروع کرون گا۔

شبلی
۲۷۔ نومبر ۱۸۹۰ء

(۴۳)

جناب من۔
عنایت نامہ پہونچا۔ واقعی آپ کو جس قدر تردد اور رنج ہو تعجب نہین۔ لیکن آپکے
اس فقرے کو پڑھکر تعجب ہوا:

"چند اُمور ضروری تھے جسکی اطلاع آپ کو دینی ضرور تھی مگر مین کچھ نہین
کر سکتا اور نہ مجھ سے ہو سکتا[1]"

اور ون کے جرم مین مجھکو ماخوذ کرنا کیا معنے؟ آپ میرے لئے کیا کرنا چاہتے
تھے اور آپ کس جرم کی سزا مین نہین کر سکتے؟ آپ جیسے محب صادق سے یہ طرز
تحریر عجیب ہے۔ باقی میری یہ حالت ہی کہ بجز قومی کامونکے ذاتی معاملات مین کسی کا ایسا احسان

[1] ایک خانگی معاملہ کے نسبت ہی۔

نہین لینا چاہتا۔ آج مین نے چچا کو ایک خط لکھا ہے جسمین اس واقعہ پر اپنا ملال ظاہر کیا ہے اور شیخ عبد الرحمن صاحب کو بھی ملامت کی ہے۔

والتسلیم

شبلی نعمانی

۱۴۔ اپریل ۱۹۰۸ء

۸۔ مولوی محمد سمیع[۵۱] صاحب کے نام

عہ

(۱)

عزیزمن[۵۲] سلمہ

تمھارے چند خطوط پہونچے۔ خط لکھنا کوئی بڑا کام نہین اور جب ایسے خفیف امور مین بے اعتنائی دیکھی جاتی ہے، تو رنج پیدا ہوتا ہے۔ خیر آئندہ سے عنایت رہے، مدرسہ[۵۳] کی رپورٹ جو آئی ہے وہ بالکل ناقص، آجتک یہ معلوم نہین ہوا کہ لڑکون نے کس قدر کس علم کو پڑھ لیا۔ ہان محمد شریف پر جو جرمانہ ہوا وہ ضرور وصول ہو ورنہ اسکو مدرسہ مین

---

۵۱ مولانا کے ایک عزیز اور ابتدائی شاگرد، مولانا نے اسی زمانہ مین مجلس موازنۂ قومی قائم کیا تھا، جسکا مقصد یہ تھا کہ وہ سالانہ اعزہ باشندگان اعظم گڈھ کی تعلیمی ترقی کا موازنہ پیش کرے مولوی محمد سمیع اسکے سکرٹری تھے مولانا سے ان کو نہایت محبت تھی بلکہ عشق تھا۔ بالفعل وہ جونپور کی کچہری مین محافظ دفتر ہین،

۵۲ علی گڈھ کالج جانے کے بعد سے خط شروع ہوتا ہے، اسمین جدید فرقہ پر تنقید ہے،

۵۳ ان خطوط مین جس مدرسہ کے متعلق باتین ہین وہ نیشنل اسکول ہے، اسی ۱۸۸۳ء مین وہ قائم ہوا،

آنے کی اجازت نہو۔ مکرمی جناب مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین میری یہ عرض پیش کر دینا۔ اور شفیع بندولی و فخر الدین پوری کی فیس اگر وصول نہ ہوئی ہو تو وہ ہرگز ہرگز مدرسہ مین نہ جانے پاوے۔ مولوی صاحب موصوف کی اجازت لیکر تم ماسٹر سے کہدو کہ وہ ہرگز ان لڑکون کو آنے نہ دین۔ مدرسہ ہی مطبعہ نہین ہی؛

مجھکو تو آجکل تاریخ بنی العباس[ل] کی پڑی ہی۔ یہان آکر میرے تمام خیالات مضبوط ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ انگریزی خوان فرقہ نہایت مہمل فرقہ ہی، مذہب کو جانے دو، خیالات کی وسعت، سچی آزادی، بلند ہمتی، ترقی کا جوش برائے نام نہین یہان ان چیزون کا ذکر تک نہین آتا، بس خالی کوٹ پتلون کی نمائش گاہ ہی، ہمارے شہر کے نوخیز لڑکے مجھ کو بی اے کی نسبت یہ خیال دلاتے تھے کہ وہ مذہبی باتون کو تمامتر ضعیف ثابت کر دینگے لاحول ولا۔ وہ غریب تو زمین کی حرکت بھی سمجھ نہین سکتے۔ سید صاحب نے اکثر مجھ سے فرمایا کہ ہندوستان کے تمام انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانون مین ایک بھی ایسا نہین جو کسی مجمع مین کچھ کہہ سکے یا لکھ سکے، صرف تین شخصون کو مستثنیٰ کرتے تھے وہ فرماتے ہین کہ انگریزی ان کے دماغون مین کچھ تبدیلی نہین پیدا کرتی۔ غزل پھر کبھی[ت] بھیجون گا، ذرا برائے خدا خطوط جلد بھیجو؛

[ل] سب سے پہلے مولانا کا خیال دولت عباسیہ کی تاریخ لکھنی تھی آخر گھٹکر وہ المامون کی شکل مین رہ گئی۔

[ت] مولانا کا مذاق شاعری کالج جانے کے بعد بھی باقی رہا آخر صبح اُمید سے وہ قومی و تاریخی شاعری کی طرف منتقل ہو گیا،

غزل

تیرِ قاتل کا یہ احسان رہ گیا
جائے دل سینہ مین پیکان رہ گیا

کی ذرا دست جنون نے کوتہی
چاک آکر تا بداماں رہ گیا

دو قدم چلکر ترے وحشی کے ساتھ
جادۂ راہِ بیابان رہ گیا

قتل ہو کر بھی سبکدوشی کہان
تیغ کا گردن پہ احسان رہ گیا

ہم تو پہنچے بزمِ جانان تک مگر
شکوۂ بیدادِ دربان رہ گیا

کیا قیامت ہی کہ کوئے یار سے
ہم تو نکلے اور ارمان رہ گیا

دوسرون پر کیا کھلے رازِ دہن
جبکہ خود صانع سے پنہان رہ گیا

جذبۂ دل کا ذرا دیکھو اثر
تیر نکلا بھی تو پیکان رہ گیا

جامۂ ہستی بھی اَب تن پر نہین
دیکھ وحشی تیرا عریان رہ گیا

ضعف مرنے بھی نہین دیتا مجھے
مین اجل سے بھی تو پنہان رہ گیا

اے جنون تجھ سے سمجھ لون گا اگر
ایک بھی تارِ گریبان رہ گیا

حُسن چمکا یار کا اب آفتاب
اِک چراغِ زیرِ دامان رہ گیا

لوگ پہونچے منزلِ مقصود تک
مین جرس کی طرح نالان رہ گیا

بزم مین ہر سادہ رُو تیرے حضور
صورتِ آئینہ حیران رہ گیا

یاد رکھنا دوستو اس بزم مین
آکے شبلی بھی غزلخوان رہ گیا

کچھ اور شعر تھے مگر یاد نہ آئے مجبوری تھی پھر کبھی لکھ بھیجون گا،
شبلی۔ (سنہ ۱۸۹۵ء)

(۱)

دو ستونند رہین یہ لعل و گہر تھوڑے سے   اشک خون تھوڑے سے اور لخت جگر تھوڑے سے

جان من۔

عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی اپنا عزیز کہین باہر ہوتا ہے تو احباب کو اس عزیز کے یاد آنیکے ساتھ ضرور یہ خیال ہوتا ہے کہ کس مکان مین ہوگا کیسے بسر ہوتی ہوگی، کیا شغل ہوگا، دوست احباب کیسے ہون گے، بھائی یہ خیال تمھین ہو یا نہو مگر مین تمھاری طرف سے فرض کرکے اپنی طریق معاشرت کا خاکہ کھینچتا ہون اور امید کرتا ہون کہ تم عبارت کی رنگینی اور شان و شوکت کی تلاش تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دوگے اور سادے فقرون پر قناعت کروگے، مین جس مکان مین رہتا ہون شہر کے کنارے پر ہے، یہ مکان ایک مختصر سا مگر خوش قطع مکان ہے، دکھن کی طرف ایک خوشنما محرابدار چھوٹا سا دالان ہے، اس مین خاص مین رہتا ہون، ایک جانب پلنگ ہے اور زمین پر صاف اور پاکیزہ چاندنی کا فرش کھچا ہوا ہے، صدر مقام کے دائین جانب ٹرکی جانماز اور سامنے ایک رنگین اور ہلکا ساڈسک رکھا ہوا ہے، دیوار مین لیمپ جڑا گیا ہے جو شب کو دیر تک روشن رہتا ہے، اسی دالان کے متصل ایک جانب ایک حجرہ ہے جسمین مولوی عبد الغفور صاحب تشریف رکھتے ہین، اسی دالان کے مقابل دوسری جانب ایک گول کمرہ ہے جو عزیزی اسحق کی سکونت کی جگہ ہے، اور جو کرسیون اور میز سے آراستہ ہے، کمرہ کے متصل حجرہ ہے وہ عزیزی محمد عثمان کے رہنے کی جگہ ہے۔

میرے مکان سے متصل خواجہ محمد یوسف کا مکان ہی اور وہین ایک شاعر مشہور جو سارے شہر کے اُستاد اور واقعی سخن سنج اُردو ہین رہتے ہین مجھ سے اکثر ملتے ہین اور قیس تخلص کرتے ہین، خواجہ محمد یوسف سے لطف کی ملاقات ہوتی ہی،

مولوی سمیع اللہ خان سے بھی ملتا رہتا ہون، اور بفضلہ عمدہ طور سے ملتے ہین میر اکبر حسین صاحب منصف سے تو خوب چھنتی ہی، میرے فارسی اشعار بھی اُنھون نے سنے اور داد دی، مدرسہ کے لڑکے بھی میری جماعت کے مہذب اور سخن فہم ہین۔

افسوس کہ میرے قصیدہ کی متعدد کاپیان نہین، ایک پرچہ جو میرے پاس تھا وہ اسقدر سارے مدرسہ مین ہفتون تک دست بدست پھرا کیا کہ گل ڈل کر پرزے پرزے ہو گیا، اگرچہ بہت لوگون نے اسکی نقلین بھی کر لین مگر چھپا ہوتا تو خوب ہوتا۔

مرثیہ (جو تم بھی دیکھ چکے ہو گے) جن لوگون نے اسکی فارسی دیکھی ہی ازبس پسند فرمائی ہی، میر اکبر حسین صاحب بھی اُن مین داخل ہین،

یہان ایک شخص عبدالحمید نامی اہلمد محکمہ کلکٹری ہین، یہ صاحب دیوان ہین، اور کتابون کے بڑے شائق، بہت سا حصہ انکی تنخواہ کا کتابونمین صرف ہوتا ہی، انکو دعویٰ تھا کہ کوئی دیوان وغیرہ فارسی کا ایسا نہین جو چھپا ہو اور میرے پاس نہ ہو، مین نے ان کو بہت سی کتابین لکھوا دی ہین اور وہ بہت جلد انکو منگوانا چاہتے ہین، یہ خوب آدمی ہین ان کے ذریعے سے کتابین دیکھنے کو خوب ملتی ہین، یہ بیچارے فخریہ کتابین بھیجدیا کرتے ہین۔

عثمان وغیرہ فارسی و انگریزی پڑھتے ہین، مگر عجیب بات ہو، میرا اسحٰق فارسی مین بھی سب سے فائق رہتا ہو، اور مضامین اشعار سب سے بہتر سمجھتا ہو مرا ہاتھی پھر بھی لاکھ ٹکے کا ممکن ہو کہ سلمان ساوجی وطالب آملی دیکھنے کو مجھے ملجائے، خیر اچھی گذرتی ہو اسے میان تمنے سنا نہین، مصرع

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

سب لوگ بخیریت ہین اور سلام کہتے ہین،

بارے تمکو تاریخ فرزند کا مادہ پسند آیا، حمید کا خط آ ہا تھارا ابھی تو تھا جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت مین نیاز اور دست بستہ سلام، آتنی وہ سے اور کیا ہو سکتا ہو، حضرت حافظ حسن علی صاحب اور قبلہ وکعبہ منشی خدا بخش صاحب[1] مولوی احمد اللہ صاحب کو تسلیم۔ لو بھول گیا میان حسن رضا کو سلام شوق، بھائی مرزا کو بھی، اب اور احباب کے کس خدمت کے قابل ہون، خالی خولی سلام ہی سہی[2]،

لو تم سے بھی رخصت ہوتا ہون، خط مجبورا بیرنگ ہو، معاف کرنا،

والسلام

تمھارا نیازمند

شبلی نعمانی ۲۸-اپریل ۱۸۸۱ء

---

[1] یہ سب مولانا کے زمانۂ طالب العلمی کے احباب ہین،

[2] اس خط پر سنہ مرقوم نہین، قرینہ سے زمانہ متعین کیا گیا ہو،

(۴)

عزیز من -

تمھارا خط پہونچا، مین نے ابھی ایک خط تمکو لکھا ہی، جسمین ایک غزل بھی درج ہی، غالبًا تمکو ہنوز وہ خط نہین ملا ورنہ تم کو طلب عفو کی ضرورت نہ ہوتی - جو اُمور تم نے لکھے تھے اُنکی نسبت جُدا گانہ قواعد پر بیڈ نٹ اور چیرمین کے ملاحظہ کیلئے مرسل ہوئے ہان فیس داخلہ کی نسبت مین نے نہین لکھا، اسمین چند مصلحتین ہین (۱) گریش[1] بابو کو ناراض کرنا منظور نہین - ہمارے مدرسہ کے لڑکے اوپر کی صف مین جب آئین گے تو شاید مشن[2] مین بھرتی ہون گے - (۲) ابھی مدرسہ کی یہ حالت نہین کہ دوسرے مدرسون سے چشمک رکھی جائے، خدانخواستہ کوئی امر ہوجائے تو لوگون کو تضحیک کا موقع ہوگا کہ دو دن کے لیے انھون نے بھی مدرسہ کھولا تھا - ہان خدا وہ دن لائے کہ مدرسہ ایک مستقل حالت مین ہو پھر لڑکونکی کیا کمی ہوگی، ادمان پرشاد کی نسبت جو لفظ تمنے لکھے ہین انکی تشریح درکار ہی، اور روز یٹر سے غالبًا تمھاری مراد میان ممتاز الدین سے ہوگی بتصریح لکھو -

مین تعطیل سے پہلے کیونکر آسکتا ہون، دسمبر ۱۸۸۳ء کی ۲۱ - تاریخ سے تعطیل ہوگی اور اسی وقت انشاء اللہ روانہ بھی ہونگا - جہان تک ممکن ہو قوم کے معزز لوگون مین مدرسہ کی وقعت اور اسکی ضرورت کا تذکرہ کرنا چاہیئے اور ان کو شرکت پر آمادہ کرنا چاہیئے - اگر چند اہل ہمت ساتھ دین تو مدرسہ ایک مستقل حالت مین

---

[1] نیشنل اسکول کے بنگالی ماسٹرون کے نام ہین، [2] مشن اسکول اعظم گڈھ سے مراد ہی،

ہوسکتا ہی۔ مین نے خوب تحقیق سے معلوم کیا ہی کہ انٹرنس پاس چوتھی یا تیسری جاعت کو بھی انگلش معقول طریقہ سے اچھی طرح نہین پڑھا سکتا پس موجودہ حالت سے کیا تسکین ہوسکتی ہی جو لڑکے مدرسہ مین نئے داخل ہون انکا نام و نسب مجھکو ضرور لکھا کرو اور یہ بھی لکھو کہ انکی فیس بھی داخل ہوتی ہی یا نہین،

مین جس حالت مین ہون اچھا ہون سید صاحب نے اپنے کتبخانہ کی نسبت عام اجازت مجھکو دی ہی اور اسوجہ سے مجھکو کتب بینی کا بہت عمدہ موقع حاصل ہے۔ سید صاحب کے پاس تاریخ و جغرافیہ عربی کی چند ایسی کتابین ہین جنکو حقیقت مین کیا بڑے بڑے لوگ نہین جانتے ہون گے، مگر یہ سب کتابین جرمنی مین طبع ہوئی ہین مصر کے لوگون کو بھی نصیب نہین ہوئین، گبن صاحب کی تاریخ جس کا ترجمہ سید صاحب نے چھ سو روپیہ کے صرف سے کرایا ہی میرے مطالعہ مین ہے، اور کیا لکھون،

شبلی نعمانی۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۳ء۔ علی گڈھ۔

(۴)

عزیزی محمد سمیع سلمہ

بھائی یہ بیخبری تو اچھی نہین، تمھارا خط ہفتہ مین ایک ضرور آنا چاہیئے، ایکی عزیزی مہدی[1] کی فرمائش تھی کہ راجندر کی تاریخ وفات لکھی جائے، اس خط مین

---

[1] مولانا کے منجھلے بھائی مسٹر مہدی حسن مرحوم بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا مرحوم نے عالم شباب مین انتقال کیا،

بس اسی پر اکتفا کرتا ہون، تمھارا خط آوے گا تو پھر تفصیلی خط لکھون گا اور ریڈ لکھونگا
اِس بار ایک آنہ کا خون گوارا کرلو، اجی جگھان سلامت رہے تو روپیون کا کیا غم ہے،
عزیزی حمید کو بھی دکھاتا۔

(از زبان مہدی حسن)

چو راجندر پرشاد در خاک خفت — کہ غافل ز پیچ و خم مرگ بود
مرا بود سرمایۂ زندگی — وفا بامنش تا بہ دم مرگ بود
جہانے ز مرگش غمین شد، بہ بین — کہ ہم سال مرگش غم مرگ بود
۱۳۰۰ھ

دیگر

آن گرا نمایہ یار من راجندر — از جہان رفت و زیر خاک نہفت
خویشتن از میان رمید و مرا — خان و مان شکیب پاک برفت
چارہ چون نیست جز شکیبائی — خود چہ آید کنون ز گفت و شنفت
از سرِ وصل او توان بگذشت — گرچہ این حرف خود نیارم گفت
وانگہے سال مرگ او گفتم — کافتابی بزیر خاک نہفت[1]
۱۸۸۹ء ۱۸۸۳

شبلی نعمانی — ۱۲- اپریل ۱۸۸۳ء

[1] سرِ وصل یعنی واؤ کا تخرجہ ہی، مصرعۂ تاریخ کا عدد ۱۸۸۹ ہی اسمین سے ۶ کے تخرجہ کے بعد ۱۸۸۳ء حاصل ہوتا ہی

(۵)

عزیزی!

امتحان سے آئے، کہو سوالات کیسے تھے جواب کیسے لکھے۔ افسوس کہ جلسہ انعام مین تقسیم نہ تھے، مگر مجبوری تھی، کیا کہیے لڑکون نے ماسٹر کو برا بنا دیا ورنہ حکام کو بہت زیادہ نظر لطف تھی۔ ماسٹر کی تلاش مین ہون، دیکھو شب و روز مدرسہ کی فکر رہے ذرا قوم کو اُبھارو۔

آجکل تنہائی کی وجہ سے گھبراتا ہون مگر اتنا ہو کہ اسکی بدولت کبھی کبھی کچھ موزون کرلیتا ہون، رات بیٹھے بیٹھے ایک غزل لکھ ڈالی، دو تین شعر مزے کے ہین، تمھین بھیجتا ہون نظام کا قصیدہ تہنیت لکھنے کو جی چاہتا ہو مگر لگتا نہین۔

وہان کے کیا حالات ہین، جناب حافظ صاحب قبلہ کو تسلیم، بھئی چندہ کا نام لون گا تو خفا ہون گے، اچھا دوسرے وقت کو اُٹھا رکھتا ہون، مگر اتنا کہدینا کہ جب ارکان مدرسہ سستی کرین گے تو دوسرون سے کیا اُمید ہے، **مصرع**

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہان سب سے ضروری بات بھول گیا جنید[۱] وغیرہ کی تعلیم کا خیال رہے، یہ بڑا فرض تم پر ہے، میرے آنے پر اگر کوئی خاص ترقی معلوم نہین ہوئی تو نہ تم میرے نہ مین تمھارا۔

---

[۱] مسٹر جنید بی اے ایل ایل بی، منصف کانپور، برادر اصغر مولانا،

غزل

پوچھتے کیا ہو کہ کیا لائی ہے ....[1]
وان جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ ....

کچھ اکیلی نہین میری قسمت — غم کو بھی ساتھ لگا لائی ہے
منتظر دیر سے تھے تم میرے — اب جو تشریف صبا لائی ہے
ق
نکہت زلف غبار رہ دوست — آخر اس کوچہ سے کیا لائی ہے
موت بھی روٹھ گئی تھی مجھ سے — یہ شب ہجر منا لائی ہے
مجھکو لیجا کے مری آنکھ وہان — اک تماشا سا دکھا لائی ہے
آہ کو سوئے اثر بھیجا تھا — وان سے کیا جانئے کیا لائی ہے
شبلی زار سے کہدے کوئی — مژدہ وصل صبا لائی ہے

شبلی۔ ۱۰- جنوری ۱۸۸۴ء
علی گڈھ۔

(۶)

عزیز من۔

تمھارا خط آیا۔ جزاک اللہ۔ تم نے یہ نہین لکھا کہ مدرسہ بندول[2] کا ماسٹر کس درجہ کا پاس کیئے ہے۔

---

[1] یہ مصرعے پھٹ گئے ہین۔ [2] مولانا کا وطن، واقع ضلع اعظم گڈھ،

حمید سے مین تعلق نہین رکھتا، اس سے کہدو کہ وہ اپنے کام سے استعفا دیدے اور ساتھ ہی میرے تعلق سے بھی مین اسکی کاہل طبیعت سے بیخبر نہ تھا، ادھر عبد الغفور کا ساتھ، احدیان لکھنؤ کا مجمع ہوگیا، میان حمید کو عفور کی ہمکلامی سے فرصت ہی تو نہین ملسکتی۔ جب کسی قوم مین ادبار پھیلتا ہی تو یون پھیلتا ہی۔ فصبر جمیل، میرا پیغام ضرور اس سے کہدینا ورنہ مجھکو سخت رنج ہوگا۔

میرے نزدیک اگر ہاجرہ، ماہواری پر تین گھنٹہ مدرسہ مین پڑہایا کرین بطور ٹیوشن کے تو ان کو مقرر کرلیا جائے اور اخیر کی جماعتین اُنھین کے متعلق کردی جائین، اس کا جواب ضرور دینا چاہیئے۔

مین دو غزلین جو حال مین لکھی گئی ہین تمکو بھیجتا ہون۔ فارسی غزل جو حمید کو بھیجی ہی عمدہ پرداز پر لکھی گئی ہی۔ اگرچہ فہم کی توقع نہین ہی، تاہم تم اسے دیکھنا۔

اور باتین تمھارے جواب خط آنے کے بعد لکھونگا، مگر یاد رہے کہ مدرسہ کے حالات اور اس کی نسبت لوگون کے خیالات زیادہ تر لکھنا چاہیئے۔

پوچھتے کیا ہو جو حال شبِ تنہائی تھا　　　رخصتِ صبر تھی یا ترکِ شکیبائی تھا

شبِ فرقت مین دلِ غمزدہ بھی پاس نہ تھا　　　وہ بھی کیا رات تھی کیا عالمِ تنہائی تھا

مین تھا یا دیدۂ خونناب فشان تھی شبِ ہجر　　　ان کو وان مشغلۂ انجمن آرائی تھا

یار ہائے دلِ خونین کی طلب تھی پیہم　　　شب جو آنکھونکو مری ذوقِ خود آرائی تھا

رحم تو ایک طرت پایہ شناسی دیکھو　　　قیس کو کہتے ہین مجنون تھا صحرائی تھا

آنکھین قاتل سہی پر زندہ جو کرتا ہوتا | لب مین اے جان تو اعجاز مسیحائی تھا
خون رو رو کے دو ئیے بس دو ہی قدم مین چھالے | یان وہی حوصلہ بادیہ پیمائی تھا
دشمن جان تھے ادھر ہجر مین درد و غم و رنج | اور ادھر ایک اکیلا ترا شیدائی تھا
انگلیان اُٹھتی تھین تیرگانگی ابی کہ رخ بہیم | جس طرف بزم مین وہ کافر ترسائی تھا
کون اِس راہ سے گذرا ہی کہ ہر نقش قدم | چشم عاشق کی طرح اس کا تماشائی تھا
خوب وقت آئے نکیرین جزا دے گا خدا | لحد تیرہ مین کیا عالم تنہائی تھا
ہمنے بھی حضرت شبلی کی زیارت کی تھی | یون تو ظاہر مین مقدس تھا پہ شیدائی تھا

تیس دن کے لیے ترک مے و ساقی کرلون | واعظ سادہ کو روزوں تو راضی کرلون
پھینک دینے کی کوئی چیز نہین فضل و کمال | ورنہ حاسد تری خاطر سے مین بھی کرلون
اے نکیرین قیامت ہی پہ رکھو پرسش | مین ذرا عمر گذشتہ کی تلافی کرلون
کچھ تو ہو چارۂ غم بات تو یکسو ہو جائے | تم خفا ہو تو اجل ہی کو مین رضی کرلون
اور پھر کس کو پسند آئے گا ویرانۂ دل | غم سے مانا بھی کہ اِس گھر کو مین خالی کرلون
جور گردون سے جو مر نیکی بھی فرصت ملجائے | امتحان دم جان پرور عیسی کرلون
دل ہی ملتا نہین سفلون سے وگرنہ شبلی | خوب گذرے فلک دون سے جو یاری کرلون

جناب مولوی محمد عمر صاحب کی کوتاہ قلمی کی شکایت کیا کرون، کتابون کی رسید
تک نہ آئی، خیر میرا اسلام شوق قبول ہو، ہان ایک نہایت ضروری کام تمسے اور رہ

اور وہ یہ کہ میان احمد اللہ کے پاس میرے ہے جمع ہین، اُسکو لیکر میری طرف سے مولوی محمد حسین آزاد پروفیسر لاہور گورنمنٹ کالج کو بھیجدو اور انکو یہ لکھدو کہ "براے مہربانی آپ سنین الاسلام کی دونون جلدین شاہ اسد علی وکیل الہ آباد کے پاس بمقام خلد آباد بھیجدین، جو خط انکو لکھنا، عمدہ طور سے لکھنا، نیچے میرے دستخط مین یہ عبارت رہے" شبلی نعمانی پروفیسر محمڈن کالج"

شبلی ٢٦-جنوری ۱۸۸۴ء

(٧)

مجلس[1]

حاضران مجلس - مولوی محمد عمر صاحب - محمد سمیع - عبد الغفور، حمید، حافظ حسن علی صاحب - مولوی احمد اللہ،

باہمی گفتگو

بھئی کچھ سنا ہی؟ (محمد سمیع) خیر تو ہی، ہان ایک تازہ واقعہ ہی، میان شبلی کا انتقال ہوگیا۔ (محمد سمیع) ارے سچ، نہین جھوٹ ہوگا، ابھی ہفتہ بھی نہین ہوا، ان کا ایک خط میرے نام آیا تھا (مولوی محمد عمر صاحب) لو تمنے آج سُنا ہی ابھی اسکو تو کئی دن ہوئے اُنھون نے جو کتابین بھیجی تھین اسکی رسید بھی تو مین نے اسیوجہ سے نہین دی، (محمد سمیع) انا للہ! افسوس ابھی مرنیکے کوئی دن تھے، (حمید) ہان واقعی سخت رنج ہی، مگر تقدیر سے کس کا زور چلتا ہی (اور دبی آواز سے) ارے میان چلو قصہ پاک ہوا آئے دن کی حکومتون سے دم ناک مین آگیا، بھلا روئداد تو خیر ایک بار کا کام تھا لکھ بھی لیا، اب

[1] ایک مکالمہ کی صورت مین یہ خط لکھا گیا ہی،

روز روز مدرسہ مین لڑکون کو مسودہ لکھاتے پھرو، اسپر طرّہ یہ کہ ہفتہ وار مدرسہ کی رپورٹ لکھکر ان کے پاس بھیجتے رہو، اچھی خاصی بیگاری بھگتا کرو، (عبد الغفور) ارے میان خیر مرنا تو سب کے لیے ہی ہان ان کے خط کا جواب رہ گیا، مگر یہ بھی کوئی زبردستی ہی جی نہ چاہے تو مفت کی محنت کون گوارا کرے، (حافظ حسن علی صاحب) لو ابکی انکو خط لکھتے لکھتے رہ گیا، امتحان کا حال لکھنا تھا، اور جو کچھ ہو آدمی تو مزے کا تھا، دو گھڑی کیفیت رہتی تھی، (مولوی محمد عمر صاحب) بھئی کیا کہئے دل لگی ہی جاتی رہی، اور نہ تو کس کام کا آدمی تھا، مگر ہان ذرا جی بہل جایا کرتا تھا (مولوی احمد اللہ) اجی جی کیا بہلتا تھا دُنیا بھر کی شکایتین ہوا کرتی تھین، کبھی انکی نقل کی، کبھی انکا خاکہ اُڑایا اور اسکے سوا انکا کام ہی کیا تھا، چلو اچھا ہوا،

یار خوش قسمتی سے ایسے ایسے عزیز احباب ہاتھ آئے ہین۔

لوگ کہین گے کہ کیا حماقت کی ہی۔ مگر خدا کی قسم، دل کی چوٹ اور حضرات کی عنایت کا پورا چربہ ہی۔ تمھین انصاف کرو خط لکھنا کمبخت کون سا کام ہی مگر یہ بھی نہین ہو سکتا۔

ش۔ نعمانی۔ ، فروری ۱۸۸۴ء

(۸)

عزیز من۔

آج تمھارا خط پہونچا۔ یہ بھی چشم فلک کو بُرا نہ لگے، کہ عزیزون مین سے ایک شخص تو میرے حال سے محبت رکھتا ہی۔ زندہ باشی وجاودان باشی۔

میان عبد الحمید صاحب کا خط آیا، ان پر تو خدا جانے کیا ستم ہوا ہی جس کا انھون نے بڑا ماتم لکھا ہی، عشق کے اکھاڑے مین میرا شیر بھی اُترا ہی، خدا ہی خیر کرے، لکھتے ہین کہ میرا دل تو خود ہی ستم رسیدہ ہی مین کیسکی بات کی کہان تاب لا سکتا ہون۔ سچ ہی آخر قیس کا کوئی تو وارث دار ہوتا۔

کچھ اور سُنا، ہمارے حضرت کو گمان ہی کہ چونکہ مین اڈریس خود نہین لکھ سکتا اسواسطے مین نے ان کو تکلیف دی، خط مین لکھا ہی "آپ نے یہ کیون یقین کر لیا کہ مجھ سے یہ کام بن آتا ہی، اگر آپ کر سکتے ہون تو مجھپر رحم کیجیے" ذرا اس کر سکنے کے جملہ کو دیکھو خیر شاید ایسا ہی ہو، مگر یہ معلوم نہین کہ ہمارے حضرت کو ابھی سے کیا روگ لگا جس کا دکھڑا گایا جاتا ہی، اگر کچھ ہو تو میری طرف سے مبارکباد دینا، ایسے منحوسون کا دُنیا مین پیدا ہو کر آنا خدا جانے کس غرض سے ہی۔

تعلیم کے متعلق جو شکایت مدرّس فارسی کی ہو اسکو مولوی محمد عمر صاحب بآسانی مدرّس فارسی سے طے کر سکتے ہین، مولوی صاحب سے تم عرض کر دینا۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ جو لڑکے آج تک جدید داخل ہوے ہین، ان مین سے کس شخص نے کس قدر فیس داخل کر دی ہے۔

عزیزی اسحٰق کو ایک خط نظم مین لکھا ہی اُن سے لیلو، اسکی فارسی بھی بُری نہین دو شعر اسمین اور بڑھالو، وہ یہ ہین ربط کے لیئے ایک اوپر کا شعر بھی لکھتا ہون۔

بنود بزمانہ یادرِ من نے خواہر و نے برادرِ من

از جورِ سپہر خستہ باشم | در کنجِ غمے نشستہ باشم
کس را نبود بمن نیازے | من باشم و درد جانگدازے

لکھو کہ ممبروں مین سے کس کے ذمہ کتنا چندہ باقی ہے؟

ایک اُردو کی غزل ذیل مین پاؤگے، ایک دن یونہی لکھدی تھی،
مجھے حیرت ہی کہ جو کتابیں میان عثمان[۱] وغیرہ کے درس مین تجویز کی گئی ہی یعنے سفرنامہ ناصر خسرو، وہ جب موجود نہین تو لڑکے پڑھتے کیا ہین اور کیون نہین مجھسے طلب کرتے۔

میان عثمان کو میرا سلام کہو اگر اُنھون نے اپنی طرز زندگی کی اصلاح کی ہو تو اس سے بڑھکر مجھکو کوئی خوشی نہین ہوسکتی۔

جناب مولوی محمد عمر صاحب سے اس تغافل کی اُمید نہ تھی، معلوم نہین مین نے ایسی کیا خطا کی ہی، روئداد ین وغیرہ کیونکر مرتب ہوئین کچھ عقدہ ہی نہین کھلتا۔

تم دو قصیدے مانگتے ہو، دو کون؟ ایک عید کا قصیدہ تو البتہ مین نے لکھا تھا اور وہ میرے پاس موجود ہی کبھی تم کو بھیجدون گا، میرے ہاتھ کا لکھا ہی اور صاف لکھا ہی، دوسرا مین نہین جانتا۔ کیا کہئیے زمانہ کے موافق نہین ورنہ ابکی پورا قصد تھا کہ دیوان فارسی مرتب کرون[۲]،

[۱] مولانا کے چچازاد بھائی، [۲] اس کے بعد مرتب ہوگیا، اور اسی سال شائع ہوا،

مین ایک خط تمام طالب العلمون کو اس مضمون کا لکھنا چاہتا ہون کہ وہ نہایت کوشش سے فارسی کی تحصیل کرین ورنہ سب بیکار ہوگا۔ تم بھی بطور خود انکو سمجھاؤ

میان عبدالغفور و میان نصیر احمد کا حال لکھو،

ہفتہ وار ایک خط لکھا کرو اگر کچھ مضمون نہو تو یہی لکھدو کہ ابکے کوئی مضمون نہین ہی گھبرانا نہین ٹکٹ کے دام مین بھیجدونگا۔

سید صاحب پنجاب سے واپس آئے اور دس ہزار روپیہ لائے، لوگون نے خوشی مین ان پر وہان پھول برسائے تھے۔

مہدی کے فیل ہونے کا رنج کسکو نہین ہی مگر اتنا فرق ہی کہ مجھکو یہ رنج بہت پہلے ہوچکا تھا، کیونکہ قبل سے ان کا فیل ہونا مجکو معلوم ہوچکا تھا، یہ حضرت بھی بس ہوچکے شاید تین مہینے کے بعد یہ لوگ پھر امتحان دیسکین گے' ان سے کہو ذرا اب ہوش سنبھالین اگرچہ امید نہین ہی یون کسی قوم پر ادبار آتا ہے۔

میان عبدالرؤف و فضل اللہ بھی اسی عارضہ مین ہلاک ہوئے۔ فصبر جمیل۔

غزل

یار کو رغبتِ اغیار نہونے پائے
گلِ ترکو ہوسِ خار نہ ہونے پائے

اسمین در پردہ سمجھتے ہین وہ اپنا ہی گلہ
شکوہ چرخ بھی زنہار نہ ہونے پائے

فتنہ حشر جو آنا تو دبے پاؤن ذرا
بخت خفتہ مرا بیدار نہ ہونے پائے

ہائے دل کھولکے کچھ کہہ نسکے سوزِ درون
آبلے ہم سخن خار نہ ہونے پائے

چپکے وہ آتے ہین گلگشت کو ای بادِ صبا — سبزہ بھی باغ مین بیدار نہ ہونے پائے
پھر کہین جوش مین آ جائین نہ یہ دیدۂ تر — سامنے ابرِ گہربار نہ ہونے پائے
باغ کی سیر کو جاتے ہو تو پر یاد رہے — سبزہ بیگانہ ہی دوچار نہ ہونے پائے
جمع کر لیجیے غمزونکو مگر خوبیٔ بزم — بس وہین تک ہے کہ بازار نہ ہونے پائے

آپ جاتے تو ہین اِس بزم مین لیکن شبلی
حالِ دل دیکھیے اظہار نہ ہونے پائے

والسلام

شبلی نعمانی ۔ ۸۔ فروری سنہ ۱۸۸۴ء

(۹)

عزیزمن۔

سید صاحب نے مصطلحات الشعراء طلب کی ہی، اسواسطے ضرور ہی کہ فوراً کتاب مذکور عزیزی محمد عثمان سے لیکر یا جہان کہین ہو تلاش کرکے بذریعۂ ڈاک روانہ کرو، سید صاحب کی نہایت تاکید ہی،

امور ذیل کا جواب اسی کارڈ پر لکھو۔ (۱) تمام لڑکے خصوصاً پانچوین صف کے بقدر امکان انگریزی بولتے ہین یا نہین۔ ٹیچرون نے اس طرف توجہ مبذول کی ہی یا نہین (۲) چھوٹے لڑکے مشق خط کرتے ہین یا نہین، اور مسودہ لکھایا جاتا ہی یا نہین (۳) ممبران باقی دار نے کچھ بھی زرِ چندہ ادا نہین کیا یا سہ ماہی و ششماہی۔ (۴) جمعرات کے دن

انگریزی ہوتی ہی یا امتحان (۵) مین نے کہا تھا کہ ہر ایک لڑکا کاپی رکھے گا جس پر مدرس
فارسی کے بتائے ہوئے نوٹ روزمرہ لکھے گا' آیا ایسا ہوتا بھی ہی اور اگر نہین ہوتا تو
تم مطلع کردو' (۶) مخدومی مولوی محمد عمر صاحب نے مڈل کی طیاری شروع کردی یا امروز
فردا ہی (۷) اگر آہلی یا آصفی یا ایسے ہی کسی اور اہل زبان کا دیوان مے تو تم خریدنا چاہئے
ہو۔ (۸) صاحب جج کب تشریف لیجائین گے۔

کیون تم کو ٹکٹ کے بار سے سبکدوش کردیا گیا یا نہین۔ اچھا السلام علیک

شبلی نعمانی۔ ۲۲۔ فروری ۱۸۸۴ع

(۱۰)

عزیز من۔

(۱) مین نے حضرت مولوی فاروق صاحب[a] سے عرض کیا تھا کہ میرا فارسی کلام
کسی قدر چھپا پا جائیگا۔ اسواسطے اگر آپ اسکو دیکھ لین تو بہتر ہو' حضرت موصوف
نے منظور فرمالیا ہی'

میرے پاس یہان جو کلام ہی وہ مین بھیجدون گا' مگر فارسی کے نامے اور غزلین
وغیرہ جو تمھارے پاس ہون' نہایت جلد مولانا کے پاس اس نشان سے بھیجدو۔ بلیا
عدالت منصفی۔ اِن دنون مین نے ایک واسوخت لکھی ہی' مجھے خود حیرت ہی کہ مین

---

[a] مولانا محمد فاروق صاحب چریاکوٹی' مولانا کے استاد' تقریباً ۱۹۰۹ع مین وفات پائی' اسوقت بلیا مین عدالت منصفی کے وکیل تھے' دارالعلوم کے چند سال تک مدرس اعلیٰ رہے تھے آخر آغاز ۱۹۰۶ع مین پھر وکالت شروع کی تھی'

کیونکر اسکو لکھ سکا ہون، واقعی نہایت پُردرد ہو،

سنین الاسلام جلد اول جناب ماموں عبد الکریم صاحب کے پاس ہو، اُسے بذریعہ عبدالحمید لیکر فوراً مجھکو بھیجدو۔

واسوخت اور ایک اُردو نامہ جو قابل دید ہین خود اپنی زبان سے سناؤن گا اس سے لیے بھیجتا نہین،

۲۰ مارچ ۱۸۸۲ء

(۱۱)

(۱) مدرسہ مین جو لڑکے نئے داخل ہوئے ہین ان کے نام و نشان سے واقف کرنا تھا (۲) قصیدے جدید کون سے ہین واسوخت البتہ مگر اس کے سننے کا لطف میری ہی زبان سے ہو (۳) حزین تمھارے کس کام کی، اسکے اجزاء اب ایف اے مین بھی داخل ہوگئے ہین۔ (۴) حمید کو یہ خط دکھادو، اور اُن سے یہ کہدو کہ اتنا تو مجھ سے آزردہ نہون کہ میری ہی کتاب مجھکو واپس نہ ملے، (۵) مولوی محمد عمر صاحب کو بھی خط لکھ چکا ہون، تم کو برابر لکھتا رہتا ہون، اب کس کو شکایت ہو، ہان مفت کا الزام مقصود ہو تو کیا علاج۔ (۶) ہمارے یہان غالباً اخیر مئی مین تعطیل ہوگی اور غالباً جولائی کے اخیر تک رہے، وہی میرے آنے کے دن ہین۔ (۷) مین نے اپنی کوٹھی کی دری بنوائی ہو جسکا عرض و طول قریب پندرہ گز کے ہو، والد قبلہ سے عرض کرو

ف۱ مصنفہ پروفیسر محمد حسین آزاد، ف۲ افسوس کہ محفوظ نہین، دیکھو ۱۲

کہ اگر میری کوٹھی پر چھپت کے لئے حکم فرماوین تو نہایت عمدہ ہوگا (۸) سنین الاسلام
اگر میان حمید صاحب عنایت فرماوین تو بہت جلد بھیجدو۔ (۹) اسوقت مین معتصم کا
حال لکھ رہا ہون اور پہلی جلد انشاءاللہ یہین تک ختم کردیجائیگی (۱۰) آئینہ اسکندری
خسرو دہلوی اور دیوان آصفی معرض بیع مین ہے۔ دیوان کے دو روپیہ ہین مگر
آئینہ اسکندری کے ہنوز معلوم نہین۔

شبلی نعمانی۔ ۹۔ اپریل ۱۸۸۴ء
علی گڈھ

(۱۲)

عزیز من۔

مدت سے کوئی خط نہین آیا ہمارے مولوی محمد عمر صاحب تو
گویا کہ ان تلون مین کبھی تیل ہی نہ تھا

میان حمید صاحب تو خفا ہو بیٹھے ہین میان عبدالغفور نے سمجھ رکھا ہی کہ دوست
کا دشمن ہوتا ہی، تم بھی چپ ہو۔ مولوی صاحب کے پاس اشعار جو بھیجے تو تقویم
پارینہ میرا مرثیہ یا نامہ فارسی بھیجنا تھا۔
چہ کنم کی ردیف کی غزل پر یہان ایک لطیفہ ہوا، چند لڑکون نے کہا کہ اُستاد کی

---

۵ تاریخ بنی العباس کے متعلق یہ اطلاع ہی لیکن افسوس کہ اس تاریخ کا خیال بعد کو چھوڑ دیا گیا اور "مشاہیر فرمانروایان اسلام" تک محدود کر دیا گیا۔

غزل پر غزل لکھنی اس سے کیا حاصل،

ع ہمتائے فلک نہ ہوگا بادل

مین نے کہا۔

ع دریا نہین کاربند ساقی

غرض میری اور علی حزین کی غزل خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مصنف قیصر نامہ اور نیّر دہلوی کے پاس بغرض محاکمہ ارسال کی گئی یہ وہی نیّر ہین جن کو غالب نے لکھا ہی

ع مجھ سے تمھین نفرت سہی نیّر سے لڑائی

فارسی نہایت عمدہ کہتے ہین اور غالب کے تلمیذ ارشد ہین۔

دونون نے تسلیم کیا کہ اہل زبان کا کلام ہی نیّر نے تو بہت تعریف لکھی اور لکھا کہ سلف کے کلام کے ہم پلہ ہی۔

دونون صاحبون کا خط مین نے رکھ چھوڑا ہی خط مین یہ نہین ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ غزلین کسکی تصنیف ہین بلکہ اسیلیئے دونون کے مقطع اڑا دیئے تھے[۱]،

بیرنگ خط کا برا ماننا، مین ان دنون دیوالیہ ہون، ابھی ۵ ایک تاریخ کے کتاب کے لیئے روانہ کرچکا ہون،

ان دنون دو غزلین اور بتتبع علی حزین لکھی گئی ہین، اور دلچسپ ہین، افسوس ہی کہ گھر پر نہ لکھ سکون گا، یہان کچھ سامان پیدا ہوگئے ہین اگرچہ ضعیف ہین۔

واسوخت فارسی کے پندرہ بند ہین یعنی ۵۴ شعر اور اسیقدر نامۂ اردو کے

[۱] اس غزل کا مطلع یہ ہی ۵ گر کم عقلِ نگیرم منِ حیران چکنم + می دہد غنچہ ام باد فروان چکنم +

حضرت[1] اُستاد نے بھی واسوخت کو نہایت پسند کیا، میرا قصد تھا کہ صرف واسوخت اور نامہ سردست چھپ جائے مگر روپیہ نہین، کہین سمیع نہ سُن پائین نہین تو روپیون کے ڈھیر لگا دین گے کہ اتنے کے لیئے چھپنا کیون بند رہے۔

مدرسہ کی مفصل کیفیت معلوم نہین ہوتی، مولوی قربان علی صاحب نے لکھا ہو کہ مین مدرس انگریزی کی تلاش مین سرگرم ہون، ہان قواعد مدرسہ کے نہ آنیکی شکایت لکھی ہو، یہ سچ ہو کہ میرا کوٹھا گری کے قابل نہین مگر مین عبداللہ خان کے مکان پر رہنا پسند نہین کرتا۔ مجھ سے تم لوگون کے بغیر کہین رہا جاویگا۔

اچھا ذرا اسلامون کا پشتارہ تو سر پر لے لو اور سب کے حصہ کا تقسیم کر آؤ، جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، جناب حافظ حسن علی صاحب، جناب منشی خدابخش صاحب (وہ بڑے تو تنا یہ ہو لیئے چلو اب جوانون سے شروع کرو) مولوی احمد اللہ صاحب فخرالملۃ والدین کہین فت اُڑا نہ جانا، منشی حسن رضا خان صاحب، منشی ولیجان صاحب ہماری شادی بچھڑا سے ہی رہگئے میان خادم حسین صاحب۔ ہی ہی سخت غلطی ہو ئی ان کا نام کسی ہی کے نام کے ساتھ ملا کر یا نیچے لکھنا تھا اگرچہ ٹاٹ مین مونج کا بخیہ سمجھا جاتا مگر ہی مولوی محمد عمر صاحب کیا خط کا جواب نہین دیتے تو سلام کا جواب بھی نہ دین گے افتخار القوم حضرت مامون محمد سلیم صاحب دام فیضہ علینا۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب مگر جائے وہ کہان ہون میرا اسلام مفت مین خاک چھانتا پھرے کوئی بھول تو نہین گیا،

[1] یعنی مولانا محمد فاروق صاحب نے

آہ مرزائے مختصر میان سلیم اللہ صاحب رہگئے، اتنا سا تو قدرتھے مین نظر آتے ہین تو کیونکر،
ایک اور میرا مایۂ فخر و ناز رہگیا جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب جو اُنہین سے کے سمجھتے
مرزائے مختصر بھی یاد آ گئے تھے،

ع بہ نیکان بہ بخشد کریم

اب تو چھوٹے چھوٹے عزیز رہگئے اُن کو میرا سلام و دعا، چھوٹے ہی مرنے مین
رہے سلام و دعا دونون سب کے نام کی تو اب جگہ نہین (کاغذ مین ورنہ دل مین تو
سبھونکی جگہ ہی) ایک دو کا نام سُن لو، محمد عثمان و سلیمان۔ یونس۔ علاء الحق۔ والسلام

شبلی نعمانی۔

۲۴۔ اپریل ۱۸۹۴ء

(۱۳)

لیجئے اب آپ کو بھی چُپ لگی، بھائی کوئی قصور تو نہین ہوا، ناراض کیون
بیٹھے ہو، وہ قصیدہ یہان نہین ملتا، وہین لکھوالو یا مین آؤنگا تو خود لکھدونگا،
ہان خوب تحقیق کر کے یہ لکھو کہ اس سال مال نیل لوگ کب روانہ کرینگے، اور
قیاساً کس زمانہ تک بکری ہو جائیگی۔ اصل یہ ہی کہ مجھکو نہایت مشکل اور کوشش سے
بھی صرف دو ہفتہ کی رخصت ملسکتی ہی جو ۱۶ جنوری کو ختم ہو جائیگی، اس زمانے مین
امید وصولی چندہ ہو تو بہتر ورنہ اپریل مین آسکتا ہون، تمھاری اور مولوی محمد عمر صاحب
وغیرہ کی جو رائے ہو لکھو۔

مولوی صاحب موصوف نے مجھ سے اشعار طلب فرمائے ہین - مین نے ان دنون کچھ لکھا نہین ورنہ ارسال خدمت کرتا - افسوس ہے کہ تم بھی بیٹھ رہے، وہان کے حالات معلوم ہی نہین ہوتے - مین اپنی کیا بتاؤن، وہی تاریخ کا جھگڑا ہے، ہر روز دوچار سطرین لکھ لیتا ہون، فرحت احمد کے بھتیجا پیدا ہوا - تاریخ کی فرمائش تھی مین نے یہ شعر لکھے،

مرحبا مرحبا امروز ~ کہ بود بادۂ ایاغ کمال
باز در پیشگاہ بزم وجود ~ گشت روشن از و چراغ کمال
مردم دیدۂ ہنر فرحت ~ کہ توان یافت زو سراغ کمال
سال تاریخ را چو امر نمود ~ گفت شبلی بہار باغ کمال
سنہ ۱۳۰۲ھ

شبلی - ۲۷ - نومبر سنہ ۱۸۸۴ء

(۱۴)

عزیز من -

مثنوی[1] انشاء اللہ چھپ کر آتی ہے، چار آنہ قیمت عام ہے اور ۱۲ قیمت خاص، جناب والد صاحب، جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، مولوی محمد سعید صاحب، مولوی مرزا محمد سلیم صاحب حافظ عبدالغفور - جناب حافظ حسن علی صاحب، میان محمد سمیع، طلبائے

---

[1] مثنوی صبح اُمید۔

نیشنل اسکول، غرض جو لوگ جس قیمت کے خریدار ہون اُن سے دام لیکر فوراً بھیجدو
الہ آباد سے آٹھ نسخون کے لیے بحساب فی نسخہ عہ خط آیا ہی، ہان عزیزی علی احمد کا نام تو
بھول گیا تھا، دیکھیئے خاص و عام کی تفریق کیونکر ہوتی ہی،

شبلی۔ ۵۔ فروری سنہ ۱۸۸۵ء

(۱۵)

عزیز من۔

ایک کتاب حال مین مولوی حالی صاحب نے لکھی ہی، اور مجھکو تحفہ بھیجی ہی، یہ شیخ
سعدی کی نہایت دلچسپ محققانہ سوانحعمری ہی۔

مین نے بے اختیار اسکو تمھارے لیئے پسند کیا، اور مولوی حالی صاحب کو لکھدیا
ہی کہ وہ تمھارے نام بھیجدین، دیکھو کہین واپس نہ جائے، قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہی،
واقعی بیمثل ہی، اور تمکو اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہی۔ باقی خیریت۔

اِس کتاب کے اور بھی خریدار پیدا کرنے چاہئیین

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء

(۱۶)

بھئی سب نے خط لکھنے کی قسم کھالی ہی، یا کسی منّت پر روزۂ سکوت رکھا ہی آخر بات
کیا ہی، مولوی عمر صاحب الگ دم بخود ہین، تم جدا خاموش ہو، مہدی نے اعظم گڈھ پہونچنے کی

رسید تک نہین لکھی، والد قبلہ کو کام سے کہان فرصت - اس ہفتہ مین بھائی مولوی محمد سعید صاحب کی دو سطرین اگرچہ صرف مطلب کی ہین غنیمت معلوم ہوئین، کیا سنسان کا عالم ہی - گویا ان تلون مین تیل ہی نہ تھا خیر شکایت کیون کیجیئے، دوسرے پر زور کیا، جب گھر بار چھوٹے عزیز آشنا چھوٹے، تو غربت مین کوئی کیون کسیکا ساتھ دے، لو صبر آگیا؛

اچھا یہ ذکر جانے دو، کام کی بات سنو - تذکرہ جسمین والد قبلہ کچہری کرتے ہین اُسکے لیے دری بنوانی مقصود ہی، والد قبلہ کو لکھا تھا، اُنھون نے کچھ التفات نہ فرمایا، خیر تم اس کا عرض و طول، وانگریزی گز کے حساب سے لکھ بھیجو، مین انشاء اللہ خود طیار کراؤنگا اگرچہ مصارف کی کثرت نے دیوالہ نکال دیا، دیکھو تا خیر نہ ہو -

ہان والد قبلہ سے کہکر دفتر کی میز جو چچی صاحبہ کے مکان پر ہے، بندول سے منگوالو، اس پر سبز باتات منڈھوانی ہی، درزی سے حساب کرانا کہ کتنی باتات درکار ہوگی، اور پھر مجھے لکھو مین دام بھیجدونگا، تم طیار کرا دینا، ہوسکے تو وہان کے حالات سے مطلع کرو -

والسلام

شبلی نعمانی

۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۸۶ع

(۱۷)

عزیزی -

کل پہلا خط جب تمھارا آیا تو مین نے اسوقت قصد سفر کیا، دو ہفتہ کی رخصت لی، گاڑی منگوائی، تمام سامان سفر ہو چکا تھا کہ تمھارا دوسرا خط آیا، اور سید صاحب کو خبر ہوئی تو اُنھون نے روکدیا اور کہا کہ دوسرے خط ......[۵۱] ....

مجبوری کا عالم ہی، ورنہ کیا مین گروہ انسانی سے[۵۲] ....[۵۳]

حضور نہ سالارجنگ سے ناراض ہوئے، نہ سالارجنگ نے استعفا دیا، نہ سید صاحب اس لیے وہان گئے تھے[۵۴] البتہ ایکی بار خاص حضور نظام نے سید صاحب کی چند بار دعوت کی،

سید محمود صاحب یہین ہین اور کالج مین روزانہ جا کر دو صفون کو دو گھنٹہ تک پڑھاتے ہین، ایف۔ اے۔ اور بی اے کے لڑکے پڑھتے ہین، اور انکا بیان ہی کہ ہمنے آج تک ایسی تعلیم نہین دیکھی تھی، اور نہ آئندہ توقع ہی، انکی کثرت معلومات، طرز ادائے مطلب، وسعت تحقیقات پر عجیب حیرت سب لوگون کو ہی،

تمھارے اور چندے کے روپئے عنقریب جاتے ہین، رومال سب کے سب

---

۵۱ یہ سطرین کرم خوردہ ہین، ۵۲ مولانا کی پہلی بیوی کی شدت مرض کی خبر آئی تھی،

۵۳ سر سید اس زمانہ مین حیدر آباد گئے تھے، لوگون مین مشہور تھا کہ سالارجنگ کے بجائے سر سید کا عہدہ وزارت پر تقرر ہوگا،

میان احمد نے گم کر دیئے، نہایت رنج ہوا۔ تمکو بہر حال خطوط مین حالات مرض سے اطلاع دینی چاہیئے،

مولوی محمد عمر صاحب و حافظین مخدومین کو تسلیم۔

شبلی۔ ۶۔ اگست ۱۸۸۵ء

(۱۸)

برادر عزیز

برادر مکرم مولوی محمد عمر صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ تمھاری والدہ کا انتقال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون بھائی یہ خط لکھکر مین تمھارا غم تازہ کرنا نہین چاہتا، مین اس درد سے خوب واقف ہون، اگر تمھین صبر آگیا ہو تو وہ بھی ایک مجبوری ہی ورنہ آدمی کا جگر اور یہ صدمہ، ع

این غم آنمایہ نباشد کہ کسے برادرد

مگر آخر کیا چارہ ہے، ع

شاد باید زیستن نا شاد باید زیستن

اب تم پورے یتیم ہو، اور سچ تو یہ ہی کہ سخت رحم کے قابل ہو، بھائی جو لوگ باپ مان کا اس لیئے ماتم کرتے ہین کہ وہ دنیاوی فائدون کے مرکز تھے، ان بیدردون کا مذکور نہین، ان کے دل سے پوچھیئے جو والدین کی جھڑکیون مین بھی دوسرون کے مرحبا سے زیادہ مزا پاتے ہین، جن کو والدین کے طمانچے بھی اصلی ہمدردی کی یادگار بنکر سامنے آتے ہین،

جن کو یہ خیال بیچین کر دیتا ہی، ہائے وہ کیا ہوئے جو ہماری تکلیفون مین ہمسے زیادہ تڑپ جاتے تھے۔ بھائی یہ لوگ قسمت سے ساتھ رہتے ہین اور گئے تو پھر اپنا قائم مقام بھی چھوڑ نہین جاتے، ہائے یہ خیال اور ستاتا ہی کہ انکی روحین آب بھی چین سے نہین، ہمارا خیال آب بھی ان کے لیئے مایۂ آزار ہی، خیر میری طرح تمھین بھی خدا صبر دے۔ وصبر جمیل

شبلی۔ ۲۸ جنوری ۱۸۸۶ء۔

(۱۹)

آج تمھارا خط آیا، مہدی کے جب ایسے خط آیا کرین تو اس سے مجھکو مشرف نکیا کرو، صرف تعلیم وخیریت کے حال سے مطلع کرنا کافی تھا، خیر آئندہ خیال رکھو، مثنوی کے بارہ مین آب سے پہلے لکھ چکا ہون،

اخبار آفتاب مین مضمون نگاری کیا کرو، مشق ہو جائیگی بلکہ مین اصلاح بھی دیدیا کرونگا یہان پرسون ایک عظیم الشان جلسہ ہی، جن طالب العلمون نے ولایت مین کامیابی حاصل کی ہی، ان کے لیئے خیر مقدم ہوگا، سید محمود صاحب وغیرہ انگریزی مین اور صرف مین اُردو مین اسپیچ کے لیئے منتخب ہوئے ہین، دعوت بھی ہوگی، مین شاید کوئی نظم اس وقت پڑھون، آجکل دماغ کے ضعف کی سخت شکایت ہی۔ والسّلام

شبلی۔ ۱۴۔ فروری ۱۸۸۶ء

(۲۰)

السّلام علیکم۔ تمھاری بے پروائیون نے اگرچہ دل سرد کر دیا تاہم بیحیائی کر کے پھر

تمکو خط لکھتا ہون یہین انشاء اللہ ۲۶ مارچ کو یہان سے روانہ ہونگا، اور الہ آباد ٹھہرتا ہوا اعظم گڈھ پہونچونگا، ابکی مین نے اسی وجہ سے ایک مدید تعطیل حاصل کی ہی کہ جمکر اپنا علاج کرون۔

معلوم نہین تمنے بچونکیون کا کیا بندوبست کیا۔

ان دنون یہان مدبرالملک وزیرالدولہ خلیفہ سیّد محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ تشریف لائے ہین، (یہ ریاست پچاس لاکھ کی ہی) ان کے لیئے کالج مین خوب جلسے ہوئے، مجھسے نہایت شوق سے ملے، وہ مجھکو پہلے سے جانتے تھے، جلسۂ دعوت مین سیّد محمود کی فرمائش سے مین نے چند بند فارسی مین لکھے اور کھانیکے بعد پڑھے[1] عجیب سمان بندھ گیا تھا، تمام حضّار مجلس حقیقت مین بیتاب ہوگئے، سیّد محمود صاحب اُٹھ اُٹھ کر ہر بند کو کئی بار پڑھواتے تھے، وزیر صاحب نے بڑھکر کہا کہ افسوس ہی کہ ان شعرون مین آپ نے میرا ذکر کیا ہی، ورنہ مین اسکی پوری داد دیتا، آج وہ یہان سے روانہ ہونگے،

مثنوی ہنوز چھپکر نہین آئی، شاید ساتھ لا سکون، افسوس ہی کہ مین اتنی مدّت مین کچھ کام نکر سکا، ابکی تعطیل تین مہینے پندرہ دن کی ہی، مگر یہ میرے لیئے خاص ہی، ورنہ کالج

---

[1] ابتدائی بند یہ ہے:-

اے دل این مایہ انتظار کہ بود؟ آخر این سستی از خمار کہ بود؟

چشم شوقت برہگذار کہ بود؟ ہوسِ سرمۂ غبار کہ بود؟

این بہ بین خانہ جلوہ گاہ کہ ہست؟ پردۂ دیدہ فرشِ راہ کہ ہست؟

کی اصلی تعطیل ڈھائی مہینہ کی ہی،

نیشنل اسکول کی حالت اِس اثنا مین بہت کم معلوم ہوئی،

مولوی حالی صاحب نے مسدس پر جو اضافہ کیا ہی مجھے بھیجا ہی، تمھارے لیے لاؤنگا۔ جناب حافظ حبیبُ اللہ خان صاحب و ماموں مولوی محمد سلیم صاحب کیخدمت مین تسلیم عرض کرنا۔

شبلی۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء

علی گڈھ۔

(۲۱)

بھائی ایسے شعر تو نہ لکھا کرو۔ تمکو تو ایک دل لگی، یا آرائش نامہ مقصود تھی، مگر مجھپر سخت اثر ہوا، ابکی تعطیل مین نہ آسکونگا، نیشنل کانگریس کا جلسہ ہی اور ۲۸ تک ضرور ہی یہان رہنا ہی، نیشنل اسکول کے مڈل کلاس کا اگر کچھ اور پرپوٹ انتظام تعلیم ہوسکے تو کرنا چاہیئے۔ امتحان انتخاب کے پرچے عزیزی محمد اسحٰق بھیجین گے، اور وہی جوابات پر نمبر دین گے، مگر امتحان کے وقت نگرانی کا کام صرف مولوی محمد عمر صاحب کرین،

عزیزون کو کسی معقول طریقے سے روانہ کرونگا، اور انشاء اللہ وہ ۲۵۔ دسمبر تک یہان سے روانہ ہوجائین گے، اکبر شریک امتحان ہوگا یا نہین،

والسّلام۔ شبلی نعمانی

۱۴۔ دسمبر ۱۸۸۶ء

(۲۲)

عزیز من۔

تمھارا بیش بہا و بیش قیمت کارڈ آیا، اس اسراف کا نہایت ممنون ہون، سچ یہ ہی کہ اگر یہ بھی نہ مرحمت ہوتا تو میرا کیا زور تھا، آخر مولوی محمد عمر صاحب کا مین نے کیا کر لیا جو ضروری عریضہ کا جواب بھی بے پروائی کے حوالہ کرتے ہین،

ایک ٹکٹ رکھ دیا ہی، اب جواب آئے تو خط کے پیرایہ مین آئے ٹکٹ کے بھیجنے سے تمھارا احسان کم قیمت نہین ہو جائیگا، آخر سادہ لفافہ تو تمھارے ہی دامون کا ہوگا۔

. . . .[۱]

مدرسہ کے حالات، تعمیر کی تجویز، منشی محمد اکرام کا رقعہ یہ امور افسوس ہی کہ مین انکو بھی ضروری خیال کرتا ہون، افسوس اسلیئے کہ تمھاری رائے بھی اس خصوص مین شاید مخالف ہوگی، بھائی سامنے کے بہ نسبت آدمی غائبانہ زیادہ پہچانا جاتا ہی، کارڈ مین جو کم سخنی صرف ہوئی ہی اُسوقت موزون ہوتی جب تم سامنے بھی خاموشی مین مولوی فیاض احمد سے ہمزبان ہوتے، خیر اینہم غنیمت است۔

مجھکو نینی تال[۲] مین کچھ دلچسپی نہین ہی، بس اتنا ہی کہ روزے[۳] یہان گرمی نہین دکھاتے۔

---

[۱] دو سطرین کرم خوردہ ہین، [۲] اسوقت مولانا۔سید صاحب کے ساتھ نینی تال مین تھے، دیکھو ۱۰۳-۱،

[۳] رمضان کا زمانہ تھا، نینی تال کی بدولت مین روزے تکلیف دہ نہ تھے،

سید محمود کی مستقل تقرری[1] مین چند معزز انگریزونکی مخالفت کچھ کمزور نہ تھی مگر بخت و
اقبال کی تیز چمک نے یہ ظلمت ہٹادی۔

سید صاحب مجھ سے اصرار کرتے ہین کہ تم اپنا فوٹو لو، یہان کا فوٹوگرافر نہایت اُستاد
ہی مگر کم سے کم ہ[2] کا خرچ ہی جسمین بارہ تصویرین طیار ہونگی، دو فوٹو خود سید صاحب
خریدنا چاہتے ہین، مین نے کہا بھی کہ بھلا آپ سے قیمت کون لیگا، اگر وہ نہین مانتے،
دس کا بیان باقی رہین، اگر اعزہ و احباب سب خرید لین تو مین کھنچوانے پر آمادہ ہون،
دیکھو اتنے نام خیال مین آتے ہین، اسحق علی احمد محمد، تم حمید، حافظ حسن علی صاحب،
جناب والد قبلہ، جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب اور کس کا نام بتاؤن، مگر اس تحریر
کا یہ مقصد نہین کہ تم تصویرون کے بیچنے مین دلالی کرتے پھرو، اعزہ خود بطور خود[3] . . . . .
خواہش کرین تو اور بات ہی، جناب سید صاحب اپنے حالات سفر لکھنا چاہتے ہین، انکی
تصویرین بھی ہونگی، میری تصویر اسی غرض سے مانگتے ہین، مگر ابھی یہ بات کہنے کی نہین
اپنے ہی تک رکھنا۔

ابکی پٹنہ محمدن اسکول سے جو خاص مسلمانون کے ہاتھ مین ہی آٹھ لڑکے انٹرنس
مین پاس ہوئے جنمین پانچ مسلمان ہین،[4]

محمدن تعلیمی مجلس اس سال لکھنؤ مین ہوگی، اشتہار مین شائع کیا گیا ہی کہ شبلی
مسلمانون کے گذشتہ تعلیم پر ایک وسیع مضمون پڑھے گا، شاید یہ مضمون مین جی لگا کر لکھون

[1] ججی کی تقرری، [2] نصف سطر کرم خوردہ ہے، [3] اس زمانہ مین یہ ترقی تعلیمی بھی غنیمت سمجھی جاتی تھی،

اور گر انمایہ لکھون۔ ہان دیکھنا کہین حافظ صاحب (حبیبُ اللہ خان صاحب) کی خوشبو تو نہین آتی اگر میری قوت شامہ صحیح ہی تو انکو تسلیم کہو۔

نعمانی۔ ۸ مئی ۱۸۸۷ء

(۲۴)

السلام علیکم۔ اگرچہ اَب مجھکو کسی قسم کے رنج دلانیوالی بات سے بہت کم رنج ہوتا ہے، بلکہ اکثر نہین ہوتا، لیکن تمھارا طرز تحریر غیر معتدل تھا اور عذر بھی نامعقول، مگر خیر بات کو طول دینے سے کیا فائدہ۔ اعزہ فارسی نثر کی بھی ایک کتاب پڑھتے تھے جو ان کے پاس موجود ہوگی، بوستان کے چار شعر کافی ہین، باقی ایک وقت وہ کتاب پڑھنی چاہیئے، تم فوراً حمید کو میری طرف سے تاکید کردو،

مولوی محمد عمر صاحب کا کارڈ مجھکو نہین ملا اور نہ توقع ہے کہ ملے۔ ان کو ترقی کی میری طرف سے مبارکباد دینی چاہیئے، اگرچہ انکی قابلیت کا یہ بہت کم نرخ ہی، مولوی صاحب پر کیا ہی، اگر تمھین ذرا تکلیف کرو اور لکھو کہ منشی جی نے رقعہ لکھایا نہین اور کیون توقف ہی؟ مکان مدرسہ کی نسبت کیا کارروائی ہورہی ہی کوئی نیا ماسٹر ملایا نہین، تو کچھ آنا ہرج نہ ہوگا۔ مین مکان پر واپس آنا چاہتا تھا مگر شاید کوئی خاص فائدہ حاصل نہو، جو مضمون مین کانگرس مین دونگا وہ کانگرس کیطرف سے چھاپا جاویگا، نقل لینے کی کیا ضرورت ہی، سُنیئے ایک بہاریہ قصیدہ لکھنا شروع کیا تھا اگرچہ ابھی صرف ۲۰ شعر ہوئے مگر اُمید ہی کہ اُمید سے بڑھکر ہوئے، غالبًا غالب سے کم رتبہ کا نہ ہو، تو اُردو کے ڈر سے قصائد

غالب ان سے طلب کیا۔

شبلی نعمانی۔ ۱۶ جون سنہ ۱۸۸۶ء

(۲۴)

سلام علیک۔ مین اپنا مسطر وہان چھوڑ آیا، بڑے کمرے کے صدر جانب جو الماری ہے اس کے پہلے تختہ پر ہے، فوراً بھیجدو، اور اگر نہ ملے تو مجھے اطلاع دو، ذرا محمد علی سے بھی دریافت کر لینا۔

والد قبلہ سے کہکر دادا صاحب کی تصویر بھجوا دو، یا اُن سے لیکر تم خود بھیجدو،

عزیزی محمد یہان پانچوین کلاس مین داخل ہو جائین گے، جنید وغیرہ نے بھی انگریزی شروع کی ہے،

میری بیاض کا قریباً آدھا حصہ چوری گیا، نہایت افسوس ہے،

ماسٹر کے لئے متعدد جگہ خطوط گئے ہین، اُمید ہے کہ کامیابی ہو، حمید کو رلے دو کہ فوراً یہان چلے آئین۔ ورنہ یہ سال بھی ضائع ہوگا، جسقدر ہو سکے جلد آئین۔ ماموں صاحب کے اگر گھر مین نہ رہ جائین۔

والسّلام

شبلی نعمانی۔ ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء

(۲۵)

برادرم۔

مین تمکو خط لکھتا ہون، اس لیے نہین کہ تم محمد آباد مین ہو، اعظمگڈھ مین بھی تم ہوتے

تو وہ ایسا ضروری امر ہی کہ لکھنا ہی پڑتا۔

ضامن کو اس زمانہ مین نہایت تکلیف تھی، سردی کھاتا تھا اور کچھ نہ کر سکتا تھا مجھکو معلوم ہوا تو مین نے کچھ روپیے بھیجدیے جس سے اسکی سرمائی بنی، پھر کتابونکی ضرورت ہوئی، اور نہایت حرج ہونے لگا اس نے مجھسے کہا تو تم کو وہ خط لکھا گیا جو بے شبہہ سخت تھا،

اگرچہ مین ایک بیہودہ بحث مین پڑنا نہین چاہتا، تاہم یہ ہرگز یقین نہین کر سکتا کہ تمھارے وسائل آمدنی تنخواہ تک محدود ہین، علی ضامن کو اعظم گڈھ مین گھر سے خرچ آتا تھا تم نے بند کرایا گودام مین سیکڑون روپیے کہان سے لگتے ہین، خیر اس فضول قصہ کو جانے دو،

تم الہ آباد آوگے، اس سے مجھکو خوشی ہوئی مین نے اعظمگڈھ والون کے لیے وہان کانگرس کے احاطہ مین ایک جداگانہ کمرہ مقرر کرا لیا ہی، سب وہین رہین گے اور مین بھی شاید اس زمانہ مین وہین رہون،

ہان وہ ضروری امر جو اس خط لکھنے کا باعث ہی یہ ہی کہ مین انشاء اللہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء ضرور قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤن گا، اور غالباً چھ مہینے وہان قیام کرون گا، مین چاہتا ہون کہ تم ساتھ چلو، صرف راہ سے تمکو کچھ تعلق نہین، علی ضامن کا بھی بندوبست ہو جائیگا، تم کو بلا تنخواہ چھ مہینے کی رخصت بھی ملسکتی ہی، تم اس تجویز کے ہر پہلو پر غور کرکے مجھکو جواب لکھو، میرا سفر ہر طرح قطعی ہو چکا ہی زیادہ تفصیل عندالملاقات معلوم ہوگی،

لائف آف ابوحنیفہ کا پہلا حصہ مین ختم کر چکا اب دوسرا حصہ شروع کرونگا۔

والسلام۔ شبلی نعمانی۔ ۱۱- دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء

(۲۶)

برادرم۔

مین نے خوشی کے ساتھ علی ضامن کا نام کامیاب شدہ طلباء کی فہرست مین پڑھا،
آپ کیا ارادہ ہی، الہ آباد بھیج سکتے ہو تو اچھا ہی، علی گڈھ کے متعلق دو تجویزین ہین،
(۱) کسی قدر وظیفہ یعنی [illegible] ماہوار مقرر ہو جائے گا، لیکن بورڈنگ کا صرف
اس سے زیادہ ہے،
(۲) میرے مکان پر رہے، صرف خوراک کے علاوہ فیس [illegible] ہو گی، لیکن صرف خوراک
سے تمکو کچھ مطلب نہ ہوگا۔

تمہارا عزیز میرا عزیز ہی اسلئے جو اعانت ہو سکے میرا فرض ہی اور اسکے قبول
کرنے مین مضائقہ نکرنا چاہیئے، اگر مین عزیزان قوم کے کام نہ آسکون تو کس کام کا؟

والسلام

نعمانی ۲۷- اپریل سنہ ء

(۲۷)

عزیز من!

ایک ہفتہ سے بخار مین مبتلا ہون، جیسی گذرتی ہی، خدا جانتا ہی، حمید سے یا تمنے
شعرون کے لیئے نہین کہا یا تو وہ پہلے حمید بن گئے،
ہندول کے مدرسہ فارسی کا حال لکھو، مین نے اسکی نسبت ایک خواجہ پریشان

دیکھا ہی؟ میان نصیر کا کچھ پتہ لگا،

تنخواہ آئے تو سب چندے بھیجتا ہون، اور کیا لکھون، ضعف سے لکھنے کا یارا کہان

نیل[۱] وغیرہ کا حال لکھو،

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۸ ستمبر ۱۸۹۰ء

(۲۸)

عزیزی۔

یہ دریافت کرو کہ مولوی محمد فاروق صاحب چڑیاکوٹ[۲] مین ہین یا نہین، اگر ہون تو خود وہان جا کر اُن سے میری طرف عرض کرو کہ وہ فوراً یہان تشریف لائین، حاجی اسمٰعیل خان کے بھائی اپنی تعلیم کے لئے انکو بلاتے ہین، پچاس تنخواہ اور کھانا وغیرہ مستزاد۔ مولوی صاحب کو نہایت آرام ہوگا، یہان سے وہ جگہ دس بارہ میل ہی،

فوراً لکھو کہ اس تعطیل مین یہان کون کون حضرات تشریف لانیکا ارادہ رکھتے ہین چھوٹے چچا کو ضرور آنا چاہئیے۔

سیرۃ النعمان یعنی لائف آف ابو حنیفہ بالکل تیار ہی، اخیر دسمبر مین انشاء اللہ مطبع سے شائع ہوگی، تین سو صفحونکی کتاب ہی، ایک روپیہ چار آنہ قیمت قرار پائی ہی، اگر تم یا اور کوئی شخص اکھٹے پچاس جلدین منگوائے تو اُسکو پانچ روپیہ کا فائدہ ہوگا کیونکہ سو روپیہ پر بیس روپیہ کمیشن مقرر کیا گیا ہی،

---

[۱] اس زمانہ مین نیل کی تجارت ہوتی تھی، [۲] چڑیاکوٹ اعظم گڈھ مولوی صاحب موصوف کا وطن تھا،

یہ کتاب وہان خوب پھیلانی چاہیئے، گو محنت اور جانکاہی بہت ہوئی، لیکن خدا کا شکر ہی کہ کتاب بھی اچھی تیار ہوئی،

ابکی کانفرنس مین مجمع تو بہت نہوگا لیکن بڑے بڑے لائق جمع ہون گے اور اپنا جوہر کمال دکھائین گے۔

والسّلام

شبلی نعمانی۔ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۹۱ء

(۲۹)

برادرم۔

دس جلدین حسب فرمائش ویلو۔ پی بھیجی گئین، چار جلدین اور قیمت ادا کرکے بھیجتا ہون، انکو فروخت کرکے اسکول کا چندہ ادا کردینا۔ پانچ روپیہ قیمت ہی اور آٹھ آنہ محصولڈاک اسی حساب سے فی جلد لگا لینا،

اعظم گڈھ اور دیہات واطراف مین اس کتاب[1] کے بہت سے نسخے شائع ہونے چاہئین، حنفیونکی مزید اطلاع کا باعث ہوگا، چند اشتہارات بھی بھیجدیے ہین پکھری کے عمّال اور سوداگرون کو اس سے واقف ہونا چاہیئے،

مولوی محمد فاروق صاحب کا کچھ پتہ نہ چلا، پھر کوشش کرو،

والسلام

شبلی۔ ۱۳۔ جنوری ۱۸۹۲ء

---

[1] یعنی سیرۃ النعمان کے،

(۳۰)

میان محمد سمیع -

بھائی عجیب معاملہ ہی، ذرا تم بھی سنو اور انصاف کرو کہ کون حق بجانب ہی، مین نے

(۲۰۰) دو دو سو روپیہ (ہان یہ بھی یاد رہے کہ یہ (۲۰۰) دو سو نہ تھے، کیونکہ ایکسچنج کی وجہ سے مجھکو صرف (۱۱۹) مالہ

یا اس سے کچھ زیادہ پہنچے تھے مین نے یہان آکر اپنے پاس سے (۲۰۰) دو سو روپیہ پورے کر دیئے)

مولوی محمد عمر صاحب کے پاس بھیجدیئے کہ دادا مرحوم کی یادگار مین چھوٹے چچا کے

نام سے جمع کر دین، اور چچا کو نہایت شکرگذاری کا خط لکھا اور اطلاع دی کہ وہ روپیے آپکے

نام سے اسطرح جمع کر دیئے گئے، چونکہ مجھکو خیال تھا کہ وہ واپس لینا گوارا نکرینگے اور مین خود

اپنے پاس رکھنا پسند نکرتا تھا اسلیئے ایسی صورت نکالی کہ دونون مطلب نکل آئین، اب

تماشا یہ ہی کہ چچا صاحب وہ روپیے لئے لیتے ہین اور میان اسحٰق بھی ان کی تائید پر آمادہ

ہین، مین سخت حیرت مین ہون کہ جو روپیے کسیکو دیدیئے اسکو واپس لینا کونسی ہمت ہے

میان اسحٰق کہتے ہین کہ بندول کے دائرہ مین ہمت کا یہی پیمانہ ہی، تم علی گڈھ کی باتین

کرتے ہو۔ مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ آج چچی مرحومہ زندہ نہین ورنہ مین دکھا دیتا کہ بندول ہی

ہمت کا اور ہی معیار ہی، انھون نے نیشنل اسکول مین پانسو روپے دینے کہے تھے اور

سو دے بھی دیئے اور تقاضا کیا جاتا تو سب وصول ہو جاتا، واللہ مجھکو تعجب در سخت تعجب ہی

غالبًا چھوٹی چچی کو ایسی پست ہمتی پسند نہو، لیکن میان اسحٰق اور چچا نہین مانتے، خیر

اچھا ہوا، مین سبکدوش ہو گیا، اور بندول کی نئی اصطلاح سمجھ مین آگئی۔ ذرا تم بھی تو

اپنی رائے ظاہر کرو، لیکن خدا لگتی کہنا، رورعایت کو دخل نہ ہو،

والسلام

شبلی۔ ۴۔ فروری ۱۸۹۳ء

(۳۱)

برادر عزیز محمد سمیع سلمہ

خط پہونچا، مین تین چار مہینہ سے اکثر صحیح نہین رہتا، آج پانچوان دن ہی کہ بہت سخت بخار آیا، ایک سو چھ درجے پر حرارت تھی، چار دن تک یکسان حالت رہی اور نہایت سخت تکلیف رہی۔ کلہ سے کمی ہی، لیکن تکلیفین وہی ہین کھانسی بہت ہی کونین جو بہت سی کھلادی ہی تو کان سے بہت اونچا سُننے لگا ہون،

مولوی محمد کامل نہین آتے تو مولوی محمد منیر حریا کوٹی کو لکھو اور بہت جلدی جواب حاصل کر کے میرے پاس بھیجدو،

پچیس بھیجتا ہون اور آئندہ سے انشاء اللہ التزاماً پانچ بھیجا کرون گا،

سیرۃ النعمان بکنی[۱] ہو چکی دوسری بار چھپ رہی ہی نتیجہ امتحان سے خوشی ہوئی، میان اسحاق سے رائے لیکر ایک عرضی مزید امداد کیلئے بربناء رپورٹ انسپکٹر گورنمنٹ مین بھیجنی چاہیئے

محمد شبلی نعمانی

یکم اپریل ۱۸۹۳ء

[۱] یعنی پہلا اڈیشن صرف تین مہینے مین ختم ہو گیا، دیکھو مکتوب ۲۸۔

(۳۲)

برادرم۔

السلام علیک۔ تمھارا خط پہونچا، میان میر آئین تو نہایت جلد آئین، یہان اُنکے رہنے سہنے کا بھی بندوبست کر دیا جائیگا،

تمھاری ہمدردی بہت کچھ قابل شکر ہی، گھر والونکے عام سکوت مین تمھاری اتنی صدا بہت غنیمت ہی، مین انشاء اللہ اگر اچھا ہو گیا تو اسی مہینے مین کشمیر جاؤنگا اور ڈیڑھ دو مہینے وہان رہونگا، اگر تم کشمیر تک چلو تو ضرور چلے آؤ، سفر کا خرچ جو تقریبًا چالیس پچاس ہوگا (دونون طرف کا) تمھارے ذمے، باقی اقامت کا خرچ میرے ذمے۔ علاوہ میری ہمرہی و ہمدردی کے کشمیر کا دیکھنا کچھ کم نعمت نہین، یہان نہ دیکھا تو قیامت مین اگرچہ جنت اس کا نمونہ دیکھنے مین آئے گا، مگر اصل و نقل مین پھر فرق ہی، بہر حال آتے ہو تو آؤ ورنہ جواب لکھو کہ انتظار نہ کرنا پڑے،

بخار کے دورے ہوتے جاتے ہین، آج ڈاکٹر صاحب نے بڑے سرو سامان سے بخار کے روکنے کے لیے تیاریان کین ہین، مگر دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہے،

والسّلام

شبلی۔ ۵۔ اپریل ۱۸۹۲ء

(۳۳)

میان سمیع۔

مین کشمیر سے بیمار ہو کر واپس آیا، اور خرچ کی سخت زیرباری ہوئی۔ تمنے سیتھ کے

بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، اب یہ حال ہی کہ والدتم کو تقاضا لکھتے ہین اور تم کو خبر تک نہین ہوتی تمھر کے بغیر تمام کام ابتر اور خراب ہو رہا ہی، جلد توجہ کرو، تمکو اس سے زیادہ لکھنا بیجا ئی ہی۔

والسّلام

شبلی۔ علی گڈھ

۳۱۔ جولائی سنہ ۱۸۹۲ع

(۳۴)

میرا مجموعۂ نظم فارسی مطبع مین چھپنے کے لیئے گیا، اور اُمید ہی کہ جلد تیار ہو جائے، اخبار کے پُرانے فائلون اور بعض اور طریقون سے جہانتک ہو سکا اشعار جمع کیئے گئے جس کے محرک بلکہ جامع نواب سیّد علی حسن خان فرزند نواب صدیق الحسن خان مرحوم ہین۔

میان مہدی کے واپس آنے پر مین نے مشن اسکول کے جلسہ کے لیے ایک نظم لکھی تھی، آمدہ اسکی ردیف ہی، اگر تم اسکو بہم پہنچا کر بھیجدو تو وہ بھی چھپ جائے، تمھارے ذریعے سے اس مجموعہ مین اگر کچھ اضافہ ہو سکتا ہو تو اُٹھا نہ رکھو، لیکن اسکے ساتھ جلدی بھی شرط ہی، کیونکہ عید تک چھپکر شائع ہو جانا مقصود ہی،

مین آج کل سفرنامہ لکھ رہا ہون،

والسّلام

شبلی نعمانی۔ ۲۶۔ مارچ سنہ ۱۸۹۳ع

(۳۵)

خط پہونچا: ہان مجھکو نارنگیان بہت پسند ہیں لیکن تمھاری تکلیف کے لحاظ سے کبھی تکلیف نہین دی، مین آدمی تو ہون مگر "انا الناس[1]" کو پسند نہین کرتا۔ روپیون کی جلدی نہین آجائین گے،

ابکی ضامن وحمید کی کامیابی کی کافی اُمید ہی، حامد وجنید کا امتحان سالانہ ابھی ختم ہوا دونون پاس ہوئے اور دوسرے یعنی سکنڈ کلاس مین چڑھا دیئے گئے، نظم فارسی تم کو تحفتہً بھیجتا ہون، مین نے اسکا کاپی رائٹ نیشنل اسکول اعظم گڈھ کو دیدیا ہی، اس خیال سے چاہتا ہون کہ اس سے معتدبہ رقم آجائے، اعظم گڈھ والون کے لیئے مین نے اسکی قیمت ایک روپیہ فی کاپی مقرر کی ہی معمولی قیمت چار آنہ ہی، غالبًا معمولی قیمت کے خریدار گورکھپور مین بھی ملجائین،

الفاروق انشاءاللہ ضرور لکھونگا لیکن وقت کی تعیین نہین کرسکتا، معلوم نہین سفرنامہ سے ملک کو کہان تک دلچسپی ہوگی، اس کا اندازہ ہوتا تو اسی حساب سے جلدین چھپتین اُمید ہی کہ مین جون کی تعطیل مین گھر جاؤن۔ والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۱-اپریل سنہ ۹۲ء

(۳۶)

السّلام علیکم۔ فورًا لکھو کہ حافظ حسن علی صاحب کے روپئے وصول ہوئے یا نہین

---

[1] الناس کو ظرافتہً انا الناس لکھا ہو،

اگر نہین ہوئے تو تم کو دینا پڑیگا،

آج مین نے والد قبلہ کو چند اُردو اخبارات بھیجے ہین وہ دیکھ چکین تو تم لے لینا اور اپنے پاس رکھنا۔ مولوی حالی کی نظم کا پرچہ ضرور محفوظ رہے۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۔ فروری سنہ ۱۸۹۴ء

(۳۷)

...............[1] چھوڑے انشاء اللہ عنقریب مکان آؤن گا گو مجھے کوئی ظاہر بیماری نہین، مگر طبیعت مین وہی فسردگی سی ہے،

مہدی کی کامیابی کا حال جو انکی ترقی مقصود کا مبارک دیباچہ ہے تمکو معلوم ہوا ہوگا، یہان[2] مین نے مجلس مباحثہ مین اسبات پر لکچر دیا کہ ہمارا گذشتہ طرز تعلیم موجودہ طرز تعلیم سے عمدہ تھا، اور لطف یہ کہ عموماً طلبا نے میرا ساتھ دیا اور..........

سید محمود بالکل مجھ سے موافق تھے،

تم کوئی فرمائش کرو تو بشرط امکان لیتا آؤن۔ ہمارے مکرم مولوی محمد عمر کی خدمت مین تسلیم کہو، اور حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب کی خدمت مین بھی اگر قبول کرین،

شبلی نعمانی۔

۱۹۔ نومبر سنہ

---

[1] یہ سطرین کرم خوردہ ہین، [2] یعنی علی گڈھ کالج کے یونین کلب مین۔ ،

(۳۸)

عزیزی-

سلام علیکم- تمھاری کوتاہ قلمی میرے تمام جوشون کو برباد کر دیتی ہی، بھائی ٹکٹ کے دام میرے حساب مین رکھ لے، مگر خدا کے لیئے خطوط تو دسوین پندرھوین دن بھیجا کر، مین دو ایک مہینے سے بالکل بیکار رہتا ہون، دماغ سے کچھ کام نہین ہو سکتا، ابکی انشاء اللہ مکان پر نہایت مستعدی سے علاج کرونگا، میری خواہش ہی کہ تمام تعطیل عظم گڈھ بسر کرون، بند دل دو تین روز سے زیادہ نہ رہون۔

ہان دو چوکیان چھوٹے پایونکی طیار کرانی منظور ہین، حافظ حسن علی صاحب نے ایک چوکی خریدی تھی جو آب چھاونی پر ہی، ذرا اس سے طول عرض مین زیادہ- والد قبلہ سے لکڑی کے لیئے کہنا، اگر گودام پر موجود ہو تو فبہا ورنہ خریدنے کا بند وبست کرکے مجھکو قیمت سے مطلع کرنا، مارچ کے اخیر تک دو چوکیان بالکل طیار رہین، نہایت تاکید جاننا،

تعطیل مین انشاء اللہ عزیزی جنید وغیرہ میرے ساتھ اعظم گڈھ رہین گے،

میان نظیر محمد کا مضمون آفتاب ہند مین مین نے بھی دیکھا معلوم نہین کس نے لکھا تھا، خیر خاصہ تھا- افسوس ہی کہ تم کبھی نہین لکھتے،

یہان ان دنون خوب جلسے ہو گئے، بیرسٹرون کے لیئے خیر مقدم ہوئے میان عبد المجید[1] جونپوری بھی تھے، مجھ سے بہت اُنس پیدا کیا، اصرار کرتے گئے کہ الہ آباد مین ان کے ہان

[1] آنریبل نواب عبد المجید الہ آباد،

ٹھہرون اور ان کو پہلے سے مطلع کرون، کل مولوی عبدالغفور و شاہ امجد اللہ بھی یہان پہونچے، امجد اللہ کی خرد ماغی پر سخت حیرت ہوئی، ان سبھون کو منصفی اس سے زیادہ مغرور کرتی ہی جتنا کہ فرعون کو مصر، مولوی عبدالغفور نہایت لطف سے ملے، خیر ان حضرات سے کیا مطلب؟ ہان ایک اور لطیفہ سنو، مولوی عبدالغفور نے مجھ سے کہا کہ سُنا ہی کہ مہدی حسین نہایت آزادانہ بے تمیزی کے خط اپنے والد قبلہ کو لکھتے ہین، اور اس خط کا حوالہ دیا جسمین اُنھون نے لیڈیون کے ناچ کا ذکر کیا تھا، مجھکو یہ تعجب ہوا کہ یہ خبرین ان لوگونکو کیونکر پہونچتی ہین، والد قبلہ جو مہدی کے خطوط ان سبھون کو سُناتے ہین، تو سب اسی نکتہ چینی کی غرض سے سنتے ہین، خیر لیٹ دہی، ڈاک بارک[۵۱]،

مین نے مولوی محمد عمر صاحب کے خط مین یہان کے مذہبی جوش حال لکھا ہی، مجھکو افسوس ہی کہ اسمین اسحٰق اور عثمان کا ذکر ناحق لکھا، مولوی محمد عمر صاحب اس حصۂ خط کو لوگونکو نہ دکھائین،

ان دنون اُردو کی ایک غزل لکھی تھی، اور حمید کو بھیجدی، تم اُن سے منگالو، آج کل داغ اور حالی کی دلّی مین خوب معرکہ آرائیان ہین، دو تین غزلین اخبارون مین چھپی بھی ہین، داغ کا دوسرا دیوان بھی چھپ گیا اور تیسرا چھپ رہا ہے[۵۲]، مثنوی نہایت خراب لکھی ہی، میری مثنوی میرے ساتھ آئے گی، عموماً اہل سخن نے نہایت پسند کیا،

---

[۵۱] انگریزی محاورہ، کتّے کو بھونکنے دو، [۵۲] مولانائے مرحوم داغ کو بہت پسند کرتے تھے، اور کثرت سے اُنکے شعر ان کو یاد تھے،

بخدمت جناب حافظ حبیب اللہ صاحب تسلیم قبول باد۔

شبلی۔ ۶۔ مارچ ۱۸۸۶ء

(۳۹)

عزیز من،

تمنے شاید اس لیئے خط کتابت کو خیر باد کہا کہ مین نے تمھارے ایک پیسہ کی فیاضی کی قدر نہین کی، یعنی تمھارے کارڈ کا جواب نہین لکھا، خیر غلطی ہوئی معاف کرو، مدرسہ کے حالات بہت کم معلوم ہوتے ہین، دیکھیئے ابکی انسپکٹر کا ملاحظہ کیسا ہوتا ہی جاڑون کی تعطیل مین مڈل کلاس کو اعظم گڈھ رکھکر کوئی انتظام تعلیم کا کرنا چاہیئے۔ مہدی کے حالات اگر کچھ معلوم ہون اور دلچسپ بھی ہون تو لکھو لیکن اگر چھاؤنی وغیرہ کا آلھا ہو تو کچھ ضرور نہین، اعزہ اچھے ہین اور بڑی بات یہ ہی کہ گھبراتے نہین، اگرچہ گھر چلنے کے دن گنتے رہتے ہین، سید صاحب فرماتے ہین کہ انگریزی بھی شروع کرا دیجائے مگر مین ابھی مناسب نہین خیال کرتا ہون، نشاریح سے آگئے، معلوم نہین بھائی مجید کہان گئے۔ افسوس ہی کہ عزیزی اسحٰق اس تعطیل مین مکان پر نہونگے،

مین نے عیدیہ قصیدہ مین آجکل ایک تقریب سے کچھ تغیر کیا ہی کوئی ۲۶ شعر بڑہا دیئے ہین، مگر اتنی ہی اصل مین سے نکال بھی دیئے، واقعی یہ شعر جو بڑہائے گئے بلند پایہ ہین، نمونہ بھیجتا ہون اس کا آدھا تھان لیکر فوراً بھیجو، اگر رنگ مین کسی قدر تفاوت

سلہ ایک قدیم ہندی رزمیہ نظم جسکو گا کر پڑھتے ہین،

ہو تو کچھ ہرج نہین۔

تعطیل مین تم کہان رہوگے،

نعمانی ۲۷۔ نومبر ۱۸۸۶ء

(۴۰)

لو بھائی ہم مین کا ایک عنصر کم ہوگیا، عزیزی مہدی[۵۱] نے جان دی اور کس حالت کے ساتھ کہ کلیجے کے ٹکڑے اُڑ گئے،

مین بدبخت پاس تھا اور اس لئے جتنے تیر پھینکے سب میرے ہی جگر پر لگے، ہائے اسکی جوانہ مرگی! ہائے کیا معلوم تھا کہ وہ اس قدر جلد دنیا سے جائیگا ورنہ مجھ پر لعنت اگر مین اس سے ناراض رہتا،

ہائے سب بُرائیون پر وہ سب سے اچھا تھا، آج چوتھا دن ہی لیکن خدا کی قسم اسوقت تک دل نہین ٹھہرتا، سو بار رو چکا ہون اور دل نہین ٹھہرتا۔ اسکی ایک محبوب یادگار رہی جس کو وہ بہن کہتا تھا یعنی شافیہ[۵۲]، اس سے بارہا لپٹ کر رویا ہون لیکن کچھ بھی تو تسلّی نہین ہوتی۔ اسکو تسلی دینا چاہتا ہون لیکن خود بیقرار ہو جاتا ہون، ایک اور اسکے نام سے وابستہ بدقسمت ہی جو پہلے چھوٹی بھاوج تھی لیکن اب پیاری بہن ہی،

تم لوگ مرنے سے باہر ہو، ہان آفت زدون کو سنبھالنا میرے سر چھوڑا ہی، ہائے مہدی، وائے مہدی،

بدبخت ازلی
شبلی نعمانی۔ ۲۔ جولائی ۱۸۹۷ء اعظمگڈھ

---

۵۱ مولانائے مرحوم کے منجھلے بھائی، ۵۲ مہدی مرحوم کی [illegible]

(۴۱)

مین واقعات حال کی وجہ سے تنگدل ہو کر تفریح کے لیے سفر کرنا چاہتا ہون۔
موازنہ قومی اور والد قبلہ کی صحت یابی کا جلسہ کرکے جانا ہی، تم غائبانہ آسکو، اسلیئے
اسقدر ضرور کرو کہ نقشہ مطبوعہ مع اصلاح و ترمیم کے بیرنگ میرے پاس بھیجدو، تاکہ مین مجمع
مین پیش کرسکون۔ جلسہ پانچ چھ دن مین ہوگا،
والد آپ بفضلہ اچھے ہین۔

والسلام

شبلی۔ ۳۱۔ جولائی ۱۸۹۶ء
اعظم گڈھ۔

(۴۲)

نقشہ پہونچا۔ تمھاری محنت اور تحقیق کا مین جلسہ مین خاص طرح پر اظہار کرونگا،
جو پہلو تمھارے خیال مین ہی مین اس سے غافل نہین ہون، اصل یہ ہی کہ اسکول
کی حالت نہایت نازک حالت پر آگئی ہی، اور سخت جوش پیدا کیئے بغیر اس کا ٹھہرنا مشکل
معلوم ہوتا ہی، ایک سو (۱۰۰) ماہوار کی کمی پوری کرنی ہی، اسلیئے اسکا جلسہ کرنا ضرور تھا اسیکے
ضمن مین یہ جلسے بھی کردیئے جاتے ہین کہ لوگ کسی طرح شریک تو ہون، باقی تعزیت و تہنیت
کا اجتماع الضدین تو مین اسکا پہلو سنبھالکر کارروائی کرونگا۔

شبلی ۱۳۔ اگست ۱۸۹۶ء

عزیزی۔

چندہ غالبًا تم نے بھیجدیا ہوگا،

اُمور ذیل لکھ بھیجو،

مین۔ نے وکالت کا امتحان کس سنہ مین دیا؟

رامپور وغیرہ کا سفر کب کیا[۱]؟

اعظم گڈھ مین تحصیلداری کا مدرسہ کس سنہ مین قائم ہوا تھا؟

والسلام۔ شبلی۔

۱۱۔ نومبر ۱۸۹۶ء علی گڈھ

(۴۴)

کارڈ پہونچا۔ ابکی رپورٹ[۲] قدرت علیخان کے ہان نہین چھپے گی، مین اسکو نہایت خوشخط اور صاف عمدہ کاغذ پر چھپواؤنگا،

تمھارا چندہ کسی کے ذریعہ سے نہین پہونچا، فورًا بندوبست کرو،

ابکی انسپکٹر نے اسکول کا معائنہ کیا، بہت خوش گئے اور ہائی سکشن کی ایڈ کا حکم دیا لیکن ساتھ ہی یہ قید لگادی کہ اگر نومبر ۹۸ء تک اسکول کی عمارت پوری نہ ہوجائیگی تو ایڈ بند ہوجائیگی، اب سخت تردد ہے کہ کیا کیا جائے۔

[۱] بغرض طلب علم۔ [۲] جلسہ سالانہ قومی کی رپورٹ۔

دسمبر مین حامد کی شادی ہی، مین اُسدن شادی کی حقیقت اور اُسکے مراسم پر نہایت وسیع اور پُر زور لکچر دونگا اور انشاءاللہ بیہودہ رسمونکی جڑ کاٹ دونگا۔

والسّلام۔

شبلی نعمانی ۲۴- نومبر ۱۸۹۷ء

(۴۵)

بھائی سمیع! تم ایسے الفاظ کیون لکھتے ہو، بے شبہہ مین لوگونکو نہین بلاؤنگا لیکن تم شوق سے آؤ اور لکچر سنو، البتہ کھُنڈہ جانا مین پسند نہین کرونگا، ورنہ اورونکو شکایت ہوگی لیکن شادی دسمبر مین ہوتی نظر نہین آتی، وہان والے کہتے ہین کہ یہ ایّام منحوس ہین، اس لیئے ۱۹- جنوری چاہتے ہین، خط کتابت ہو رہی ہے،

مدرسہ حاجی صاحب وغیرہ کے برتہ پر نہین بن رہا ہی، خدا نے چاہا تو وہ بنے گا، اور ضرور بنے گا۔ میان سمیعؔ، لوگ اپنے مکان مین عموماً ہزار دو ہزار صرف کر دیتے ہین اور یہ عام بات ہو رہی ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ لوگ مدرسہ کو اپنا نہین سمجھتے۔ بہرحال یہ طے شدہ امر ہی کہ اگر اور کوئی صاحب نہ ملے تو مین کل کمرے صرف اپنی لاگت سے بنواؤنگا۔

والسّلام

شبلی نعمانی

۶- دسمبر ۱۸۹۷ء

(۴۶)

میان سمیع

تار میان عبدالحلیم نے دیا تھا، نقل انکے پاس ہی، سو اتفاق یہ کہ وہ گورکھپور چلے گئے، آج شائد آجائین، اسوقت بھیجدون گا،

ایک فتوے آیا تھا، اُن سے کہدو کہ مین فتوے وغیرہ نہین لکھتا، جس مسئلہ کو پوچھا ہی اس کو شاہ اسحاق صاحب و مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے بدعت لکھا ہی اور علمائے بدایون جائز سمجھتے ہین۔

شبلی۔ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ

اعظم گڈھ۔

(۴۷)

خط[۱] پہونچا، جو خبرین مشہور ہین وہ صحیح نہین ہے، بے شبہہ یہان[۲] میری بڑی آؤبھگت ہوئی، میرے لکچر مین جو لوگون کے اصرار سے دیا گیا، بہت بڑا مجمع ہوا، خود وزیر عدالت صدر انجمن ہوئے، نواب مدارالمہام بہادر یعنی وزیر اعظم نے نہایت احترام سے شرف نیاز دیا، اور مجھکو یہان کے قیام کی ترغیب دی، لیکن کام کی بات ابھی کوئی نہین، میری ملازمت کا تحریری حکم ان کا آگیا، لیکن مین نے اسکو منظور نہین کیا۔

بہت بڑی کامیابی ہوتی لیکن بدقسمتی سے وزیر اعظم اور حضور کے تعلقات کشیدہ ہین،

[۱] یہان سے حیدرآباد کے زمانۂ قیام کے خطوط ہین، [۲] یعنی حیدرآباد ہین،

وزیرِ اعظم کے اختیارات حسب قانون حضور نے بالکل گھٹا دیئے ہین اور اسوجہ سے ہر کام مین حضور سے اجازت لینی پڑتی ہی، یہ صرف چند روز سے ہوا ہی،

بہرحال دیکھیے کیا ہوتا ہی، بے شبہہ اگر مین ملازمت کر سکتا اور کسی قدر دُنیاداری بھی مجھ سے بن پڑتی تو دُنیاوی فائدے بہت حاصل ہوتے، لیکن میان سمیع[1] اعمر کا بڑا حصہ صرف ہوچکا، چند برسون کے لیے دامن زندگی کو کیا آلودہ کرون، دعا کرو کہ جو گردن ہمیشہ بلند رہی بلند ہی رہے، گھر کے مصائب نے یہان تک بھی پہونچایا ورنہ مین اپنے گوشۂ عافیت کو فلک[2] نما سے کم نہین سمجھتا ہون،

میان کے تیرو نشتر آتے رہتے ہین اور کلیجے کو چھلنی کیے دیتے ہین، بہت کچھ ارادہ ہجرت[3] کا ہی اگر عرب پہونچ گیا تو تمام جھگڑون سے نجات ہوجائے گی۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۲- اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

حیدرآباد۔

(۴۰۹)

عزیزی۔

مین یہان آکر ایسا پھنس گیا کہ مصرع

نہ بھاگا جائے ہی مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہی مجھسے

---

[1] مولانا کے والد نے ۲۰-۳۰ ہزار روپیہ قرض چھوڑا تھا، اسکی خاطر مولانا کو تلاش ملازمت کرنی پڑی۔ دیکھو مکتوب ۵۰
[2] حیدرآباد کی ایک مشہور ممتاز عمارت کا نام جو اب نظام کا مسکن ہے،
[3] معاملات ندوہ کی پیچیدگیون کے بعد آخری زمانہ مین بھی یہی عزم تھا لیکن افسوس کہ فرصت نہ ملی۔

ہمت کہتی ہے۔ مصرع

بے تامل آستین افشاندن از دُنیا خوش ہست

مصلحت فریب دیتی ہی کہ تم ہین اور بہت سے لوگ شامل ہین انکا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ افسوس اور سخت افسوس یہ ہی کہ پانچ برس کے انقطاع کے بعد مین نے جو تعلق اختیار[1] کیا وہ صرف اس لیئے تھا کہ ایک زنجیر پائُو مین پڑجائے تاکہ مارا مارا نہ پھرون، لیکن بد قسمتی دیکھو کہ مصرع

ایک چکّر ہی میرے پاؤن مین زنجیر نہین

زندگی کے چند انفاس باقی ہین، وہ آرام سے کٹ جاتے لیکن ایسے نصیب کہان وہان ایک بات اسی سلسلہ مین ضرور ہی سُنو اور تعمیل کرو، زنانہ غالبًا بندول سے خاصڈیہ آگیا ہوگا، وہان تعلیم کے لیے مین نے فاطمہ[2] کو سخت تاکید کی تھی، غالبًا کچھ نہ کچھ ہوئی ہوگی، اب یہان کا کیا انتظام ہوگا، جو دن رائگان جاتا ہی ایک عمر عزیز کے برابر معلوم ہوتا ہی، تم خاص انتظام کرو ورنہ پہلی بنیاد بھی اُکھڑ جائیگی۔

مین ماہوار جیب خرچ کے لیئے بھیجا کرتا تھا، خاصڈیہ کیونکر بھیجون کہو تو تمھارے پاس بھیجدون، تم پہنچا دینا، اگر تمھاری رائے یہی ہو تو اس مہینے کی رقم اپنے پاس سے بھیجکر مجھکو اطلاع دو۔

تم جانتے ہو کہ حسن صورت کی نوبت ہو چکی، میری قسمت مین دونون کا اجتماع

---

[1] یعنی پہلی بیوی کے مرنے کے پانچ برس بعد دوسری شادی کی، [2] فاطمہ مرحوم مولانا کی صاحبزادی کا نام تھا،

نہ تھا، اب کوئی چیز مایۂ تسکین ہو سکتی ہی تو صرف حُسن سیرت ہی اسکے لیے سب سے مقدم تعلیم ہے۔

حیات جاوید کی نسبت رائے پوچھتے ہو، مین کچھ کہنا نہین چاہتا، تم مقلّد نہین مجتہد ہو، پھر تقلید کیون کرو اور وہ بھی چھوٹی اُمت کی۔ والسّلام

شبلی۔ ۱۷۔ جون ۱۹۰۱ء۔ حیدر آباد۔

(۴۹)

عزیزی۔

یہان کے حالات غالبًا تم نے اخبار دن مین پڑھے ہونگے، مختصر یہ کہ دنیا اِدھر کی اُدھر ہو گئی مولوی سیّد علی صاحب وغیرہ نکلے اور بقیہ نکلتے جاتے ہین، مین بھی دو چار روز کا مہمان ہون، حامد مکان پر چلے گئے اور شاید واپس آئین۔

مین چونکہ یہان سے نکل کر گھر نہ جاؤنگا اس لیئے چاہتا ہون کہ زنانہ پہلے روانہ کر دون، تمھارے ہان، اسے تعطیل ہو گی اگر تم آجاتے تو حیدر آباد بھی دیکھ لیتے اور زنانہ تمھارے ساتھ چلا جاتا، تم کو صرف آنے کا کرایہ دینا ہو گا۔ جواب سے فورًا مطلع کرو میان رشید یہین ہین اور مستقل ہین۔

داغ، شرر، سید علی بلگرامی، سیّد حسین، یادگاران زمانہ کو دیکھنا چاہو گے تو سب ہی موجود ہین۔

شبلی۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء

(۵۰)

عزیزی،

مین اچھا ہون مگر پریشان ہون، یہان برسون مین ایک چیز کا فیصلہ ہوتا ہی، میرے سررشتہ اور دائرۃ المعارف پر ایک کمیشن مٹھی ہی، اسکی رپورٹ پر فیصلہ ہوگا، لیکن مین پہلے ہی یہان کی سازشون سے سخت گھبرا گیا ہون۔

سلسلۂ آصفیہ مین ایک فرنچ مصنّف کے دو سفرنامے دکن کے اور ایک خاص دکن کی تاریخ مصنّفۂ مولوی عبدالغفور ملازم سررشتہ چھپی ہی، اور یون تو میری کتابین بھی اسی سلسلہ مین داخل ہین، الغزالی چھپنے کے لیئے گئی ہی۔

اگر یہان تک کر قرضہ ادا ہو جاتا تو مین دو ہزار پر بھی یہان کی بلکہ کہین کی ملازمت نہ کرتا۔ مین نے ندوہ مین رہنے کا عزم جازم کر لیا ہی، دیکھیئے یہ آرزو کب پوری ہوتی ہی، مولوی سیّد علی ۸۔ مارچ کو ولایت روانہ ہون گے،

یہان ایک عجیب کتاب دیکھی جو بہت ہی قدر کے قابل ہی، مرزا صائب نے اپنے انتخاب سے تمام شعراء کے کلام کا ایک مجموعہ طیار کیا تھا اِس کا بہت عمدہ نسخہ ہی ایسے بے مثل اشعار انتخاب کیئے ہین کہ اس سے بہتر ہو نہین سکتا، افسوس مالک کتاب اسکو جدا نہین کرتا[1]،

والسّلام

شبلی۔ ۵۔ فروری سنہ ۱۹ء

[1] بالآخر مولانا نے یہ کتاب خرید لی جو مولانا کے کتبخانہ موقوفہ ندوہ مین موجود ہی،

(۵۱)

تار پہونچا، نینیتل سے معلوم نہین کوئی قومی لڑکا پاس ہوا یا نہین۔

ندوہ کے روپئے اپنے پاس رکھو، اسکے تین مصرف ہین، یا تو موازنہ ترقی قومی کے مصارف کیلئے رکھو، یا نینیتل ہین اسی غرض سے بھیجدو کہ اس سے چھوٹا سا چھوٹا فرنیچر کا سامان لے لیا جائے، وہان اسکی بڑی کمی ہے۔ یا کسی غریب طالب علم کو وظیفہ مین دیدو۔

میرے حالات اب یہان نہایت خراب ہین۔

والسلام۔

شبلی۔ ۲۸- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۵۲)

عزیزی۔

حسب طلب دس جلدین مرسل ہین، ان مین درجۂ اوّل کی تین ہین قیمت بھیجدینا۔ قیمت کے علاوہ دو آنہ جلد کی قیمت ہے، اور محصول علاوہ۔

قواعد انجمن اُردو مین اسقدر اب ترمیم ہوئی ہے کہ خریداران مستقل ارکان اعانت قرار دیے گئے، تم اپنے خریدارونکو بھی مطلع کردو، انجمن کی تیار کردہ کتابین زیر طبع ہین مینے میر انیس کے کلام پر ایک مفصل ریویو لکھا ہے جو ایک کتاب کی صورت مین شائع ہوگا،

علم الکلام چھپ رہا ہے۔

والسلام

شبلی۔ ۷- نومبر سنہ ۱۹۰۳ء

حیدرآباد۔

(۵۳)

مین مستعفی ہو کر وطن آگیا، اگرچہ مدار المہام کو میرے قیام پر اصرار تھا، لیکن مین نے آخر ملازمت کے جوے کو اُتارنا ہی مناسب سمجھا۔[۵۲]

موازنہ ترقی مین جو اضافہ ہوا ہو بھیجدو، اور یکشنبہ کو اگر یہان آسکتے ہو تو مطلع کرو۔

والسّلام

شبلی۔ ۵۔فروری ۱۹۰۵ء

اعظم گڈھ

(۵۴)

عزیزی۔

شعر العجم کا نامقبول ہونا معلوم تھا، لیکن "یک کس مردہ باشد مردہ باشد، از قاعدۂ حکمت نباید گذشت" ایک علمی کتاب ناول نہین بنائی جا سکتی تھی۔ جب سے شائع ہوئی ہے ہر طرف سناٹا ہے، حسن ظن کی بنا پر کچھ لوگون نے منگوائی وہ بھی پچھتاتے ہون گے، لاگت بھی وصول ہونیکی اُمید نہین، مقدور والون کو کتاب مستعار دینا یورپ کے اُصول کے خلاف ہے۔

مسلم لیگ کے تقاضہ پر دلّی جا رہا ہون، وہان سے آکر جونپور آسکونگا۔

جو خط کسی قدر خاص ہون، اُن کو سید سلیمان کے پاس نہ بھیجو[۵۳]، فرصت کے وقت

۵۲ مولانا کا حیدر آباد مین اپریل ۱۹۰۱ء سے جنوری ۱۹۰۵ء تک ۳ برس ۱۰ مہینے قیام رہا۔ ۵۳ بغرض اندراج مکاتیب شبلی۔

مین خود دیکھکر فیصلہ کرلونگا۔

شعر العجم کے دوسرے حصے کسی قدر دلچسپ ہین،

شبلی۔ ندوہ

۲۷- جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۵۵)

عزیزی۔

الغزالی۔ عبداللہ خان، کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد کے پتہ منگوالو، مین نے بھی وہین جا کر لی، تم میرے پاس آجاتے تو بڑا آرام ہوتا۔ اب اس قدر ضعیف ہو گیا ہون کہ معمولی کھانے پینے کا انتظام بھی سخت گران معلوم ہوتا ہی، نوکر معتبر نہین ملتے،

صرف ایک دو گھنٹے صبح کو کچھ لکھ لیتا ہون، باقی تمام دن بیکاری مین گذرتا ہی مطلق کوئی چیز نہین لکھ سکتا۔

نالۂ شبلی کے چھاپنے والے مدعی ہین کہ رقم کسی قومی کام مین دین گے، مجھ سے تو پہلے پوچھا تک نہین۔

سیرۃ النبی۔ بقدرِ امکان ہوتی جاتی ہے، یہ عمر بھر کا حاصل اور وسیلۂ نجات ہے۔

عجم کی مدح کی، عباسیون کی داستان لکھی
مجھے چندے مقیمِ آستانِ غیر ہونا تھا

مگراب لکھ رہا ہون سیرت پیغمبر جناب ختم   خدا کا شکر ہے یون خاتمہ بالخیر ہونا تھا

شبلی۔ لکھنؤ

۷ جنوری ۱۹۱۳ء

(۵۶)

ہان نسبتہً بہت اچھا ہون، دوگنی بلکہ چوگنی ترقی ہوئی ہے، تاہم صرف ایک وقت کی غذارہ گئی ہی اور وہ بھی دو توس۔

تمھاری تعطیل کب شروع ہوگی، اب کی تعطیل مین ضرور بمبئی آؤ اور شرط یہ ہی کہ مولوی عمر صاحب کو لیتے آؤ، تم نے بمبئی جو دیکھی وہ کچھ اور تھی اور اب اور ہے۔ بہرحال مولوی صاحب کو ضرور آمادہ کرو، مین صحت کے خیال سے ابھی یہین رہنا چاہتا ہون۔

سیرۃ نبوی کے چھپنے کا بھی یہین بندوبست کرنا چاہتا ہون۔

اُردو مین تاریخی نظمین جو مین نے الہلال مین لکھی تھین علی گڈھ والے علیحدہ مع فوٹو چھپوا رہے ہین۔

ایک مشہور ہندوستان کا دستی مصور جو اپنے کمال فن دکھانے کے لیئے ولایت جارہا ہی اُسنے میری دستی تصویر اپنے شوق سے طیار کی ہے،

شبلی

۱ ستمبر ۱۹۱۳ء

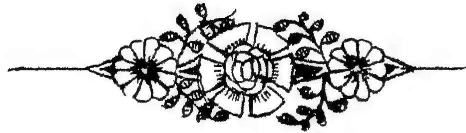
(۵۷)

افسوس ہے کہ تم سے ملاقات نہو سکی۔ مین اب دائم المرض ہون، غذا آٹھ مہینہ سے صرف ایک وقت ہی۔ ضعف بڑھتا جاتا ہی، اسپر بھی خدا کا شکر ہے کہ صبح کے ایک دو گھنٹے لکھ لیتا ہون، اعظم گڈھ کا بنگلہ خالی کرا لیا ہی، کسی قدر آراستہ ہو جائے تو قصد ہی کہ گرمیون مین آکر رہون، تم اب پنشن لو، اور کچھ برادری کا کام کرو یعنی نیشنل اسکول کو سنبھالو، میان اسحاق بھی تعطیل کا زمانہ اسپر صرف کرنا چاہتے ہین اور میان حامد نے تو یہان اُپج کی لی ہے، کہ مین اگر اعظم گڈھ مین رہون تو وہ پیشکاری چھوڑ کر اسکول کا کام کرینگے، خیر عمل نہین نیت تو اچھی ہے۔

مضامین عالمگیر کے لیے دفتر ندوہ کو لکھدیتا ہون۔ جدید[1] اردو نظمین تم آگرہ سے لائے ہو گے، پولٹیکل نظمین بھی ایک صاحب چھاپ رہے ہین، یہ بڑھاپے کا زور ہے۔

شبلی۔ لکھنؤ۔

۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء



[1] کلیات شبلی دیکھو مکتوب ۱۸۹۔

۹۔ مولانا حبیب الرحمٰن خان[1] صاحب شروانی رئیس بھیکم پور (علی گڈھ) کے نام

(۱)

تسلیم، خط پہونچا۔ مسوّدہ مطبوعہ[2] ارسال ہی، جناب نواب عبدالشکور خانصاحب[3] کو بھی دکھلائیگا۔ لیکن ابھی زیادہ تعمیم منظور نہین۔

مین نے علم کلام پر لکھنا شروع کر دیا ہی، اس فن کی کتابین دور دور سے آرہی ہین، اُس قلمی کتاب کی نقل کا سامان کیجیئے۔

والتسلیم
شبلی نعمانی۔

۸۔ فروری سنہ ۱۸۹۹ء

---

[1] مولانائے مرحوم اور جناب مولوی صاحب موصوف مین تعلقات نہایت راسخ اور قدیم تھے، المامون جب نکلی ہی تو مولوی صاحب نے اسپر ریویو لکھا تھا، یہ تعلقات کی ابتدا ہی، جیساکہ مولانائے مرحوم خود فرماتے تھے، سلسلۂ مکاتیب کی ابتدا سنہ ۹۹ء سے ہوئی ہی، یعنی تقریبًا اُس زمانے سے جب مولانا نے علیگڈھ چھوڑا۔

[2] متعلق انجمن ترقی اُردو۔

[3] عم بزرگوار مکتوب الیہ، جنھون نے سفر حج مین وفات پائی۔

(۲)

تسلیم۔ اصل یہ ہے کہ میری تمام بیماریوں کا سبب معدہ کا فساد ہے اور ابتک نہیں گیا۔ غذا ٹھیک ہضم نہیں ہوتی، کئی کئی وقت بھوک نہیں لگتی، کبھی نفخ رہتا ہے کبھی قبض، اور اکثر تبخیر، ان اسباب سے نہ قوت آتی ہے نہ ظاہر حال میں تندرستی معلوم ہوتی ہے، شب و روز پلنگ پر پڑا رہتا ہوں۔ ضروری ڈاک کے لیئے ایک ملازم بمشاہرہ دس روپیہ رکھ لیا ہے۔

والسلام شبلی نعمانی

۱۵- فروری ۱۸۹۹ء

(۳)

بدستور بیمار ہوں، دو تین دن سے بخار کی شدت ہوگئی ہے۔

مسٹر آرنلڈ نے دیوان منوچہری[1] مطبوعہ یورپ مستعار مانگا ہے، براہ مہربانی آپ اپنا نسخہ ان کے پاس لاہور کالج کے پتہ سے بھیجدیجیئے۔ کیا الفاروق پر ریویو لکھنے کا ارادہ نہیں؟ یا وہ اس قابل نہیں؟

شبلی نعمانی

۱۸- اپریل ۱۸۹۹ء

---

[1] منوچہری غزنوی دور کا مشہور شاعر ہے، اسکا دیوان ایران میں بھی چھپا ہے لیکن نہایت غلط، فرنچ مستشرق کزمرسکی نے پیرس سے اسکا نہایت عمدہ اڈیشن مع ترجمہ فرنچ و حواشی کے شائع کیا ہے۔

(۴)

مخدومی - مین نے خود الفاروق کی اطلاع آپ کو دی تھی - غالبًا خط تلف ہو گیا - مین ابتک صحیح نہین ہوا - الفاروق بھیجی جائیگی، لیکن چونکہ آپ درجۂ اوّل کے طالب ہین اور وہ مجلد ہو رہی ہی اسلیئے ذرا دیر ہوگی -

والسّلام - شبلی نعمانی

۸ - مئی ۱۸۹۹ء

(۵)

بہتر ہی معارفؔ[1] مین بھیجدیجیئے لیکن پہلے اِن سے پوچھ لیجیئے کہ چھاپین گے بھی یا نہین، اڈیٹر صاحب مجھ سے خفا ہین - مین اب ڈاکٹری علاج کر رہا ہون، ایسی زندگی سے تنگ آگیا ہون جسمین آپ صاحبون سے ملنا بھی نہین ہو سکتا -

شبلی - ۱۰ مئی ۱۸۹۹ء

(۶)

اَب اداے حق دوستی کا وقت ہی حکیم عبد المجید[2] خان صاحب کو میرے معالجہ کے متعلق خط لکھیئے، اِن کا جواب آلے تو سفر کا قصد کرون - آپ بھی دلّی تک چلین، ظن غالب ہی

---

[1] الفاروق کے ریویو کے نسبت ہی، کہ رسالہ معارف مین بھیجدیجیئے - یہ اڈیٹر صاحب وہی ہین جو آئندہ مسلم گزٹ کے اڈیٹر ہوئے - ۱۲۰ - ۵۵

[2] خاندان دہلی کے مشہور طبیب اسسہ مین وفات پائی ،

کہ نواب محسن الملک بھی چلین گے،

شبلی

۱۸۔مئی ۱۸۹۹ء

(۷)

حال مین ایک اسسٹنٹ سول سرجن مسلمان آگئے، اُنھون نے عجیب گرمجوشی سے علاج کیا، اور اس سے کچھ فائدہ بھی ہی، اس لیے میرے دوسرے عریضہ تک کچھ انتظام نفرمائیے۔ البتہ حکیم صاحب کا جو خط آئے وہ بجنسہ بھیجدیجیے۔ ریویو[1] کہان بھیجا؟

شبلی نعمانی

۱۸۹۹ء

(۸)

خط پہونچا، مشکور کیا۔ ڈاکٹری علاج سے بہت فائدہ ہی۔

ادب الکاتب ناقص خریدنے کی کیا ضرورت ہی، مصر مین مکمل چھپ گئی ہے، مثل السائر کے حاشیہ پر۔

دارالعلوم کی کل مین نہایت ذلیل پرزے لگائے گئے۔ کیا قوم کو اسقدر امیدین دلاکر دیوبند وغیرہ سے بھی گھٹیا مال دینا چاہیے۔

شبلی۔ ۱۱۔جون ۱۸۹۹ء

---

[1] الفاروق کا ریویو۔

(۹)

ابھی تو مین کیا صحیح ہون لیکن کچھ اُمید بندھی ہے، شاید صحیح ہو جاؤن - آپ اس بات کیلئے طیار رہین کہ اگر خدا نے صحت کامل دی تو مین اپنے تمام خالص دوستون کو مدعو کرون گا، جن مین مولانا حالی، خواجہ عزیز الدین - میر ولایت حسین، وغیرہ ہون گے، آپ کو بھی تکلیف کرنی پڑے گی، ورنہ اپنے نیازمندون کی فہرست سے میرا نام آپ کو نکال دینا ہوگا،

ندوہ کی بیماری لاعلاج ہے،

شبلی ۱۰ - جون سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۰)

کیا آپ واقعی یہان جلوہ فرما ہون گے، اور کیا درحقیقت ع

میرے ویرانہ مین ہو جائیگی دم بھر چاندنی،

نامۂ والا کو بار بار پڑھتا ہون اور اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہون ع

سچ سچ بتا یہ حرف اُنھین کے قلم کے ہین،

شبلی - ۲۵ - جون سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۱)

جیسے آج معارف آیا - ریویو[1] پڑھا اور بار بار پڑھا - خدا کی قسم دیر تک ایک کیفیت

---

[1] ریویو بر الفاروق نوشتہ مکتوب الیہ، شائع شدہ رسالۂ معارف،

طاری رہی، اگر خودستائی کا پہلو نہ نکلتا تو مین اسکو الفاروق کے ساتھ شامل کرکے شائع کرتا زور قلم، ندرت استعارات، واقعہ طرازی، کس کس چیز کی داد دون۔ ہان اب ایک بات سنیئے یہ زور قلم مضمونون اور رسالون پر ہی ختم نہین ہونا چاہیے وسعت خیال اب مستقل تصنیف کا میدان چاہتی ہے، متوجہ ہوجیئے اور کوئی مفید سلسلہ چھیڑ دیجیے۔

ہان ایک اور بات ہے، ایک کانفرنس اٹلی مین ہے آرنلڈ ۲۶ جولائی کو روانہ ہونگے مجھکو بلاتے ہین مین ضعف کی وجہ سے رُکتا ہون، اگر آپ کی ہمسفری کی امید ہو، تو مین قوی ہو جاؤنگا۔ کیا آپ قصد کرسکتے ہین؟ اسی سیر مین ممالک اسلامیہ کو بھی لپیٹتے آئین گے، پانچ سات سو کا خرچ ہے آپ چاہین تو ذرا ٹھہر کر بھی چل سکتے ہین۔

والسلام - شبلی - ۵ - جولائی ۱۹۰۹ء

(۱۳)

مخدومی - مین نسبتہً بہت اچھا ہون تاہم ضعف اسقدر ہے کہ ۱۰ منٹ تک بات نہین کرسکتا۔ مین نے اپنے لئے تین تجویزین پیش نظر رکھی تھین۔

قرآن مجید پر ریویو (نعوذ باللہ جرح مراد نہین) اس مین فن بلاغت و فلسفۂ کلامیہ کے دقیق مطالب ادا ہوتے۔ عرب کی شاعری کی تاریخ۔ امام غزالی کی لائف جس مین علم کلام پر پورا ریویو ہوتا کیونکہ موجودہ علم کلام کے موجد وہی ہین، ان مین سے آپ جو پسند کرین مین اسکو چھوڑ دون۔ ہان ایک مضمون اور تھا یعنی مسلمانون کے فن تاریخ کی تاریخ لیکن یہ بہت استقراء چاہتا ہے جس کے لیئے آپ ابھی طیار نہین ہوسکتے۔

آپ کو اگر مرغوب ہو تو فارسی شاعری کی تاریخ اور ہر عہد کی خصوصیتیں اور ترقیاں کیجیے۔ ان تمام مضامین میں آپ کو [illegible] سکتا ہوں۔ مواد تحریر یعنی اصل مضامین وغیرہ وغیرہ سب سامان مہیا کردوں گا یہ بھی ممکن ہے کہ ہم آپ ملکر کوئی کتاب لکھیں اور ترکوں کی طرح وہ مرکب نام سے شائع ہو مثلاً حبیب شبلی، غرض جدھر رخ کیجیے میں غاشیہ برداری کیلئے حاضر ہوں۔ یورپ کی سیر سے ناحق آپنے جی چرایا، ایسا موقع قیامت تک نصیب نہ ہوگا۔

شبلی۔ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۳)

مخدومی۔ معاف کیجیے، اسوقت کاغذ نہ تھا، اس لیے آپکی زلہ برداری کی۔ امام غزالی کی لائف کا پہلا حصہ گو تفحص طلب ہے، لیکن آپ اسکو بخوبی انجام دیں گے۔ میں تمام ماخذ عرض کردوں گا۔ لیکن اصل چیز انکی کتاب تہافت الفلاسفہ کا ریویو ہے، جس پر ابن رشد نے رد لکھا ہے۔ میں نے فلسفہ بڑی محنت اور تدقیق سے پڑھا اور مدتوں اسمیں منہمک رہا (علیگڈہ آنے سے پہلے) باوجود اس کے میری سمجھ میں وہ کتاب نہیں آئی۔ مولوی فاروق صاحب سے پڑھنا چاہا وہ بھی کترا گئے۔ میں نے چند دفعہ الغزالی کے کئی کئی صفحے لکھکر اسی خیال سے چھوڑ دیئے کہ انکی کتابوں پر ریویو نہ ہوسکا تو کیا فائدہ؟ اس کے علاوہ پورے علم کلام کی تاریخ اور اس پر ریویو لکھنا پڑے گا۔ اس کے سامان کے لیے میں مصر سے کتابیں نقل

۱؎ یعنی اورینٹل کانفرنس کی شرکت جو امسال اٹلی میں ہونے والی تھی، دیکھو مکتوب ۱۱

کرانا چاہتا ہون - اسکا بھی ابھی سامان نہین، فارسی کے لیے مین ابھی سے طیار ہون -

والسلام - شبلی - ۱۶ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۴)

مخدومی - امام غزالی کی علمی حالت سُنیئے فقہ شافعیہ کی علمی تدوین و ترتیب کی بنیاد امام الحرمین نے ڈالی، پھر امام غزالی نے تین کتابین وسیط، بسیط، وجیز لکھین، انکے بعد ان کتابونکی بے انتہا شرحین لکھی گئین اور بعد کی تمام تصنیفات انھین سے ماخوذ ہین اور انھین کی تغیر شدہ شکلین ہین - اُصول فقہ مین نئے طریقہ کی سب سے پہلی کتاب امام صاحب نے لکھی جسکا نام منخول ہی اور وہ مدتون میرے مطالعہ مین رہی ہی یہ نہایت زور کی کتاب ہی اور بخلاف امام کی اور تصانیف کے عبارت اسکی دقیق ہی، اُصول مین اور بھی انکی کتابین ہین - مرنے سے ایک برس پہلے اِسی فن مین ایک کتاب مستصفی لکھی جو میری نظر سے گذر چکی ہی - تصوف مین بیشمار کتابین ہین جنکا استقصا بھی مشکل ہی - علم کلام مین وہ بخیال خود موحد ہین، اور اسمین انکی بہت سی تصنیفین ہین - انکے بعد شیخ الاشراق نے فلسفۂ اسلامی کے نام سے کتابین لکھین، انمین حکمۃ الاشراق سب سے عمدہ ہی جو میرے مطالعہ مین بہت رہی ہی اور انکے بعد امام رازی نے مطالب عالیہ، نہایۃ العقول، اربعین، مباحث مشرقیہ لکھین یہ سب کتابین ضخیم ہین اور بجز دو کے سب میری نظر سے گذری ہین، امام غزالی نے فلسفۂ و منطق کو بھی صاف کر کے لکھا اسمین انکی یہ کتابین ہین - محک النظر، مقاصد الفلاسفہ منخل وغیرہ - عیسائیون کے رد اور انجیل کی تحریف مین بھی ایک کتاب لکھی ہی جس کو مین

دیکھ چکا ہون، یہ کتابین جب تک مہیا نہون اور جب تک اُنپر بلکہ اصل علوم پر ریویو نہ کیا جائے انکی لائف لکھنی بیکار ہی۔ ریویو کے لیے اصل فن پر احاطہ کرنا پڑتا ہی گو لکھا کم جاتا ہی مگر وہ بہت وسعتِ نظر اور خوض و فکر کا نتیجہ ہوتا ہی، ایک بات یہ ہی کہ فلسفہ شرعیہ کے بہت سے مسائل کی نسبت ان کا طرزِ تحریر یہ ہی کہ وہ مسائل انکی ایجاد ہین، حالانکہ متعدد تحقیقات کو مین نے بوعلی سینا کی کتاب مین پایا اس لیئے ان کے کہنے پر اکتفا نہین ہو سکتا بلکہ ہر جگہ سے پتہ لگانا پڑے گا، ان مشکلات کو خیال کر کے قلم اُٹھائیے، مین بہت کچھ اس کے لیے طیار ہو چکا ہون تاہم ہمت نہین پڑتی، بیسون صفحے لکھکر چھوڑ دیئے ہین، امام صاحب کی جن تصنیفات کا مین نے نام لکھا ہی گو اکثر میری نظر سے گذری ہین لیکن نہایت نایاب ہین اور مشکل سے بہم پہونچین گی، مستعار ملنا بھی مشکل ہے۔

فارسی پر درحقیقت مجھکو صرف عالمِ خیال سے کام لینا پڑے گا، کیونکہ فارسی کا ایک دیوان بھی میرے پاس نہین جو کچھ ہی صرف دماغ مین ہی۔ ابتدائی کام اس کے یہ ہین۔

(۱) اس کے ادوار کی تقسیم مجمع الفصحا مین چار دور قرار دیئے ہین (۲) ہر دور کے خصوصیات شاعری، اور متروکات الفاظ و محاورات (۳) بڑے بڑے شعرا کے کلام پر ریویو (۴) شاعری سے ملکی، اخلاقی، معاشرتی اثر کیا پیدا ہوئے۔

شبلی نعمانی

۲۶- جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۵)

کارڈ پہونچا۔ خواجہ[۵۱] صاحب کو لکھدیا گیا ہے۔

۱۴۔ اگست کے اجلاس ندوہ مین اگر آپ آئے، اور ضعف کی وجہ سے نہ آسکا تو ادہر آنے کے لیے طیار رہیئے گا اسقدر قریب آکر آپ بچ نہین سکتے۔ علی گڈھ سے بھیکم پور تک جس تکلیف سے مین حاضر ہوا تھا، اعظمگڈہ تک آنے مین اس سے کہین زیادہ آسانی ہے لکھنؤ سے بنارس اور بنارس سے سیدھے اعظمگڈھ، برابر ریل کا سلسلہ ہے، بنارس اور جونپور دیکھنے کے قابل شہر ہین۔

والسلام۔ شبلی نعمانی۔

۷۔ اگست سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۶)

اکبر، جہانگیر، اور شاہجہان کی علمی نفاست پسندیون کے وہ نمونے آج کل یہان[۵۲] آگئے ہین کہ عقل کی وسعت اس کے اندازہ سے کمی کرتی ہے ہیئت کے نوادر، انمین کتاب الآلات[۵۳] کا بھی ایک عمدہ نسخہ ہے۔

لیکن مین جس چیز کی ترغیب دیتا ہون وہ خوشنویسون کے قطعے اور تصاویر ہین،

---

[۵۱] خواجہ عزیز الدین لکھنوی۔ [۵۲] لکھنؤ۔

[۵۳] فن میکانکس یعنی آلات سازی پر عربی زبان مین ایک سالہ ہے، مولوی سید علی بلگرامی کے مشورہ سے آگے اس کے طبع و اشاعت کا ذکر ہے، اس مین جابجا کلون کی تصویرین بھی ہین،

خدا بخش[۱] خان وغیرہ کے خزانے بھی اِن جواہرات سے خالی ہین، ابھی قیمتین متعین نہین ہوئین، ایک آدھ پر مین بھی حوصلہ آزمائی کرونگا۔

شبلی نعمانی ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

(۱۷)

تسلیم۔ خط اور کارڈ پہونچا۔ یادداشت کا ترجمہ جسطرح چاہے کیجیے، آپ کرین یا منجانب کمیٹی۔ دونون ایک سی بات ہی، بے شبہہ اور قطعاً حدیث کا حصہ زیادہ ہونا چاہیے لیکن بغیر انتخاب کوئی کتاب مستقل اس قابل نہین[۲] ہے۔

دینیات کی سوسائٹی عمدہ تجویز ہے لیکن ابھی نہین، کالج مین مذہبی رنگ آجائے تب

والتسلیم۔ شبلی ۲۶ محرم ۱۳۲۰ھ

(۱۸)

مخدومی۔

مین صحیح ہوچلا ہون، اور ساتھ ہی دار العلوم کا خیال آیا۔ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب[۳] عیادت کو آئے تھے، اور ابھارا[۴]، بہرحال مین نے عالم خیال مین وہان جانیکی

---

[۱] صاحب کتب خانہ بانکی پور۔

[۲] علی گڈھ کالج کے نصاب دینیات سے متعلق ہی جس کے مکتوب الیہ ناظم ہین،

[۳] فرزند مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، مولانا کے استاذ زادہ

[۴] اور آخر ہی مولانا کے شدید مخالف ثابت ہوئے،

طیاریان شروع کین، لیکن یہ فرمائیے کہ کام کیا کرون گا۔ منشی اطہر علی صاحب[۵۱]، مولوی خلیل الرحمٰن صاحب، مولوی فاروق صاحب پرنسپل دار العلوم اِن لوگونکے دماغ مین دار العلوم کا اتنا ہی منشا ہی کہ اِس سے ایسے طلبا نکلین جنھون نے کتب درسیہ کو سمجھکر پڑھا ہو اور بس، اِس پر کچھ اضافہ یا اسمین کچھ کمی اُن لوگون کو سخت بدگمان کرتی ہی، زبانی گفتگو سے اِس راز کا اچھی طرف انکشاف ہو گیا، پس یہ کام ارکان موجودہ کر رہے ہین اور مجھکو چوکارے بے فضول مِن الخ پر عمل کرنا چاہیئے۔ انگریزی کے نام سے اِن لوگون کی روح نکل جاتی ہے،

اگر آپ یا اور ارکان مجھسے کام لینا چاہتے ہین تو بتائین کہ مین کیا کام کرون، میری جو تجویزین ہین تو وہ وہان چلنے نہ پائین گی، البتہ یہ ہوگا کہ گروہ بندیان اور نزاعین قائم ہون۔ پھر لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ[۵۲]۔ سوچ سمجھکر جواب لکھیئے، اور مولوی محمد علی[۵۳] صاحب سے مشورہ کیجیئے۔

والسلام

شبلی۔ گونڈہ، شفاخانہ

۲۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

---

۵۱ خان بہادر منشی اطہر علی صاحب وکیل وسکرٹری انجمن تعلقہ داران اودھ، ندوہ کے بڑے ہمدرد تھے، صوفی مزاج تھے ۱۹۰۶ء مین مدینہ منورہ مین وفات پائی،

۵۲ یہ پیشینگوئی بالکل سچ نکلی، ۵۳ مولانا سید محمد علی صاحب ناظم اول ندوۃ العلماء۔

(۱۹)

اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ ندوہ کی خدمت کرسکون تو دس پندرہ دن کے لیے لکھنؤ مین آکر قیام کیجیے۔ مین کارروائی اور طرزِ عمل کا نقشہ پیش کرونگا، اس پر رائے دیجیے اور ارکان بھی پورے غور و فکر کے ساتھ بحثین کرین، پھر جو امر منقح قرار پائے اس پر عمل کیا جائے اور اس کا خاکہ ڈالا جائے۔

اسوقت جسطرح کام ہو رہا ہے، اسمین شریک ہونا مین قومی گناہ سمجھتا ہون اور لطف یہ کہ بڑے بڑے ارکان کے نزدیک وہی معراجِ خیال ہے، پھر میری کھپت وہان کیونکر ہوسکتی ہے اتمام حجت کے لیے مین جلد تر لکھنؤ جانے والا ہون۔ والسّلام

شبلی۔ گونڈھ۔ شفاخانہ۔ ۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء

(۲۰)

جلسۂ انتظامیہ مین مین نے باقاعدہ انگریزی کے داخل کرنیکی تحریک کی تھی اور اصرار کیا تھا کہ تحریک درج تحریر کیجائے، البتہ اسپر بحث نہین ہوسکی، لیکن اسکی کیا وجہ ہے کہ کارروائی مین میری تحریک لکھی بھی نہ جائے۔

مولوی عبدالحی[1] صاحب آپکی اجازت کے طلبگار ہین کوئی وجہ نہین کہ آپ اجازت نہ دین۔

والسّلام۔ شبلی

علی گڈھ۔ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء

---

[1] نائب ناظم سابق و ناظم حال ندوۃ العلماء۔

(۲۱)

مخدومی

بات تو کچھ نہین لیکن مولوی عبدالحی صاحب کی بہانہ جوئی اور آپ کے خارق العادۃ نسیان پر تعجب آتا ہی۔ یہ امر معمولی حیثیت سے نہین بلکہ رد و کد کے ساتھ ظہور مین آیا تھا جب مین نے دیکھا کہ انگریزی کے مسئلہ پر گفتگو نہین ہوتی تو مین نے کسی قدر سختی کے ساتھ کہا کہ اس سے کیون گریز کیا جاتا ہی، آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص محرّک نہین، مین نے کہا کہ مین ہون اور میرا نام لکھا جائے۔ مولوی یونس خان نے کہا مین تائید کرتا ہون۔ البتہ آپ کی خاطر سے مین نے پھر اسپر بحث نہین کی۔ اب بحث طلب صرف یہ امر ہی کہ مین نے نائب ناظم سے کہا یا نہین کہ میرے نام سے یہ تحریک لکھی جائے۔ اگر مین نے کہا تو اُنھون نے لکھی یا نہین۔ نہین لکھی تو کیون، اور لکھی تو اُسکے درج کارروائی کرنیسے کیون انکار ہی، صدر انجمن کو یہ حق البتہ ہی کہ کسی تحریک کو پیش کئے جانیسے روکدے، یہ حق نہین کہ یہ بھی کارروائی مین درج نہونے دے کہ فلان شخص نے اسکو پیش کرنا چاہا تھا یا پیش کیا، جلسہ کے بعد مین نے آپسے پوچھا کہ آپ کیون اسقدر اس بحث سے کتراتے ہین، آپنے کہا تھاری بدنامی کے ڈر سے۔ باوجود ان تمام باتونکے اگر آپکو یہ تمام معرکہ بھول گیا تو نظیری کا یہ مصرع سمجھ مین آگیا۔

؎ آنکہ نسیان آورد خاصیتِ یادِ من است

مجھکو اس تمام بے اعتنائی پر واقعی رنج و افسوس ہے۔ والسلام

شبلی۔ علی گڈھ۔ (دسمبر ۱۸۹۹ء)

(۲۲)

مکرمی۔

عزیزی مولوی حمید الدین کا کچھ کلام چھاپا گیا ہی، ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔ اخیر کے دونون قصیدے ملاحظہ فرمائیے۔ فارسی زبان اس کا نام ہے۔

والتسلیم۔ شبلی۔ ۱۴ امئی سنہ ۱۹۰۰ء

(۲۳)

مکرمی۔

دینیات کی رپورٹ کا کیا نتیجہ ہوا[1]۔ اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر پیش ہوا۔ یا نہین، اور کارروائیان ممبرون نے کیا کین۔ ندوہ کے جلسہ مین کیا آپ لکھنؤ آئین گے؟ سیوطی کی اشباہ والنظائر فن نحو مین جو ایک کتاب ہی، اور فن نحو کی تاریخ اور فلسفہ ہی، چھپ گئی ہی، آپ نے نہ منگوائی ہو تو مین بھجوا دون ۸؎ قیمت ہے، بڑی کتاب ہی۔ مصر سے آجکل چند جدید کتابین آئی ہین ان مین سے ایک فلسفہ جدیدہ پر ہے،

والسلام

شبلی۔ ۱۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

(۲۵)

مکرمی۔

والا نامہ پہونچا۔ اختلاف آرا بھی کیا چیز ہی حیات جاوید کو مین لائف نہین

[1] دیکھو مکتوب ۱۷۔

بلکہ کتاب المناقب سمجھتا ہون، اور وہ بھی غیر مکمل، خیر وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ کتاب الآلات[1] سررشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا مقصود ہی۔ آپ وہ نسخہ بھیج دیجیے اور اگر اپنے نسخہ منقولہ مین تصویرین بنوائی ہون تو وہ بھی یہان بہت اچھی بن سکتی ہین

غزل دیکھی بعض شعر بہت اچھے ہین مثلاً "چو آشنا نگہی کرد" الخ جو الفاظ بیکار او بھدے ہین ان پر خط کھینچ دیا ہی "ضیاے شمع تراشب چراغ ویرانہ" محض شمع ہونا چاہیئے۔ اور ضرورت ہی ہو تو ضیاء" کے بجائے "فروغ" ہونا چاہیئے۔ "دیدہ مخمور" کے بجائے "نرگس مخمور" ہونا چاہیئے۔ "انداز ناز جانانہ" یاد نہین کہ "انداز" کے جو معنی اُردو مین فارسی مین بھی آئے ہین۔ "بہ قلب خویش" "قلب" کا لفظ بہت بھدا ہی۔ "بہ صف لشکری" ہی بالکل ناجائز ہی، محض لشکر کہیئے عروض کے رو سے بھی جائز ہے،

والتسلیم۔ شبلی نعمانی۔

۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

(۲۵)

تسلیم۔

کتاب الآلات کی تصاویر کے لیے رعد کو لکھیئے وہ کوئی انتظام کر دین گے،

---

[1] فن آلات سازی (میکانکس) پر عربی زبان مین وہی کتاب ہے جس کا ذکر مکتوب ۱۶ مین گذر چکا ہے" سررشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا چاہا تھا، لیکن مولوی سید علی کے ریاست سے نکلنے کے بعد یہ تجویز یونہی رہ گئی، دیکھو ۲۶ و ۳۰،

یا علمی جنتری والے کو۔ جہانگیر کا مرقع[1] عیش بھیجیے لیکن بہت جلد کیونکہ مین عنقریب یہان سے روانہ ہوتا ہون۔ یورپ کی مطبوعات اس دفعہ تو مین نے نہین منگوائین بلکہ مولوی سیّد علی کی ہفتہ وار ڈاک مین آئی تھین، اور حقیقت یہ ہو کہ کوئی کہان تک منگوائیگا، یورپ نے ارادہ کرلیا ہو کہ قدمائے اسلام کی کل تصنیفات چھاپ دے۔ اسی کے ساتھ قیمتین بہت گران ہین، حال مین جو کتابین چھپکر آئین اُن مین سے ایک کا نام بھی مین نے نہین سُنا تھا، اور یہ سب اعلیٰ قدیم تصنیفات ہین۔ انکے نام یہ ہین۔

تاریخ ایران[2] ثعلبی جس کے ایک حصّہ کی قیمت لـہ، ہو، کتاب المحاسن والمساوی، بیہقی، عجیب کتاب ہو۔ عیون الاخبار ابن قتیبہ۔ کتاب البخلاء للجاحظ وغیرہ وغیرہ،

آپ کے جواب پر مین نے ایک مفصل خط مولوی عبدالحیٔ صاحب کو لکھا تھا، وہ شاید آپ تک نہین پہونچا۔ حقیقت یہ ہو کہ ندوہ کی حالت دیکھکر ہمت ٹوٹ جاتی ہو۔ بوسیدہ ارکانون کا تو یہ حال ہو کہ اس دفعہ بھی شرح عقائد نسفی۔ ہدیہ سعیدیہ۔ نورالانوار درس مین تجویز کی گئی ہو، اور مولوی حفیظ اللہ نے کی ہو، بیچارہ نے ان کتابون کے سوا اور نام بھی تو نہین سُنے ہین۔

ایک ہمارے روشن خیال شروانی ہین جن کو مین اپنا امام کہتا ہون، اُن کا یہ حال ہو کہ انگریزی کے نام سے اُن کو لرزہ آتا ہو۔ بڑی مشکل سے مسلمانون کے پھسلانے کو

[1] مکتوب الیہ کے پاس قدیم تصویرون کے بہت سے شاہی نادر مرقع ہین جن مین سے ایک یہ بھی ہو جہانگیر بیٹھا ہو، کنیزین ادب سے کھڑی ہین شراب کا دور ہو، [2] غرر تاریخ الفرس نام ہو۔ دیکھو سلیمان ۵۸،

تجویز پر راضی ہوئے تو عمل درآمد مین حیران ہین، حالانکہ تمام طالب العلمون کو انگریزی پڑھانا مقصود نہین، نہ میرا یہ خیال ہی، صرف اسقدر مقصود ہی کہ دو چار لڑکے انگریزی بھی پڑھین۔ اتنی ذراسی بات اِن کے نزدیک اتنی عظیم الشان ہی جسقدر محسن الملک کی فرضی یونیورسٹی!

ان ہمتون پر کوئی کیا کمر باندھے۔ والسلام۔

شبلی نعمانی۔ حیدرآباد۔ ۲۵۔مئی سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۶)

مکرمی۔

ندوہ کیلئے یہ بڑا نازک موقع ہی۔ نظامت کے خلوسے[۱] بہت سے نامستحق اشخاص امیدوار ہوگئے ہین۔ حقانی[۲] اور ملا عبدالقیوم کی طرف انگلیان اُٹھ رہی ہین، دونون مین سے کوئی ہوا تو ندوہ کا خاتمہ ہی، ارکان سے خط و کتابت کیجیئے اور اس موقع کو سنبھالیئے۔ مولوی مسیح الزمان اورون سے بہتر ہین۔ شاہ سلیمان تک بھی مضائقہ نہین۔

بہرحال یہ موقع سُستی اور بے پروائی کا نہین ہے۔

شبلی۔ حیدرآباد

۲۷۔جون سنہ ۱۹۰۱ء

---

[۱] بعض احباب سے مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ نے استعفا دیدیا تھا، اور نظامت کی جگہ خالی تھی، حقانی سے مراد مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی مولف تفسیر حقانی ہین۔

(۲۷)

مکرمی۔

حیدرآباد کی پولٹیکل زمین مین سخت بھونچال آیا، وزارت کا قبلہ مغرب سے مشرق کیطرف بدل گیا[1]۔ کتاب پہونچی[2]، لیکن یہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہ جلد پر کتب خانہ شروانی کی نقرئی چٹ لگی ہوئی ہے۔

غزل دیکھی، شائد نامہ وپیغام ہوچکا ہی، صرف عقد رہگیا ہی اگر ایسا ہی تو خدا مبارک کرے۔ غزل کے متعلق اپنی رائے گزارش کرتا ہون۔

ہندوستان مین آنکھون مین محبت بولتے ہین، ایران مین یاد نہین آتا اسلیئے "بچشم شوخ یار صہبائے اُلفت موجزن خواہد شدن" کھٹکتا ہی، وہان مہر ومحبت کو نگاہ کے ساتھ باندھتے ہین۔ "جان تازہ وصل جانم الخ" تازہ کی ہ کو اتنا لمبا اور پورا نہین ادا کرتے بلکہ اِس لہجہ مین ادا کرتے ہین،

کہ بدام آمدہ ام تازہ گرفتارم شب

"دل کہ پامال وخراب الخ" اِس شعر کی بڑی خوبی یہ تھی کہ ویرانہ انجمن ہوجائے خراب ویرانہ کو بھی کہتے ہین، اِس لحاظ سے مقصد ادا ہوتا تھا لیکن پامال کے لفظ نے یہ پہلو کمزور کردیا، صرف خراب ہوتا تو خوب ہوتا۔ یا یون کردیجیئے۔

دل کہ ویران کردہ صدرِ ترکتازِ حسرت است۔

---

[1] وقار الامرا کی جگہہ راجہ کشن پرشاد وزیر ہوئے [2] شاید کتاب الالات دیکھو ۲۵

بوسہا از بسکہ گیرم بیحساب و بیدریغ" بیحساب اور بیدریغ دونون یکجا ہوکر کالیستھو نکی
زبان ہوگئی ہی، یون کر دیجیے۔

بسکہ خواہد گشت صرف بوسہائے بیدریغ

یہ مصرع بھی چسپت نہین اور کچھ کر لیجیے گا۔

ہان مین نے نظامت علوم و فنون کی خدمت قبول تو کرلی ہی لیکن اس انقلاب
مین دیکھیے یہ خدمت بھی مجھکو قبول کرتی ہی یا نہین۔

والسلام۔ شبلی۔

۲۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ انقلاب[۱] حال نے تمام اُمیدین خاک مین ملادین، اب ایام گذار رہی ہی
وہ بھی دیکھیے کب تک۔ کتاب الآلات کا چھپنا اب رہا، اسی دریا[۲] دل کے بھروسے پر
یہ کام بھی اُٹھایا گیا تھا۔ ابن خلکان وغیرہ تو مجھکو مدت سے صاحبدل لکھتے اور سمجھتے
تھے آپ نے آج سمجھا ہی، سچ ہی ایمان بالحضور ایمان بالغیب کو کب پہونچ سکتا ہی۔ آپ کی
تحسین سیر سے عیب خودگیری اور ناتوان بینی کو راسخ کرتی جاتی ہے۔ مصرع

ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنراست

[۱] حیدرآباد کے انقلاب وزارت نے [۲] مولوی سید علی بلگرامی، دیکھو ۲۹ و ۳۰۔

باقی غزلین بھی بھیجیے - اور اگر دیوان پورا کرنا منظور ہی تو وصال کی تاریخ ٹالتے جائیے ورنہ وہ ناسور بند ہو جائیگا - ایک ہم بے نصیب ہین کہ مصرع

سرما گذشت و این دل زار ہمان الخ

یورپ نے نہایت نادر تصانیف اسلامی آجکل شائع کی ہین - کانفرنس[۵۱] مدراس مین ہی آئیے تو ادھر بھی آنے کا موقع ہی - میرا پتہ اب کوٹھی معتمد تعمیرات نہین ہی - مین الگ مکان مین رہتا ہون، صرف میرا نام کافی ہی یا سر رشتہ علوم و فنون - ہان آپکا وہ مصرع بہت اچھا ہی

ع چون نخواہد داشت تاب بوسہائے بید ریغ

والتسلیم - شبلی - ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع

(۲۹)

مکرمی -

دونون خط پہونچے - انداز کا لفظ مرزا غالب کے اشعار مین یاد تھا - لیکن چونکہ وہ اہل زبان نہین اسلیئے شبہہ تھا - نئی غزل غلطی اور گرفت سے خالی ہی، لیکن چونکہ ایک خاص مضمون یعنی آرزو کا التزام ہی اسلیے طبیعت کو جولانی کا کم موقع ملا - ایسی طرحین اختیار کیجیے جنمین وسعت کافی ہو -

یہان ہر روز ایک نیا شگوفہ کھلتا ہی - سید علی[۵۲] نکل چکے اور لوگ نکلتے جاتے ہین - میرا بھی نفس بازپسین ہے - والسلام

شبلی ۷ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع

---

[۵۱] دیکھو مکتوب ۲۴ - [۵۲] شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی صاحب تمدن عرب -

(۳۰)

تسلیم - والانامہ پہونچا - میری حالت اب بھی کالمعلقہ ہی، شاید دو ایک مہینہ مین کوئی فیصلہ ہو -

نصاب دینیات[1] کے متعلق آپ نے جو مجبوریان لکھین انکا علاج میری سمجھ مین بھی کچھ نہین آتا علم کلام کے متعلق میری کتاب اگر کبھی طیار ہوئی تو شاید اسکے کچھ اجزا آپکے کام کے نکلین عبدالواسع پہونچگیا، اسکی نقل کا انتظام کیا جا رہا ہی -

ہان مولوی سید علی صاحب کی علٰحدگی کی وجہ سے کتاب الآلات کی تصاویر کا کوئی انتظام نہین ہو سکتا - اب آپکی کتاب واپس بھیجدون یا کیا کرون -

غزل دیکھی ماشاءاللہ اب تو آپ بہت پختہ کہنے لگے - اب کے بھی نکتہ چینیان کرتا ہون لیکن زبردستی ڈھونڈ کر نکالی ہین -

زرشک حسن تو تلخ است عیش شیرین را زتاب زلف سیاہ است روئے لیلی را

ترصیع کا توازن چاہتا ہی کہ دوسرے مصرعہ مین بھی خطاب کا حرف ہو - یعنی زتاب زلف تو الخ -

زعکس روئے تو آئینہ روکش گلزار بہ نطق شاد کن طوطیٔ شکر خارا

پہلے مصرع مین فعل نہین اور دوسرے مین ہی - اس سے دونون مصرعون کا تناسب اور تقابل کم ہو جاتا ہی - ترصیع مین اسکا لحاظ رکھتے ہین -

[1] دیکھو ۱۸ و ۲۴ -

مین نے بھی ایک نظم لکھنی شروع کی ہی جسکا پہلا مصرعہ یہ ہی:-

اے دکن! ائینہ بہارِ چمن جان از تست

جان قافیہ-اسکا ایک شعر زمانۂ حال کے موافق ہے۔

چون تواند کہ زہر پردہ برآرد صد نقش گرنہ نیرنگیِ این گنبد گردان از تست

اور سنئیے، حیدرآباد کی جامعیت جہان بیان کی ہی-اس انداز سے بیان کی ہی،

ہندیان نیز چو از حلقہ بگوشان تواند ہرچہ زیشان بود آن نیز کنون ہان از تست

ہان تو دعوے کن و ما نیز مسلّم داریم شبلی سحرفن و داغ غزلخوان از تست

والتسلیم، شبلی- حیدرآباد

(۳۱)

مکرمی-

یہ ایک ضروری جواب طلب عریضہ ہے۔

(۱) کلکتہ مین جہان آپ ٹھہرے ستھے اُس کا پتہ کیا ہی-قاضی صاحب جن کے ذریعہ سے آپ وہان ٹھہرے تھے ان سے خط کتابت مقصود ہے،

(۲) کتاب الآلات کی نسبت کیا ارادہ ہی-مولوی سید علی صاحب کے کتبخانہ مین عربی مطبوعات یورپ دیکھکر مین سخت حیرت زدہ ہو گیا ہون،علمی زمین نے اپنے خزانے اُگل دیے ہین، کیا کہون، اپنے علما کی بدقسمتی اور اپنی مفلسی پر افسوس آتا ہی،

آجکل یہان کی حالت سخت نازک ہی،بڑے بڑے عہدہ دار حضور نظام کے

دیرینہ عتاب مین نکالدیئے گئے، اور یہ سلسلہ ہنوز قائم ہی حسن صاحب مالک رسالہ حسن کے اخراج بھی حکم ہو چکا ہی۔ والتسلیم

شبلی۔ ۶- نومبر ۱۹۰۱ء

(۳۲)

مکرمی۔

والانامہ اور اشعار پہونچے علمائے ادب کہتے ہین کہ حسانؓ جاہلیت کے نامور شعرا مین تھے لیکن اسلام آیا اور نعت کہنی شروع کی تو ان کا کلام رتبہ سے گر گیا، فارسی مین دیکھیے نعت گو بہت کم پھیلے ہین، خسرو کے سوا، اور خیر جامی بھی سہی، باقی جتنے ہین نہایت کم رتبہ ہین اور صاف نظر آتا ہی کہ نعت گوئی نے ان کو ایسا بنا دیا ہی سچ ہی، ع رہ[1] بردم تیغ است قدم را، مقصود اس درازنفسی سے یہ ہی کہ آپ بھی اس میدان مین نہ آئیے، تو اب مقصود ہی تو درود پڑھ لیا کیجیے، معاف فرمائیے نعت کی غزل صرف پھیکی نہین بلکہ غلطیون سے مملو ہی، سنئیے، ع بر آستان پاک رسان زار نالیم زار نالی اردو ہی فارسی نہین، یا شاید میری نظر کا قصور ہو، الغت وغیرہ مین ہو تو لکھ بھیجئے گا ع اے فخر اولین و مباہات آخرین۔ موجب مباہات، یا اس قسم کا اور کوئی لفظ مباہات سے پہلے چاہیئے ورنہ معنی صحیح نہ ہونگے،

جود بیابان حالیم۔ خالی جود کو بدامن کہنا صحیح نہین۔

[1] عرفی کے اس مشہور مصرع کی طرف اشارہ ہی۔ "ہشدار کہ رہ بر دم تیغ است قدم را۔"

جُبّ وولائے تو بسرِ خاکسارمن"۔ اس موقع پر سر کے ساتھ خاکسار کی قید خلاف مذاق ہی
رو رُخ شکر حق زتو لاہی آلیم"۔ رو رُخ کی ترکیب بدمزہ ہی خصوصاً اس موقع پر۔ مدینہ کی غزل
بھی بہت پھیکی ہی، اسکو یون ہی چھوڑتا ہون۔

مرثیہ غزل نہایت چست اور فارسی انداز پر ہے،

بردہان بذلہ سنج و پستہ لب غنچہ کے دارد مجال برتری

پستہ لب کو غنچہ سے کیا مناسبت؟ ع "جان قربانِ ادای دلبری" مین
جاَن کی نون کا اعلان جائز بھی ہو تو یہان بالکل خلاف فصاحت ہے۔

اُز پرتو حسن محجوب است کہ افتادہ" ساقط الوزن ہے،

یابی ہر قطرہ بکف ریختہ عمانی را کردی قربان بہ ہر شعر صفاہانی را

یابی مین ی گرتی ہے۔ کردی۔ ایضاً

مدراس ضرور تشریف لائیے۔ یہ مجاز قنطرۃ الحقیقۃ ہے۔

شبلی کا گھر بھی خانۂ دشمن کے پاس ہے محشر خرام اور بھی دو اک قدم سہی

دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

(۳۳)

مکرمی۔

والا نامہ پہونچا، حیاتِ جاوید مین مولانا [1] نے سیّد صاحب کی یک رُخی تصویر کھائی ہی

[1] مولانا حالی۔ مکتوب ۵ بھی پڑھو

اکثر لوگون کا یہ خیال ہو کہ کسی کے معائب دکھانے تنگ خیالی اور بدطینتی ہو، لیکن اگر یہ صحیح ہو تو موجودہ یورپ کا مذاق، اور علمی ترقیان سب برباد ہو جائین۔ پھر ایشیائی شاعرون مین کیا برائی ہو سوا اس کے کہ وہ محض دعوی کرتے تھے۔ واقعات کی شہادت پیش نہین کرتے تھے۔ بہرحال مین حیات جاوید کو محض مدلل مداحی سمجھتا ہون

مین نے مدارس مین نئی وادی مین قدم نہین رکھا، بلکہ یہ پرانا کوچہ تھا جسکی مدتون خاک چھانی ع ماہم از مستان این میکدہ ایم۔ زمانہ کے ہاتھون دوسرون کیلیے اپنی جگہ خالی کرنی پڑی تھی۔ ؎

از ہمان بزم کہ جز من دگرے راہ نداشت بادم رفت کہ بہر دگران جا باشد

ندوہ اب راہ پر آتا جاتا ہو، انگریزی جاری ہوگئی۔ سرمایہ الہ آباد بنک مین رکھا گیا، خیر بعد از خرابی بسیار سہی۔ اب ندوہ مین رہنے کو جی چاہتا ہے،

اب نکتہ چینی کی خدمت ادا کرتا ہون۔

خوش‌تم انداز قد سرو پا در گل نمی آید

خوشتم پیچھے آنا تو اچھا ہوتا۔ قد کا لفظ بھی کچھ ضروری نہین، اس کے نکلنے سے توالی اضافات کا بار بھی ذرا کم ہو جائیگا۔

بہ پہلویم روان آن سرو خوش رفتار یعنی

پہلو مین چلنا ٹھیک نہین، سامنے سے گذرنا چاہیئے۔ کیا خوب کہا ہے،

گاہ گاہ از نظرم مست و غزلخوان بگذر ورنہ بر عہدۂ من نیست کہ رسوا باشم

"آغوش تیے بودمی وبار بردار یابستی"

واو کو اسطرح متحرک لانا فردوسی تک ختم ہو چکا اب جائز نہیں۔ مقطع کا اخیر مصرع رنگ مین ڈوبا ہوا ہے۔

والتسلیم

شبلی۔ ۱۹ جنوری ۱۹۰۲ء

(۳۴)

مکرمی۔

خط پہونچا۔ خانۂ ملاح در چین است وکشتی در فرنگ۔

مین نے رسالہ[1] کا مسودہ بھیجا، وہ دفتر مین پڑا رہا۔ ناظم نے مدراس مین کہا کہ مجھکو اسکی خبر بھی نہین ہوئی۔

آپ کا نصاب بھی یونہی کہین پڑا ٹھوکرین کھاتا ہوگا منشی صاحب[2] مہتمم ہین، نصاب ان کے پاس گیا ہوگا، وہ کیا کر سکتے ہین۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ

اسکے بھی دن بہار کے یون ہی گذر گئے

مولوی عبدالحی صاحب کے دو عملہ قیام کی وجہ سے خط نہ لکھنؤ کے پتہ سے پہونچتا ہی نہ شاہجہانپور کے پتہ سے۔ آپ اتنا کیجیئے کہ فوراً ناظم صاحب کو خط لکھ کر ہدایت کیجیئے کہ نصاب منگوا کر جاری کر دین یا فیصلہ اخیر کیلئے میرے پاس بھیجدین، کیونکہ جلسہ انتظامیہ مدراس

---

[1] ندوہ کی طرف سے ایک رسالہ نکالنا منظور تھا، جو آخر الندوہ کے نام سے نکل۔ مولانا نے اسکا مسودہ بھیجا ہوگا۔

[2] منشی اطہر علی صاحب دیکھو مکتوب ۱۹۔۔۔

مین یہی طے پایا تھا کہ فیصلہ اخیر کے لیئے نصاب میرے پاس بھیجدیا جائے تاکہ ارکان ندوہ موجودہ حیدرآباد سے اسکا فیصلہ کرالیا جائے۔

جلدی فرمائیے، دیر کی حد ہوچکی، ورنہ یہ سال بھی آپ کے نذر ہوگا۔

غزل کے آپ نے جو دور قائم کیے ہین، اسکا ٹھاٹھ اس سے بہتر کیا ہوسکتا تھا۔ دیکھنا یہ ہی کہ عہدہ برائی کہان تک ہوتی ہی۔ ورنہ عنوان جس قدر مقرر کیا گیا ہی اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے۔

ناظم صاحب حال رسالہ ندوہ کی درخواست دیتے ہوئے بہت ہچکتے ہین، ڈرتے ہین کہ کہین پکڑا نہ جاؤن مشکل یہ ہی کہ ناظم کے سوا اور کوئی شخص درخواست نہین دیسکتا ورنہ مین سو دفعہ درخواست دیچکتا۔ اب کیا کیا جائے کوئی کل ٹھیک نہین بیٹھتی۔

شبلی۔ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۲ع

(۳۵)

مکرمی،

آپ کا نشتر ریز والا نامہ پہونچا، مین جن حالات مین گرفتار ہون، دوسرا شخص ان مصیبتون کے ساتھ اس قسم کا خیال بھی نہ باندھ سکتا، تاہم چونکہ یہ کانٹا دل مین ہی، کبھی نہ کبھی نکلے گا، اور شاید جلد نکلے۔

منتقی چھپ گئی ہی۔ نسخہ کے لحاظ سے جو عمدگی ہوگی اس کا آپ خود اندازہ کرسکتے ہین،

آپ جو طرحین اختیار کرتے ہین وہ مقید اور محدود ہوتی ہین آپ کو قافیہ اور ردیف کے نباہنے کے لیئے شعر کہنے ہوتے ہین، طرحین ایسی لیجیئے کہ جو خیال دل مین بے تکلف بندھ جائے، یا ایسی شگفتہ کہ جو شعر نکلے خواہ مخواہ رواں اور برجستہ ہو۔

مرزا صائب کا ایک انتخابی مجموعہ[1] ایک آشنا کے پاس ہے، عجیب چیز ہے عرفی کے بعض اشعار جو اس انتخاب مین ہین آپ کو سُناتا ہون۔

این شگافیست کہ تا دامن ایمان رفتہ است ‖ دہ کہ از دوختن این چاک گریبان رفتہ است

این جنس را بمفلس کنعان فروختیم ‖ قانع بہوی دوست نگردید شوق ما

کہ باندازۂ آن صبر و ثباتم دادند ‖ من ازین درد گرانمایہ چہ لذت یابم

اندک نبود لائق و بسیار نگنجد ‖ فریاد کہ غمہائی تو در سینۂ تنگم

در حوصلۂ دیدہ بیکبار نگنجد ‖ از جلوہ بیارام دمی کاین ہمہ خوبی

والتسلیم۔ شبلی

۱۴۔ فروری ۱۹۰۳ع

---

[1] اور اب ندوہ کے کتبخانہ مین ہے، مولانا کے موقوفہ کتابون مین تھا۔

(۳۶)

مکرمی

بخار چڑھ رہا ہو اسی حالت مین نامہ والا کا جواب لکھتا ہون - لاہور کے جلسہ کی خبر مین نے اخبارون مین پڑھی تھی - اچھا ہو ندوۃ العلماء کے جلسہ کی ایک تمہید ہو گئی۔ آپ نے بہت اچھا مضمون لیا، پانٹ بھی سب سے لیئے البتہ اگر ممکن ہو تو یہ دکھلائیے کہ یورپ کے فلسفہ اخلاق مین اور اسلام مین کیا فرق ہو؟ آپ نے یورپ کے اخلاق نگارون کو لیا ہو وہ کوئی چیز نہین، فلاسفرز کو لیجئیے حکمائے یورپ کا بیان ہو کہ اسلام کا اخلاق ایک وحشی قوم کو مہذب بناتا ہو لیکن مہذب کو مہذب تر نہین کر سکتا بلکہ اعلی تہذیب کا ساتھ نہین دے سکتا۔

مین خصائص ابن جنی باجرت (سو روپیہ) نقل کرا رہا ہون، مختصر کتاب ہو لیکن فلسفہ عربیت ہو، ابن جنی، متنبّی کا شاگرد تھا - یہان کتابون کی نقل کا انتظام اچھا ہو سکتا ہو اگرچہ اجرت بہت زیادہ ہو، کاتب عرب ہو اور عربی دان - مصر مین جو جو کتابین چھپتی ہین محض معمولی ہوتی ہین ان کے لیے نواب محسن الملک نے سو روپیے جو رکھے ہین - بیکار ہین - ایک کتاب بھی اب تک کام کی نہین لکھی گئی، البتہ بعض قدیم کتابین چھپ رہی ہین مثلاً قسطاس المستقیم غزالی - میزان العمل غزالی منطق مین احاطہ فی تاریخ غرناطہ للسان الدین الخطیب و زیر اندلس مخصص لابن سیدہ، ان

ـــــــــــــــ

سلہ لغت زبان مین نحو و ادب کی کتاب ہو، مولانا کا یہ نسخہ کتبخانہ ندوہ مین ہے،

کتابون کو مین نے منگوایا ہی لیکن ابھی آئین نہین۔

ہان ایک امر بڑا ضروری یہ ہی کہ مین علم کلام کا خاص حصہ لکھ رہا ہون آپکے پاس بھیجون گا (اور اس شاگردی کی نسبت مین نے آج تک کسی کے ساتھ گوارا نہین کی) آپ دیکھکر بتائیے گا کہ کونسا حصہ رکھنے کے قابل ہی کونسا نہین۔ لیکن اسوقت دریافت طلب امر یہ ہی کہ عقائد کے مسائل ہین کیا؟ توحید لکھ چکا ہون، نبوت لکھ رہا ہون، اس کے بعد صرف معادرہ جاتا ہی، باقی کیا لکھون؟ کتب کلام مین جو عقائد لکھے ہین وہ درحقیقت عقائد مین داخل نہین، مثلاً حدوث عالم، صفات باری کا لاعین لاغیر ہونا وغیرہ وغیرہ اس لیئے درخواست ہی کہ آپ کے نزدیک جو مسائل عقائد ضروری البحث ہون، انکے عنوان لکھ بھیجئے۔ آپ سے ملاقات تو بہت جلد ہوگی، اور اکثر ہوگی، کیونکہ ندوہ یا کالج مین کہین نہ کہین رہنا ہے،

امتحان دینیات اچھا ہوا۔ لیکن نگرانی اور پرچے نکے بھیجنے کا انتظام اگر مولوی[1] عبداللہ صاحب کے ذمہ تھا تو وہ محض نمائشی ہے۔ والتسلیم

شبلی ۔ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء ۔ حیدرآباد۔

(۴۷)

مکرمی۔ مبارک[2]، مبارک، سلامت، سلامت،

مگر حضرت یہ اکل کھراپن کیسا؟ خبر تک نہ کی، دعوت مین بلانا تو بڑی بات ہی،

[1] مدرس دینیات علی گڈھ کالج۔ [2] مولوی صاحب ممدوح (مکتوب الیہ) نے شادی کی ہی۔

خیر خوش رہیئے نیاز مندونکی خدمت بڑھگئی یعنی ایک جان کے ساتھ دو جانون کی سلامتی کی دعا ذمہ ٹھہری۔

فرید وجدی کے رسالہ کی قیمت سات شلنگ ہے۔ کچھ ڈاک کا صرف ہوگا۔ المرأۃ المسلمہ کی قیمت اُنھون نے خود نہین لکھی، لیکن غالبًا دو رپٔیے ہے۔ بہرحال انکا مجموعہ ملاکر بھیجدیجئے

ندوہ کا تلوّن مکانی[۵۱] واقعی قابل اعتراض ہے، لیکن اس کے بغیر ایک نادان دوست کے تسلط سے نجات نہین مل سکتی، اگرچہ مجھکو معلوم نہین کہ لوگون کے ذہن مین اصلی وجہ کیا تھی۔

الغزالی کے ریویو مین نکتہ چینی کا حصہ اچھا ہے، مشتبہ باتون کو آپ نے عمدگی سے صاف کیا۔ دوسرے ایڈیشن مین اس کے مطابق اصلاح کیجائیگی۔

علم الکلام کی فرمائش کی غالبًا تعمیل ہوچکی ہوگی، دفتر میرے مکان سے دور ہے، اس لیے میرے سامنے فرمائشون کی تعمیل نہین ہوتی۔ مین پھر دریافت کرونگا آج کل تو محرم کی تعطیل ہے۔ ہان آپ نے اپنے ہان کے فارسی تذکرون کے نام نہین لکھے اور اس کے متعلق میرے خط کا جواب نہین دیا۔

والتسلیم۔

شبلی۔ ۱۰- اپریل ۱۹۰۲ء

(۳۸)

بھاوج[۵۲] کی علالت سے افسوس ہوا، جلدتر خیریت مزاج سے مطلع فرمایئے حامد کیلئے

---

[۵۱] لکھنؤ سے شاہجہانپور اُٹھ گیا۔ [۵۲] یعنی مولوی صاحب (مکتوب الیہ) کی بیگم محترمہ۔

جا بجا آدمی دوڑائے ہین پتہ چلا ہی کاش واپس آجائین،
اعظمگڈھ مستقل حیثیت سے مدعو کرنے کی نسبت صرف یہ تردد ہی کہ اسقدر بار منت
اُٹھانے کے قابل مین ہون بھی یا نہین۔ بنارس اور مرزاپور آپ کتنے دن رہے اور
اعظم گڈھ کو رمضان پڑ ٹالا، شاید بنارس وغیرہ مین رمضان نہ تشریف رکھتے ہون گے،
انوری کے دیوان کا کیا پتہ ہی، مین بھی منگواؤن گا۔ جو شعر آپ نے لکھا ہی اسکا
ہم مضمون میرا ایک شعر زمانہ جاہلیت کا ہی۔ ؎

بیخودی وصل کی حظ کب مجھے لینے دیتی   وہ جو آتے بھی تو مین آپ سے باہر ہوتا

مصر مین ایک پرچہ اسلام کے ثبوت اور فلسفہ حال کی تطبیق پر نکلا ہی اور
ماہوار نکلتا ہی[۱] زور کا پرچہ ہی اور واقعی عمدہ ہی اڈیٹر فرنچ و جرمن زبان کا ماہر ہی مینے
منگوایا ہی اور مسلسل آرہا ہی، ماہوار ہی لیکن صفحے کم ہوتے ہین۔
ابکی البشیر مین ایک نہایت عمدہ خبر شائقین علم کیلئے نظر سے گذرے گی، مین
اِس سے خاص فائدہ اُٹھاؤن گا، قاہرہ مین تفسیر ابن جریر طبری چھپ رہی ہی

والتسلیم۔ شبلی

۲۵- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۹)

ندوہ کی پچھلی کارروائیون نے مجھکو یقین دلایا کہ ارکان ندوہ مجھ سے بدظن رہتے ہین

---

[۱] یعنی الاسلام فی عصر العلم، بہ اڈیٹری فرید وجدی۔

اور اس لیے اس عملی کام میں میرے شریک ہو سکتے ہیں ۔۔۔ ہیں کیسے خیالات
پر کوئی بار نہیں ڈال سکتا لیکن خود منافق بننا اور دوسروں کو منافق بنانا کیا ضرور
ہے۔ میں نے مولوی عبدالحئی صاحب کو اس معاملہ میں ایک خط لکھا ہے ان سے
منگوا کر پڑھیے اور اب مجھکو باقاعدہ آزاد کر دیجیے۔

والسلام

شبلی حیدرآباد ۲۲ اگست ۱۹۰۳ء

(۴۰)

مکرمی۔

اس ہفتہ میں نواب محسن الملک کا خط آیا کہ وہ نواب لفٹننٹ گورنر سے ملے اور
معلوم ہوا کہ لفٹننٹ صاحب نے میرے متعلق جو گورنمنٹ کو شکوک تھے رفع کر دیے اور یہ
بھی کہا کہ اب ان کو علی گڈھ کالج اگر بلانا چاہیے تو بلا سکتا ہے محسن الملک نے مجھکو اس
اطلاع کے بعد لکھا کہ کالج میں آ جاؤ وظیفہ حیدرآباد بھی جاری ہو جائے گا اور سو روپیہ
کالج سے بھی ملیں گے لیکن میں نے منظور نہیں کیا اور اس کوشش میں تھا اور
ہوں کہ وظیفہ جاری ہو جائے تو ندوہ میں آ جاؤں۔

ندوہ کی نسبت ہمیشہ میرا یہ خیال رہا اور سچ یہ ہے کہ صرف ندوہ کے لیے میں نے
کالج چھوڑا تھا گو واقعات اتفاقی کی وجہ سے اس کا موقع نصیب نہ ہوا۔

یہ تو میری حالت ہے۔ اب آپ لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ جس کام پر میں نے
برسوں غور کیا ہے اس کے سامان بہم پہنچانے میں اسکو اچھی طرح کر سکتا ہوں۔ اس میں

کبھی آپ ہاتھ لگانے نہیں دیتے۔ رسالہ ندوہ اور نصاب تعلیم دونوں چیزیں میرے
خاص مذاق کی تھیں اور شاید میں اس کام کو کسی قدر انجام بھی دیتا تھا دونوں
سے آپ نے مجھکو الگ رکھا مجھکو ان کی شکایت [illegible] سے عزت و ناموری مقصود ہوتی
تو اس کے لیے علی گڈھ سے بہتر [illegible] تھا کہ یہ کام اچھی طرح انجام پاے
لیکن آپ لوگ ایسا ڈرتے ہیں [illegible] شریک ہوا اور میں نے مذہب کو اور طرز تعلیم
کو الٹ دیا۔ بہرحال مجھکو [illegible] کے فن اور خیال پر اعتراض نہیں لیکن اب یہ حالت
ہے تو [illegible] معاف کرنا چاہیے
مجھ سے [illegible] کا کام [illegible] اور [illegible] افسوس [illegible]
[illegible] کے لیے [illegible] سامان کر لیا
لیکن [illegible] سے بدظن ہوں،

والتسلیم
شبلی۔

حیدرآباد۔ [illegible]

(۳۲۱)

کرمی۔

[illegible] اس [illegible] مذاق کے [illegible] ارادہ
ہوتا ہے کہ دو مہینہ کی رخصت لیکر لکھنؤ آؤں اور [illegible] دو چیزوں کو درست اور
جاری کرا دوں نصاب اور رسالہ [illegible] اس کے سوا عام تدابیر بھی سوچی جائیں لیکن

شرط یہ ہی کہ آپ کم از کم ایک مہینہ لکھنؤ مین نوکر رہین - مین بغیر آپ کے کچھ کام کرنا نہین چاہتا اور نہ کرسکتا -

اگر آپ اپنے کام کا ذاتی ہرج کر کے آسکین تو فوراً لکھیئے، ورنہ ندوہ کو الوداع کہیئے - میرا اسوقت آنے مین سخت نقصان ہی، تنخواہ کی مجرائی الگ - میری ملازمت کے استقلال کا مسئلہ اسوقت پیش ہی، اسکو چھوڑنا الگ نقصان رسان ہے، زنانہ کا الگ بکھیڑا ہی، لیکن غالباً اِس سب کو مین برداشت کرسکون گا - آپ فوراً جواب دیجیئے -

مین مدّتِ قیامِ لکھنؤ مین ہر روز کسی فن پر طلباء کے سامنے لکچر بھی دونگا - قدماء کے طریقہ پر -

شبلی - ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۲)

مکرمی -

کسی اور کی جو نیت ہو وہ ہو، لیکن مین ندوہ مین شریک ہونا چاہتا ہون تو صرف اسلیئے کہ ایک مذہبی خدمت انجام دون - دنیوی جاہ و اعزاز، ناموری و شہرت کیلیئے علی گڈھ کا میدان بہت اچھا ہی - ابھی ابھی نواب محسن الملک کا خط آیا کہ لفٹننٹ گورنر حال نے میرے متعلق فیصلہ کردیا اور رائے دی کہ چاہو تو علی گڈھ انکو بُلالو، اِس صورت مین مالی فائدہ بھی ہی - اور شہرت بھی - باوجود اس کے ندوہ

ہین اگر آنا چاہتا ہون تو اسمین کیا خود غرضی ہوسکتی ہی۔ باوجود اس کے میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہی کہ ایکبار مین نے ندوہ مین قیام کرکے فہرست اسماء طلب کی کہ لوگونکے نام مراسلات متعلق ندوہ کرسکون، باوجود اصرار کے ناظم صاحب اور مددگار صاحب نے تعلل کیا اور بڑی مشکل سے ۱۲ نام عنایت کیئے۔

نصاب تعلیم مین برسون غور کرچکا ہون۔ مصر کی اصلاحات کو دیکھتا رہتا ہون۔ وہان سے جدید کتابین جواب تک کسی کے پاس نہین پہونچین اُن کو منگوایا ہی۔ باوجود اس کے مین اس کمیٹی سے خارج رکھا گیا ہون، رسالہ مین مجھکو دخل نہین تو کیا مجھ سے دعاگوئی اور طبل نوازی کا کام لینا مقصود ہی۔ مجھکو یہ پسند نہین کہ ایک مذہبی مجلس مین شریک ہوکر جوڑ توڑ کرون، اپنا اثر بڑہاؤن، مخالف کو شکست دون۔ اِس جنت سے تو دوزخ بھلی، اِس مردی سے نامردی بہتر۔ مجبّی! ہم مسلمانون کی فطرت خدا نے بالکل تباہ کردی ہی۔ آپ کیا کرین گے اور کوئی کیا کرے گا جس کا جی چاہے۔ سکرٹری۔ مددگار ناظم وغیرہ وغیرہ بن لے اور اس عزت پر اترائے۔ باقی کام ہونا تو یہ قسمت ہی مین نہین، پھر فائدہ کیا۔

والسّلام

شبلی۔ ۶ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۳)

تسلیم۔ مین نے یہ کب کہا کہ آپ بھی ندوہ سے علیحدہ ہون۔ آپ پر ندوہ کو پورا اعتبار ہی، آپ سب کچھ کرسکتے ہین اور آپ کو کرنا چاہیئے۔ میرے لیے پہلی شرط تو یہ ہی کہ مین

حیدرآباد چھوڑوں۔ اور یہ شرط خود آپ کے اس عنایت نامہ میں بھی درج ہے۔ نصاب کا کام لاہور سے انجام ہو سکتا ہے، اور حیدرآباد سے نہیں ہو سکتا

میں ندوہ کا دشمن نہیں ہوں کہ اپنی علیحدگی سے اس کے نقصان رسانی کے درپے ہوں، میں امرتسر آؤنگا۔ لکچر میں کبھی لکھکر نہیں دیتا۔ اس لیے اگر باقی منتظم رہنا چاہتے ہوں ورنہ معاف۔

ندوہ میں جو لوگ میرے خلاف ہیں ان میں ندوہ سے ہمدردی اور [illegible] اور جس وجہ سے خلاف ہیں اس سے بھی میں واقف ہوں لیکن ان باتوں کی طرف [illegible] توجہ کرنے سے کیا حاصل آپ سے البتہ تعجب ہے کہ ہر قسم کے کام کے لیے [illegible] کی شرط کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ الغزالی غالباً پہنچی ہوگی۔

میں اسوقت اعظم گڈھ میں ہوں۔ والتسلیم

شبلی۔ [illegible]

(۴۴)

مکرمی۔

ہاں میں بیمار ہو گیا اور ابتک اس کا خمیازہ باقی ہے۔ نصاب کے متعلق [illegible] نقشہ پر لکھدیے ہیں اور وہ بعینہ مرسل ہے،

اگر علی گڈھ کانفرنس سے پہلے آسکا تو ضرور رسالت پر لکچر دونگا۔

رسالہ[1] کے ایڈیٹروں میں مولوی محمد علی صاحب غالباً میرا نام پسند نہ کریں گے پھر

[1] رسالۃ الندوہ جسکا ندوہ کی طرف سے نکالنا زیر تجویز تھا۔

آپ جہان را بافضولی چہ کار کیوں کرتے ہیں - اور سچ یہ ہے کہ میں رسالہ کیلئے موجودہ حالت میں طیار بھی نہیں - ندوہ نے اپنی تجویزوں کے جو نمونے دکھائے یعنے دار العلوم و دار الافتاد غیرہ وغیرہ - کیا رسالہ بھی ایسے نمونہ پر نکالنا مقصود ہے، مجھکو تو ایسے ہی سامان نظر آتے ہیں - علماء میں کون صاحب لکھنے کے قابل ہیں، اور نہیں ہیں تو کیا ندوہ کا رسالہ بھی نیچریوں کی مدد سے نکلے گا، اور وحید الدین و مولوی عبد العلی و مرتضی سے دریوزہ گری کیجئے گا، ایک آپ کیا کیا کرینگے -

الغزالی کیلئے حیدرآباد لکھتے لکھتے تھک گیا، عجب پاجی لوگ ہیں، اب تو سردست آپ دیوبند سے منگوا لیجئے -

والسلام

شبلی - ۸ - نومبر ۱۹۰۲ء

(۴۵)

جناب من! یادداشت دینیات مرسل ہے - اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر بارنس صاحب کی نظر سے گذرنا ہے - میں نے کچھ حالات لکھے ہیں، اور اس حصہ کا شائع کرنا مناسب نہ ہوگا، لیکن ممبروں کو اصل حقیقت سے مطلع کرنا ضرور تھا - رپورٹ میں چھپنے کے لئے آپ قابل اشاعت حصہ انتخاب کریں - دیوان انوری آگیا لیکن

ع سنا جیسا اُسے ویسا نہ پایا؟

والسلام شبلی

۱۴ - نومبر ۱۹۰۲ء

۴۶

مکرمی۔

خط پہونچا۔ خدا کی قسم غزل کی غزل مرصع ہے اور یہ شعر تو دل مین کھب جانے کا ہے ع

اگر برافگند از رُخ نقاب راچہ کنم

لیکن داد دینے کا مزہ رہ در رہ ہی۔ خدا کے لئے مدراس ضرور آئیے۔ حیدرآباد اگرچہ دیکھنے کے قابل نہین رہا۔ سید حسین، سید علی مین سے کوئی نہین۔ عزیز مرزا باہر ہین تاہم مصرع

خزان کشمیر ہم بہاری دارد

آپ کی کتابین بھیجدونگا لیکن بلا تصویر۔ ایک راز کی بات کہتا ہون اپنے ہی تک رکھئے گا۔ آپ کو معلوم ہے والد قبلہ نے تیس ۳۰ ہزار قرض چھوڑا تھا اس مین سے اب چھ ہزار اور رہگئے ہین، اس کے مارے مین غربت کی خاک چھانتا پھرتا ہون ورنہ کس کمبخت توکری کی غرض ہے، مین چاہتا ہون کہ اپنا کتب خانہ کل فروخت کرڈالون، کتابین میرے پاس تعداد مین بہت نہین ہین، لیکن اکثر نایاب، مطبوعات یورپ اور بعض نایاب قلمی کتابین ہین، باقی تین ہزار کا اور کچھ سامان کرلون گا، اگر یہان استقلال ہوجاتا تو مین کل کا سامان کرلیتا۔ لیکن ہر نفس نفس واپسین ہے۔

والسلام۔ شبلی

۱۹- دسمبر ۱۹۰۲ء

(۴۷)

مکرمی۔

آج ایک نقشہ نصاب جاریہ دار العلوم ندوہ کا آیا۔ اس مین یہ کتابین ہین۔
ملا جلال شرح جامی، فصول اکبری۔ کافیہ، میبذی۔ شافیہ،
مکرمی۔ ہم آپ خدا کو کیا جواب دین گے، کیا ندوہ کا یہی دعوی تھا کہ دیوبند کی فرسودہ عمارت کو ہم کعبہ بنائین گے، آپ نصاب کے ناظم ہین، کیا اسلیئے؟ مانا کہ نصاب کے متعلق بعض چیزون مین اختلاف تھا لیکن جسمین اتفاق تھا وہ کہان ہین۔ مدرسون کو کہیئے کہ یہ کیا کر رہے ہین۔ ان ظالمون کو شرم نہین آتی۔ افسوس، افسوس،

شبلی۔ ۲۲۔ جون سنہ ۱۹۰۳ء

(۴۸)

مکرمی۔

والا نامہ پہونچا۔ مین اگر نظامت کے قابل ہوتا تو خود اپنا نام کسی دوست سے پیش کراتا کیونکہ اس موقع پر خاکساری کرنا ایمانداری کے خلاف تھا، لیکن مین اس عہدہ کے ناقابل ہون۔ مین بادشاہ بنکر کام نہین کر سکتا بلکہ وزیر بن کر کر سکتا ہون، بخدا میری نظامت سے ابھی ندوہ کو کوئی فائدہ نہین پہونچے گا بلکہ اُلٹے نقصان ہوگا۔
ہان ایسا شخص منتخب کیجیئے کہ جب مین کام کرنا چاہون تو وہ میری خواہ مخواہ مخالفت نہ کرے، اور ذاتی تعلقات کو دخل نہ دے۔

میرے خیال مین کوئی معقول شخص موجود نہین جس پر بار ڈالا جائے، دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے۔

شبلی۔ ۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۴۹)

مکرمی۔

مین نے مدرس اعلیٰ دارالعلوم کو نہایت سخت خط لکھا تھا کہ قدیم نصاب کیون پڑھایا جاتا ہی امرت سر مین جو طے ہوا وہ کیون نہین پڑھایا جاتا، وہان سے جواب آیا کہ جدید نصاب ہملوگونکو دکھلایا تک نہین گیا، ہم لوگ کیا کر سکتے ہین۔ آپ نے مدرسہ مین غالبًا نصاب نہین بھیجا جسکی وجہ یہ ہوگی کہ نصاب مین کچھ اختلافات تھے۔ لیکن بہر حال کچھ کتابین متفق علیہ عام تھین، انکی اطلاع تو آپ کو دیدینی چاہیئے تھی، یہ نہایت تعجب کی بات ہی کہ آپ کمیٹی نصاب کے ناظم، اور آج تک وہی اندھیر ہے۔

خدا کے لیئے فورًا دارالعلوم کو نصاب مقررہ سے مطلع کیجیئے اور تاکید کیجیئے کہ اسکو درس مین رکھین۔ جو کتابین مختلف فیہ ہون، اُنکو رہنے دیجیئے۔

شبلی۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۵۰)

جلسہ انتظامیہ مین یہ تو اصولاً طے ہوگیا تھا کہ کسی علم کو مخلوط کرکے نہ پڑھایا جائے اس سے شرح سلّم وغیرہ خود خارج ہوتی ہین، اس کے علاوہ مین تو یہ کہتا ہون کہ

آپ یہ کیون نہین کرتے کہ مثلاً کتب ذیل کی نسبت تمام ممبرون سے پوچھیے کہ درس مین رکھی جائین یا نہین۔ شافیہ، فصول اکبری، شرح ملا۔ مُلا حسن، میرزاہد، مُلا جلال وغیرہ تمہید مین یہ وجہ لکھیے کہ زمانہ درس کا اختصار ضروری ہی۔ اسیکے ساتھ ہر فن کی ایسی کتابین جو تمام مسائل کو حاوی ہون، اور اسمین دوسرے علوم کی بحثین بیچ مین نہ آئین، مین پوچھتا ہون کہ آخر جب ندوہ بھی دیوبند ہی تو قوم کا روپیہ کیون تباہ کیا جارہا ہے۔

شبلی۔ ۱۹۰۳ء

(۵۱)

مکرمی۔

مسلمان سود بے تکلف دیتے ہین، لیکن لیتے نہین، حرام دونون ہین، لیکن پہلی صورت مین چونکہ نقصان ہی اسلیئے اسکے مرتکب، اور دوسری صورت مین چونکہ فائدہ ہی اسلیئے اِس سے مجتنب ہین۔ بعینہ یہی حالت ندوہ کی ہی اور ایک خاص حصہ کے متعلق یہ حالت آپکی وجہ سے ہے۔

ندوہ مین سیکڑون اُمور بے ضابطہ ہوتے رہتے ہین، اسکی تو کچھ پُرسش وجو نہین لیکن نصاب کی نسبت آپ کو اسقدر ضابطہ کی پابندی ہی کہ ایک ایک حرف پر سب کا اتفاق جب تک نہ ہولے کچھ کیا نہین جا سکتا۔

مکرمی اسطرح کام نہین چلتا۔ سید صاحب نے اسطرح کام نہین چلایا۔ امرتسر مین

اصولی مراتب طے ہو چکے تھے، مثلاً یہ کہ مخلوط الفن کتابین خارج کردی جائین گی،
اس کے مطابق آپ ملاحسن، میر زاہد، حمد اللہ، قاضی کو فوراً خارج کر سکتے ہین، شرح مُلّا
وغیرہ بہ تصریح خارج ہو چکی ہین۔ مین مدرسین کو لکھتا ہون تو وہ لکھتے ہین کہ بغیر معتمد کے
حکم کے ہم کیونکر تبدیلی کرین۔ آپ فوراً لکھ بھیجیے کہ فلان فلان کتابین موقوف، اور
اُن کے بجائے فلان فلان کتابین۔ اور اگر آپ اتفاق کی راہ دیکھتے رہے تو خدا کی
قسم قیامت تک کچھ نہ ہوگا۔ ایسی حالت مین معتمدی نصاب کا نام کیون بدنام کیجئے۔

شبلی۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۳ء

(۵۲)

مکرمی۔

آپ کی اس تحریر سے کہ آپ غزل گوئی کی تاریخ لکھ رہے ہین، نہایت خوشی اور
انبساط ہوتا لیکن اسی خط مین وہ ناپاک اور نجس کورس بھی تھا جو ندوہ مین جاری ہے
میرے محبوب! کیا آپ کا یہ کام تھا کہ سال بھر سے وہ کتابین جو قطعاً امرتسر مین
خارج کردیگئی تھین، جاری رہین، اور آپ مکمل نصاب کے متفق علیہ ہونے کا انتظار کرتے
رہین، خیر اب سُنیئے۔

درجہ متوسط سال سیوم مین سے ملاحسن، میر زاہد رسالہ، میر زاہد ملا جلال، قاضی مبارک
صدرا، سب خارج کردینا چاہیئے، ان کے بجائے شرح مطالع کے بعض حصّے۔ حمد اللہ
شرح ہدایۃ الحکمتہ از خیرآبادی۔ رسائل ابن رشد مطبوعہ مصر، حماسہ۔ اعجاز القرآن باقلانی

اور ہدایہ معاملات (بشرط گنجائش) ہونا چاہیئے۔

درجۂ متوسط سال دوم مین سے میبذی (یہ سب سے زیادہ نالائق کتاب ہے) شرح عقائد نسفی بتصریح الافلاک۔ خارج ہونی چاہیئے۔ موطاے امام محمد، سبعہ معلقہ، جلالین قائم رہنا چاہیئے اور رسائل اربعہ امام غزالی، والفوز الاصغر لابن مسکویہ مطبوعہ بیروت جو لکھنؤ مین بھی مطبع یوسفی مین مل سکتی ہی، پڑہانا چاہیئے۔

درجہ متوسط سال اول مین مشکوۃ کی ضرورت نہین، مختصر معانی قطعًا خارج کرنا چاہیئے اورحسن التوسل فی صناعۃ الترسل مطبوعہ مصر اس کی بجائے رکھنا چاہیئے۔ منتقی الاخبار کی بھی ضرورت نہین۔ دیوان ابو العتاہیۃ اِس مین اضافہ کرنا چاہیئے۔

درجۂ ابتدائی سال سوم مین تلخیص اور دیوان علی (جو محض موضوع ہے) بالکل خارج مشکوۃ کی بھی ضرورت نہین، حدیث کا فن مستقل اخیر مین رکھا جائیگا،

درجہ ابتدائی سال دوم اور سال سوم سے شافیہ، کافیہ، شرح جامی قطعًا خارج۔ انکی جگہ اِس درجہ مین ہدایۃ النحو لانا چاہیئے، اور مفصل زمخشری اضافہ کرنا چاہیئے نیز کلیلہ دمنہ ابن المقفع مطبوعہ بمبئی۔

لیکن خدا کیلئے پھر پنچایت پر معاملہ نہ اُٹھا رکھے گا۔ کوئی کتاب نئی قائم کیجائے خواہ نہ کیجائے لیکن کافیہ، شافیہ، شرح جامی، میر زاہد، ملا حسن، ملا جلال، قاضی یہ تو قطعًا نکلوا دیجیئے۔ خدا کی قسم مین کانپ اُٹھتا ہون کہ ندوہ کے تمام وعدون کا خدا کے ہان ہم اور آپ کیا جواب دینگے۔

شبلی۔ ۱۴۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ع

(۵۴)

مکرمی۔

جبلی مرسل ہے۔

کلوٹن کی کتاب مدت ہوئی مین رجسٹرڈ آپ کے پاس بھیج چکا اور رسید بھی آگئی تھی

مدراس مین جو کچھ ہوا وہین کیلئے ہوا، دارالعلوم یا ندوہ کو دو چار سو بھی ہات نہین آئے۔

مین نے اسدفعہ مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ کو الگ جلسہ مین بلاکر مختتم گفتگو کی،

یعنی اگر چلانا ہی تو ٹھیک طرح سے چلائیے ورنہ کم سے کم مین الگ ہو جاتا ہون۔ مولوی

مسیح الزمان صاحب نے صاف کہا اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے بھی موافقت

کی کہ دارالعلوم جب تک شہر لکھنؤ مین منشی اطہر کے زیر اثر ہی کچھ نہین ہو سکتا۔ اس لیئے

ہمنے دارالعلوم اُن کے سر مارا۔ باقی اشاعتِ اسلام کا کام شاہجہان پور مین انجام دونگا

مولوی عبدالحی صاحب نے یہ بھی بیان کیا مولوی حبیب الرحمان صاحب سے بار بار

نصاب مانگا گیا لیکن وہ نہین بھیجتے۔ تمام لوگون کو آپ سے سخت شکایت تھی، لوگ

کہتے تھے کہ ویسا ہی مسودہ بھیجدیتا تھا۔

میری بھی یہ رائے ہی کہ جس کام کو آپ قلتِ صرف فرصت یا اور کسی وجہ سے

نہ کر سکتے ہون اس سے استعفا دینا بہتر ہی ورنہ محض انتساب کے فخر سے کیا حاصل۔

رسالہ کے لیئے اب تک مولوی مسیح الزمان صاحب درخواست دینے مین

سلہ کتاب الآلات، دیکھو

پس پیش کرتے ہین۔ والسلام

شبلی ۱۲۔جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

(۵۴)

مین ندوہ مین آگیا ہوں، میری عیادت اور مہمات اُمور کے طے کرنے کے لیے فوراً تشریف لائیے اور ہفتہ دو ہفتہ یہان قیام کیجیے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۸۔ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء
ندوہ لکھنؤ۔

(۵۵)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نواب مزمل اللہ خانصاحب کی خدمت مین ایک خط وظیفہ[۲] کے متعلق بھیج چکا ہون۔ نتیجہ غیر معلوم، جلسہ دستار[۳] بندی مین آپ کا آنا ضروری تھا، پہلا جلسہ ہے اور عام افسردگی کو رفع کرنا ہے۔ یہ افسوس ہے کہ آپ لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرتے ہین، اور اسلیئے مصارف بڑھکر سفر مین ناگواری پیدا ہو جاتی ہے، اگر آپ حضرت عمر کا سا سفر کرین تو سو دفعہ آسکتے ہین، جلسہ کے بعد میرا بڑا لمبا سفر ہوگا اسلئے وداعی ملاقات بھی ہو جاتی۔

سُنا ہے نائب ناظم دینیات کی تجویز ہے، مولوی اسلم جیراجپوری کی مجھ سے سفارش چاہی گئی ہے مین صرف انکی نیکبختی کا حال جانتا ہون، باقی معلومات مذہبی،

[۱] مولانا کے قیام ندوہ کی ابتدائی تاریخ۔ [۲] یعنی ندوہ کے غیر مستطیع طلبہ کے لیے [۳] طلبائے ندوہ کا جلسہ دستار بندی۔

اور پابندی فرائض کو آپ خود تحقیق کرین مجھکو علم نہین۔

موازنہ سے ہمہ وجوہ نجات ملی اب جسقدر وقت ملے گا شعرالعجم پر صرف ہوگا اب والہ داغستانی کی ضرورت ہی۔ آگرہ سے آجاتا تو اچھا ہوتا۔ ایک نئی غزل کے چند اشعار حاضر ہین۔

گرچہ مرد ہوسناکی و رندی نیستم | اینچنین ہم گاہ گاہم اتفاق افتادہ بود
بودہ ام در بزم مے با محتسب ہم ہمنشین | گرچہ این صحبت مرا بسیار شاق افتادہ بود
گوئیا دشمن ہم از ذوقش نصیبی بردہ است | بادۂ وصلش چشیدم از مذاق افتادہ بود
از دل صد پارۂ ات آگہ نیم شبلی ولے | شیشۂ دیدم کہ از بالائے طاق افتادہ بود

۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء

(۵۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ امرائے ہنود کیلئے سخت تاکید لکھدی ہی بشرطیکہ وہ خبر ہون۔ دینیات کے لئے کیا میری واقفیت کا دائرہ آپ سے زیادہ وسیع ہی، ہندوستان کا کونہ کونہ دیکھ چکا مجھکو تو کوئی آدمی نظر نہین آتا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی معقول شخص ہین لیکن وہ یہ خدمت کیون قبول کرنے لگے مولوی عبدالحق اور شاہ سلیمان آپ کو مل نہین سکتے اور شاید آپ اُن کو قبول بھی نہ کرین۔ بہرحال مین تلاش مین رہون گا۔

امرائے ہنود کا معاوضہ کم از کم سو روپیہ ہونا چاہیئے۔

ہان بنک مین انجمن اُردو کے سو روپئے یا کسی قدر زیادہ جمع ہین، سہل انکاری مین بھیج نہ سکا۔ اب بھیجدونگا۔ ابن کمونہ مین نے واپس کردی، بُرا نسخہ تھا،

متنبی کے ایک آدھ شعر حاضر ہین، طرح، جوشی را۔ فراموشی را،

بنگر وستگہ حسن کہ آن نرگس مست | ہم آمیختہ ہشیاری و مدہوشی را
من فدائے بتِ شوخیکہ بہ ہنگام وصال | بمن آموخت خود آئین ہم آغوشی را

مین نے تو ایک خیالی بات لکھدی لکھنؤ کے ایک صاحب کے سامنے اخیر کا شعر پڑھا تو کہنے لگے اس کالج کے پروفیسر یہین مل سکتے ہین، جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب نے میری درخواست منظور کر کے بات رکھ لی ورنہ بہت صدمہ ہوتا۔

شبلی۔ ۱۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۶ع

(۵۷)

مکرمی۔

آپ کے نہ آنے کا سخت صدمہ ہوا، آپ ارکان اصلی ندوہ ہین، آپ کی عدم شرکت کا دوسرون پر بُرا اثر پڑتا ہی، اور لوگ مجھ سے پوچھتے ہین۔ بہر حال مقدر مین یہی تھا۔ اگرچہ شاہ سلیمان صاحب وغیرہ نہین آئے لیکن جلسہ بڑی کامیابی سے ہوا، سلیمان کی طرف سے درخواست کیگئی کہ فی البدیہہ جو مضمون مجھکو بتایا جائے مین اسیوقت

---

۵۱ بابت وظیفہ ماہانہ ۵۲ جلسہ دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل دار العلوم ۵۳ سید سلیمان ندوی،

اسپر عربی زبان مین لکچر دونگا، غلام الثقلین[1] نے ایک مضمون دیا، اور بغیر ذرا سی دیر
کے سلیمان نے نہایت مسلسل فصیح اور صحیح عربی مین تقریر شروع کی، تمام جلسہ محو حیرت تھا
اور آخر لوگون نے نعرہ ہاے آفرین کے ساتھ خود روکا کہ بس اب حد ہوگئی۔

مجمع نہایت کثرت سے ہوا اور بہت بڑی بات یہ ہوئی کہ بیرسٹر اور تمام ایجوکٹیڈ نے
کہا کہ ہم لوگون کو اب عملاً ندوہ مین شرکت کرنی چاہیئے لہذا آئندہ اتوار کو ایک خاص
جلسہ رفاہ عام مین ہو، جس مین ہم ایجوکٹیڈ لوگ، اور ارباب ندوہ جمع ہون اور مشورہ
وغور کیا جائے کہ ندوہ کو کیونکر ترقی دینی چاہیئے اور کسطرح ہم لوگ اسکو اعلی درجے تک
پہونچائین۔

کلیات ناظم ارسال ہے۔ عـه، اور سـه، بابت وظیفہ حسب وعدہ فوراً بھیجدیجیے
کلیات ناظم مین ایک دو رباعیان خود مصنف کے ہاتھ کی ہین۔

شبلی۔ ندوہ۔

۴۔ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء

(۵۸)

تسلیم۔ مدت سے آپ سے باتین نہین ہوئین، آج بے اختیار جی چاہا اور قلم ہاتھ
مین لیکر بیٹھ گیا۔ یہان ایک جلسہ تھا، شاہ سلیمان صاحب اس تقریب سے آئے تھے
اور کئی دن تک میرے مہمان رہے۔ اب اُن کے خیالات ندوہ کے متعلق صاف ہوگئے

[1] آنریبل خواجہ غلام الثقلین بی اے ایل ایل بی، سنہ ۱۹۱۵ء مین افسوس کہ وفات پائی [2] تعلیم یافتہ

جون مین حیدرآباد کا قصد ہی وہ بھی چلین گے، کاش آپ بھی دام وطن سے چھوٹ سکتے

کلیات جامی شاہجہان کی مہر کا عجیب و غریب نسخہ ہاتھ آیا ہی ابھی قیمت وغیرہ طے

نہین ہوئی۔

آزاد کا سخندان پارس حصہ دوم نکلا سبحان اللہ۔ لیکن الحمد للہ میرے شعر العجم

کو ہاتھ نہین لگایا ہی۔

منجھلے خان صاحب مکہ سے تشریف لائے یا نہین۔ نواب مزمل اللہ خان صاحب

کو ایک غزل بھیجی، رسید تک نہ دی، خیر آپ لیکر دیکھیے۔

والسلام۔ شبلی۔ ۶ مئی ۱۹۰۷ء

(۵۹)

تسلیم۔ مولوی عزیز مرزا[۱] بلا رہے ہین، آپ کا ساتھ ہو تو کیا کہنا، غالباً آزاد[۲] بھی

ہون گے۔

آزاد نے نظم کا حصہ تذکرۃ الشعرا کے سلیے اٹھا رکھا ہی، جو اسی قدر ضخیم ہی اور

چھپ رہا ہی۔ اِن کے بیٹے کے خط سے معلوم ہوا۔ آپ ریویو[۳] لکھتے تو الندوہ کے

کام آتا، مین قلم ہاتھ مین لیکر رہگیا[۴]، جو وقت ملتا ہی شعر العجم پر صرف ہوتا ہی۔ گرمی اب

۱؎ مولوی ابو الکلام آزاد ۲؎ مولوی محمد حسین صاحب آزاد صاحب سخندان پارس، مولانا کو ڈر تھا کہ سخندان پارس اور شعر العجم مین تصادم نہو، لیکن مولوی محمد حسین صاحب آزاد نظم کی طرف نہین آئے اور اسکو سخندان پارس سے الگ تذکرۃ الشعرا کے نام سے لکھے

۳؎ سخندان پارس پر ۴؎ سخندان پارس پر ریویو لکھنے کے لئے۔

کام نہین کرنے دیتی۔

ہان مرزا کامران کا دیوان، اکبری کتبخانہ کا نہایت مستند دیکھا، شاہجہان اور جہانگیر کے خاص ہاتھ کی تحریر ہین۔ مین نے فوٹو لیا، اور متعدد کا پیان کرائین کہ اور شوقینون کے بھی کام آئے، الیعن کو دیدونگا، یہ، فی فرد لاگت ہے، آپ چاہین تو ولیو بھجوا دیا جائے، نواب صاحب بھی شاید چاہین اسلیئے دو قطعہ منگوا نا بہتر ہوگا۔

شبلی۔ ۱۴ مئی ۱۹۱۳ء

(۶۰)

جناب من۔ تحیت و سلام۔ آپ کا والا نامہ متضمن اظہار ہمدردی و دریافت حالات وارد فرما ہوا۔ آپ کے اظہار ہمدردی اور دریافت کا شکریہ ادا کرتا ہون حالات تفصیل کے ساتھ حسب ذیل ہین۔

ایک اتفاقی تقریب سے مین اپنے وطن اعظمگڈھ مین آیا تھا اور ارادہ تھا کہ مہینہ دو مہینے یہان قیام کرونگا۔ شعر العجم کے اجزا زیر تحریر تھے اور شاہنامہ پر ریویو کر رہا تھا۔ سترھوین مئی ۱۹۰۷ء قریباً دس بجے ہونگے کہ مین دفتر سے اٹھکر زنانہ کمرہ مین گیا۔ اندر تخت بچھے ہوئے تھے مین پاؤن لٹکا کر تخت پر بیٹھ گیا۔ تخت پر کارتوس بھری ہوئی بندوق رکھی تھی۔ مین نے ہاتھ مین اٹھالی اور پھر ایک دوسرے شخص کے ہاتھ مین

---

[۱] خدا بخش خان کے کتبخانہ بانکی پور مین [۲] نواب عبدالشکور خان [۳] عام خط جو روداد واقعہ کے اظہار کے لیے لوگون کے جواب مین بھیجا گیا تھا [۴] متعلق صدمۂ پا،

دیدی۔ اتفاق سے گھوڑا اگر گیا بندوق کی زد ٹھیک میرے پاؤن پر تھی۔ بندوق کی نال
سے پاؤن تک صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا۔ کارتوس مین اگرچہ چھرے تھے لیکن
چونکہ بڑے تھے اور فاصلہ بہت کم تھا اسلیئے ٹخنے کی ہڈی بالکل چور ہوگئی اور پاؤن
کٹکر صرف دو تسمے لگے رہگئے۔ جس وقت ضرب لگی مجکو صرف اسقدر معلوم ہوا کہ پاؤن کو
ایک جھٹکا سا لگا کوئی تکلیف نہین محسوس ہوئی۔ جھٹکے کے بعد بندوق کے چھوٹنے
کی آواز محسوس ہوئی اور اسوقت مین نے گھبرا کر کہا یہ کیا ہوا آواز سُن کر باہر سے بعض
آدمی اندر آگئے۔ اسوقت مین اسی طرح پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا۔ اور پاؤن جوتے مین
تھے ایک عزیز نے آکر میرے پاؤن پر ہاتھ رکھا تو مین نے پاؤن جوتے مین سے نکال لیا
اسوقت پاؤن کی ایڑی جوتے مین پھنسکر رہگئی مین نے پاؤن اوپر اُٹھا دیا اور
نوکرون سے کہا اسپر پانی ڈالو۔ پانی جب ڈالا جاتا تھا تو پاؤن مین سے بھک بھک
دھوان نکلتا تھا۔ قریبًا پاؤ گھنٹہ تک مین پاؤن اُٹھائے بیٹھا رہا جب پنڈلیان دکھنے
لگین تو مین نے آدمی سے کہا کہ اب ایک تکیہ لاکر میرا پاؤن اسپر رکھدو۔ آدمی نے
رو کر کہا کہ کیا چیز ہی جو رکھی جائیگی۔ مجکو اسوقت تک نہ معلوم تھا کہ میری ایڑی جُدا ہوکر
جوتے مین رہگئی ہی جسکی وجہ یہ تھی کہ مین نے ابتدا مین ایک فوری نظر کے سوا مطلق
اپنے پاؤن پر نظر نہین ڈالی۔ اور جو کچھ مین نے پاؤن کے متعلق حالات بیان کئے
ہین وہ ڈاکٹر اور دیگر حاضرین کی زبانی ہین۔

اسوقت خاص عزیزون مین سے کوئی نہ تھا۔ نوکر اور ماما وغیرہ تھین یہ لوگ

سخت زار قطار روتے تھے اور مین ان کو منع کرتا تھا۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد فرزند عزیز محمد خامد آیا اور زخم کو دیکھتے ہی چیخ اُٹھا۔ اور بہت بیقراری کے ساتھ گریہ و زاری کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُسپر غشی سی طاری ہو گئی۔ مین نے نوکرون سے کہا اسکے منھ پر پانی چھڑکو اور حلق مین پانی ٹپکاؤ۔ اِس سے اُسکو ہوش آگیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میرے چھوٹے عزیز بھائی جنید سول سرجن اور اسسٹنٹ سول سرجن کو ساتھ لیکر آئے۔ بڑی غلطی یہ ہوئی تھی کہ جو رگین کٹ گئی تھین اُن سے شدت کے ساتھ خون جاری تھا۔ اور نہ خود مجکو اور نہ نوکرون چاکرون مین کسی کو خیال آیا کہ اُن پر پٹی کسکر باندھ دین جس سے خون رُک جائے۔

بہر حال ڈاکٹر نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ رگون کے منھ باندھ دیے جس سے خون رُک گیا۔ اِس کے بعد مین نے ڈاکٹر سے کہا کہ اگر پانوٴن جوڑنیکے قابل ہو تو خیر ورنہ سرے سے نکال ڈالیئے ڈاکٹر نے کہا کہ پانوٴن کاٹنے کے بغیر کوئی چارہ نہین۔ غرض بیہوشی کی دوا پلائی گئی اور عمل جراحی شروع کیا۔ چونکہ ہڈیان کچھ اوپر تک پھٹ گئی تھین اسلیئے نصف پنڈلی جُدا کر دیگئی (اور متصل ہر زہ گردی کی سزا دیگئی) عمل جراحی کے پورے ہونے کے دس پندرہ منٹ بعد مجھے ہوش آیا اور زخمون کے ٹانکے اور رگون کی کھچاوٹ کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ آج نوان دن ہی ڈاکٹر ایک دن بیچ مین دیکر زخم کھولتا ہی۔ دھوتا ہی اور پھر باندھ دیتا ہی۔ تکلیف مین ابھی تک کوئی کمی نہین ہی۔ لیکن خدا کا شکر ہی کہ ابتدائے واقعہ سے اسوقت تک طبیعت کی طمانیت اور سکون مین کوئی کمی نہین ہی سوچتا ہون

تو نظر آتا ہی کہ جو شخص سر کاٹے جانیکے قابل ہو اُس کے پانوٗن کاٹے گئے تو کیا ہوا؟

ظاہری حالات کے لحاظ سے بھی تسکین ہی کہ پچاس برس سے بھی زیادہ کی کچھ عمر پائی۔ بہت چلا پھرا۔ دوڑا دھوپا۔ ٹلا ٹلا۔ آخر کہانتک؟ خود پانوٗن توڑ کر بیٹھنا چاہیے تھا نہ بیٹھا تو قسمت نے بٹھادیا۔ ع گر نستانی بستم میرسد۔

خدائے بے نیاز کا شکر گذار۔ احباب اور اعزہ کا منت پذیر ہون۔ بچگیا تو پھر کسی نہ کسی طرح دوستونکو دیکھ لونگا۔ ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ اب دوسرے عالم مین ملاقات ہوگی والسلام

دسوین دن ٹانکے کھولے گئے ایک ٹانکے مین مواد آگیا اسوجہ سے سوزش اور ٹپک کی سخت تکلیف ہی۔ ۳۱۔ مئی ۱۹۰۷ء تک یہ حالت ہی۔

۲۵۔ مئی ۱۹۰۷ء۔ شبلی نعمانی

(۶۱)

جناب من، شہر سے دور رہتا ہون، جو عزیز ساتھ ہین وہ تیمار داری مین مصروف ہین اسوجہ سے خط وکتابت مشکل ہی، زخم[۱] کی حالت دس بارہ دن تک اچھی تھی لیکن بعد کو ریم آنے لگی اور ابتک آتی ہی، اسسٹنٹ سرجن روزانہ آتا ہی، اور دن مین دوبار زخم دھویا جاتا ہی، لیکن ابھی تک تکلیف مین کوئی کمی نہین، تکلیف گو سخت ہی لیکن ہمارے ہی بزرگ تھے جنھون نے سر کٹوائے تھے، پانوٗن کٹنے پر کیا روؤن۔ فصبر جمیل۔

شبلی۔ ۶ جون ۱۹۰۷ء۔ اعظم گڈھ

---

[۱] زخم صدر پا۔

(۶۲)

جناب من۔

چند نایاب کتابین فروخت کو آئی ہین، مختصراً کیفیت درج ہی، پسند ہو تو تحریر فرمائیے ورنہ وہ کہین اور بندوبست کرین۔

مثنوی گوی وچوگان۔ خط ولایت عمدہ، تمام کاغذ افشان طلا، نہایت پُرلطف قیمت تخمینی۔ ۵ سو،

مناجات عبداللہ انصاری۔ خط جلی حسب نمونہ کتاب سابق۔ ۵ سو،

کلیات جامی، نہایت کثرت سے سلاطین اور اُمرا کی مہرین ہین، شاہجہان کے کتبخانہ کا نسخہ ہی، خوشخط اور مکمل یعنی تمام قصائد اور غزلیات ہین، نوشتہ قریب العہد مصنف، خط ولایت۔ ۶۵ سو،

کلیات قمی، نہایت خوشخط نسخہ مکمل حاوی تمام کلام ۵ سو،

قیمتون مین شاید کچھ تخفیف بھی ہو سکے۔

مثنوی مولوی روم، عالمگیری کتب خانہ کی ملتفت خان کی پیش کردہ جائزہ اور مہرین موجود ہین، قیمت ۵ سو،

شبلی۔ اعظم گڈھ۔ ۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء

(۶۳)

شعر العجم کا حصہ برا بھلا جو کچھ ہو سکا مرتب ہو کر مطبع کے حوالہ ہوا، یہ نظامی تک ہے

دوسرے حصہ کیلئے امیر خسرو کی غرۃ الکمال کا دیباچہ عنایت ہو، اور کمیاب ماخذ ہون تو اس سے بھی مطلع فرمائیے۔

مجھے ہفتہ سے بخار آرہا ہی مسہل ہو رہے ہین، بھوپال سے برابر تقاضے آرہے ہین لیکن نہین جا سکا، وہان دس بیس دن کا قیام ہوگا۔ حیدرآباد وفد مین نواب علی حسن خان، مشیر حسین قدوائی، شاہ سلیمان صاحب طیار ہین، کیا آپ رباعی کا چوتھا مصرع نہ بنین گے،

شبلی۔ ندوہ۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء

(۶۴)

مکرمی۔

ہدایۃ النحو کے بعد اوضح المسالک ابن ہشام یہان[1] درس مین ہی، اور اس سے بہتر کوئی کتاب نہین ہو سکتی، نہایت جامع مسائل اور آسان،

فرمائیے اب ندوہ بھی کبھی یاد آتا ہی، کیا میرا یہان رہنا اس بات کا مقتضی ہی کہ سب لوگ چھوڑ کر الگ ہو جائین۔ آپ صاحبون کے آنے سے عام وقعت رہتی تھی، جو اور باتون مین مفید ہوتی تھی، یہ سچ ہی کہ آپ جو یہان کر سکتے ہین وہان بھی کر سکتے ہین، لیکن اس سے ملک مین چرچا پھیلتا ہی لوگون کے ذہن مین ندوہ کی وقعت قائم ہوتی ہی، اب تو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ایک مردہ کے سرہانے ایک از کار رفتہ بیٹھا ہوا ہی وظیفہ بھی آپ کا نہ آیا، نہ نواب مزمل اللہ خان صاحب کا، خیر

[1] یعنی دار العلوم ندوہ مین۔

ع چنان رسیم که دیگر به گردِ ما نه رسی

حیدرآباد شاید بعد رمضان جانا ہو۔

آجکل بڑا معاملہ زمین مدرسہ کا بیش ہی، دو چار معزز ارکان آجاتے تو ایک نہ ایک بات قرار پاجاتی، اِس کے بغیر سب کام رُکے ہین۔

والتسلیم ۔ شبلی۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء

ندوہ ۔ لکھنؤ

(۶۵)

آپ نے خواجوی و خجندیؔ[۱] کے جو اشعار، حافظ کے ہم مضمون انتخاب کئے ہین، انکی نقل بھیجد یجیئے۔ مین شعر العجم کا دوسرا حصّہ لکھ رہا ہون۔

پانوں اَب تک نہین بنا، اسلئے آگے بڑھنا نہین ہوسکتا۔

کرنیل عبد المجید خان صاحب نے ندوہ کے لیے جو کوششین کین وہ آپ نے سُنی[۲] ہونگی۔

شبلی۔ نور محمد بلڈنگ ۔ بھائی کلہ ۔ بمبئی۔

۹۔ جنوری ۱۹۰۸ء

(۶۶)

بہتر خواجوی کی غزل بھیجد یجیئے، اور دیباچہ غرۃ الکمال بھی یاد رہے، سندھ کی سیرین

---

[۱] کمال خجندی شاعر مشہور۔ [۲] یعنی یہ کہ ندوہ کو گورنمنٹ سے زمین ملے اور ماہوار ایڈ مقرر ہو،

تو میں لیکن تنہا، پانون بننے کا وعدہ اب سے تین ہفتہ سے ہی،

اپالو کی اب ضرورت نہین، مین جس ہوٹل مین آگیا ہون، خود کوہ قاف ہی آپ بھی آتے تو بڑا لطف ہوتا، یہین سے سب حیدر آباد چلتے۔

کرنیل[۱] صاحب نے لوکل حکام کے تعلقات صاف کیئے جو محسن الملک و وقار الملک سے نہ ہو سکے تھے، بہت سی پر جوش غزلین لکھین، آئیے تو سناؤن، اسی لیئے پرچون مین نہین بھیجین، ایک غزل کا شعر ہے،

این غزل اول فیض اتر بمبئی است　　　　باش تا بادۂ این میکدہ در جوش آید

نعمانی۔

از بمبئی۔

۲۱۔ جنوری سنہ ۱۹۰۸ع

(۶۷)

آج دیباچہ اور غزلین دونون پہنچین، اس عنایت کا بہت مشکور ہون، گویا یہ حصہ آپ کا لکھا ہوا ہوگا،

اب امیر خسرو کی باری ہی، ریویو تو نہین لیکن انکی سوانح نہایت جی کھول کر لکھنا چاہتا ہون، ریویو بھی لکھونگا، لیکن ہر شخص پر پورا زور نہین صرف کیا جاسکتا۔

شبلی　　بمبئی۔

۳۰۔ جنوری سنہ ۱۹۰۸ع

[۱] کرنیل عبد المجید خان، پٹیالہ،

(۶۸)

مکرمی۔

حسب ارشاد سامی سب سے پہلی غزل حاضر ہے،

ساقیِ مست چو سوی من مدہوش آید
ساغر از کف بنہد مے کدہ بر دوش آید

من بر آنم کہ کنار از ہمہ عالم گیرم
گر مرا یک صنمے شوخ در آغوش آید

کام دل خواہی ازان نو بر خو کردہ بشرم
باش تا یک دو سہ ساغر زدہ مدہوش آید

ناصحا از رحمتِ بے صرفہ بجانم مپسند
من نہ آنم کہ مرا پند تو در گوش آید

مستئ و عربدہ، کارے چو منے نیست ولے
چشمِ ساقی است کہ تاراج گرِ ہوش آید

حالیا یک نگہ ناز ازان سادہ بس است
آن بود نیز کہ بے باک در آغوش آید

این غزل اول فیض اثر بمبئی است
باش تا بادۂ این مے کدہ در جوش آید

باش تا شبلیٔ آزاد بہ زیبا صنمے
از درِ صومعہ تا مے کدہ ہمدوش آید

افسوس یہ ہی کہ ہم نہ صرف پارسائی مین بلکہ رندی مین بھی عالم بے عمل ہین۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۳۔فروری ۱۹۰۰ء

(۶۹)

مکرمی۔

خط پہونچا۔ حیرت ہوئی کہ آپ نے علما کا ہم آہنگ ہونا مشکل خیال کیا؟ یہ مسئلہ تو تمام مذاہب کا متفقہ مسئلہ ہی، فقہ مین عموماً وقف اولاد کا مستقل باب ہی، پریوی کونسل

نے اُس کو اُڑا دیا ہی، ہم اُسی کا اعادہ چاہتے ہین۔ دیوبند وغیرہ کا اختلاف کس بنا پر ہو سکتا ہی؟ شائد آپ نے سید صاحب کا قانونِ وقف خیال کیا، وہ الگ چیز ہی ہمکو اس سے کچھ واسطہ نہین۔

ندوہ کے متعلق دو برس کی مختصر کوشش کے بعد جس مین اصل حصہ کرنیل عبدالمجید خان کا تھا، اور مین اِن سے خط کتابت کر رہا تھا، یہ ہوا کہ اب خود لفٹنٹ گورنر نے پوچھا کہ ندوہ کس قسم کی امداد گورنمنٹ سے چاہتا ہی، اور ڈائرکٹر کا باضابطہ خط آیا ہی، جس مین امداد دینے کے متعلق پوچھا ہی، امداد قبول کرنے سے کوئی پابندی عائد نہین ہوگی۔ مین نے اِس مسئلہ کو پارسال طے کر لیا تھا، اس لیئے اب قبول کرنے مین کوئی مضائقہ نہین۔ اب گورنمنٹ کے تیور بدلے تو رئیسون کی بھی آنکھین بدلین گی، اب کا سالانہ جلسہ ندوہ کا ہوگا اور انشاء اللہ زور شور ہوگا۔

وقف کے متعلق خود علما کے خطوط آئے ہین کہ ہم مستقل رسالہ مین شریک ہین اور کہو تو ہم خود لکھین۔

غزل بھیج چکا ہون، خواجو کی غزلین اور دیباچہ پہونچا، شکریہ لکھ چکا ہون،

معجم البلدان وغیرہ مصر مین نہایت ارزان چھپی ہین، آپ چاہین تو لے لون، معجم کی قیمت یورپ کے نسخہ کی دو سو تھی۔ مصر کی بیس یا پچیس ہے۔

شبلی

۲۔ فروری ۱۹۰۸ع

کرمی۔

عین اسوقت کہ چمن زار بمبئی کی گلگشت نے عالم طلسم مین پہونچا دیا تھا،
بھاولپور کے عہدہ دارون کا خط پہونچا کہ ریاست کے حکم سے ندوہ کے معائنہ کو آتے
ہین، اور اسوقت تمھارا ہونا ضروری ہی، بالکل اسی حالت مین بمبئی سے نکلا،
جسطرح مرحوم شدّاد نے بہشت عدن کو خیرباد کہا تھا، بہرحال پھر اسی خرابہ مین آگیا،
بھاولپور نے دل افروز امیدین دلائی ہین، دیکھئے کیا ہوتا ہی، گورنمنٹ کی نگاہ بھی بدلی
زمین نزول کے لیئے خود ٹیلر[۱] صاحب نے لکھا، ایڈ کے لیئے ڈائرکٹر نے خود دریافت
کیا، دیکھئے قوم کی نگاہ بھی بدلتی ہی یا نہین۔

بمبئی مین خواجہ حافظ کے دربار سے رخصت ہوا، اب امیر خسرو سامنے ہین،
نہ سپہر اور آئینۂ اسکندری رجسٹر ڈ بھیجدیجیئے بلکہ عشقیہ بھی۔

غزلین چھپنے کو دیتا ہون، ایک غزل کا ایک شعر مجھکو مختلف وجوہ سے بہت
پسند آیا، آپکو لکھتا ہون، واقعیت، اور اظہار قدرت پر نظر فرمائیے۔ نہان کردہ ایم،
عیان کردہ ایم کا طرح ہے،

بیجا صلی نگر اکہ باین دوری از رخش — صد جا بہ بوسہ نشان کردہ ایم ما

ہمایون نامۂ گلبدن بیگم، اور لب اللباب عوفی یزدی، مطبوعات یورپ مین سے

[۱] لکھنو کے ڈپٹی کمشنر

بمبئی میں سے ساتھ آئی۔

جلسہ سالانہ[۱] کی تاریخیں عنقریب متعین ہونے والی ہیں،

شبلی۔ ۱۸۔ فروری ۱۹۰۶ء

لکھنؤ

(۱۷)

یاد آتا ہے کہ آپ نے مخزن یا کسی اور پرچہ میں امیر خسرو کی طالب العلمی کے حالات لکھے تھے، کہاں سے لکھے تھے؟ آئینۂ اسکندری، نہ سپہر، عشقیہ کا اب تک انتظار ہے خسرو کے قصائد ہوں تو اسکی بھی ضرورت ہے شعر العجم کے حصہ دوم میں سعدی، اور مولانا روم، تو حالی اور شبلی کے دستبرد میں گئے اب خسرو اور حافظ ہی پر مدار ہے اسلیئے انکو زیادہ پھیلانا چاہتا ہوں۔

اب کی بمبئی میں عجیب رنگین صحبتیں رہیں، لیکن عین عالم لطف میں ندوہ کی ایک فوری ضرورت سے یہاں آنا پڑا، لیکن آنکھوں میں اب تک وہ تماشا پھر رہا ہے، خیر اس پر فخر کرتا ہوں کہ دل کی خوشی کو قوم اور مذہب پر نثار کر سکتا ہوں اور بے تکلف کر سکتا ہوں۔

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ

۲۶۔ فروری ۱۹۰۶ء

---

[۱] ندوہ کا جلسہ سالانہ۔

(۷۲)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ دیباچہ تحفۃ الصغیر بھی عنایت ہو، ورنہ کتاب ناتمام رہ جائیگی، عالمگیر کا مضمون اَب کے تمام کر رہا ہون، یہ حصّہ صرف اِس کے اصلاحات ملکی اور فضائل اخلاقی کے متعلق ہی، اب علیحدہ پمفلٹ مین بھی چھپ سکتا ہی اور چھپے گا، محمد علی۔ بی۔ اے (بروڈھ) انگریزی مین ترجمہ کر رہے ہین۔

ترسازادے بمبئی کے ایوان جمال کے جھوٹے طلسم ہین، سچی تصویرین الگ ہین، عراقی بھی، ایرانی بھی، اور رخال خان ہندی بھی،

جلسہ سالانہ ضرور جلد کر لیا جاتا، لیکن منشی احتشام علی صاحب وغیرہ زمین یا ایڈ ملجانے کا انتظار کرتے ہین کہ اِس سے جلسہ پورا شاندار ہوگا اور سب تعلقدار شریک ہو سکین گے۔

بمبئی کی غزلین چھپنے کو دیدی ہین، کوئی سولہ صفحے ہو جائین گے۔ پھر بمبئی عود کرتا، لیکن زمین اور ایڈ کا معاملہ چھڑ گیا ہی اور ہر روز نئی تحریک سے کام پڑتا ہی، ڈائرکٹر نے اَبکے پوچھا ہی کہ آپ ہم سے کس خاص صیغہ مین ایڈ مانگتے ہین، زمین کا بھی نقشہ مانگا ہی۔ اَب ذرا امید کی دھندلی سی صورتین نظر آتی ہین، دیکھیے تعبیر خواب بھی اچھی ہو۔

سلہ امیر خسرو کا پہلا دیوان، جو لڑکپن کا کلام ہی سلہ ندوہ کے متعلق ہے۔

اس سفر مین وہ فرمان ہات آیا جس کے روسے اکبر نے پارسیون کو نوساری مین جاگیر عطا کی تھی، خانخانان کے محکمہ کا حکم ہی بحوالۂ فرمان اکبر، الندوہ مین دون گا، مولوی شرف الدین جج ہائی کورٹ نے اپنی سب کتابین ندوہ کو بھیجدین، اس کوڑہ مین کچھ جواہر بھی ہین۔

غرۃ الکمال بمبئی مین بھی ہات[۵۱] آئی لیکن اسی قدر غلط۔

بمبئی مین تعلیم نسوان کے عجیب حیرت انگیز نمونے دیکھے، جنس لطیف کے پبلک لکچر اور اسپیچین سنین، اور پرائیوٹ صحبتون مین انکی قابلیت دیکھی، تعجب ہوا، لیکن چندان خوشی نہین۔

والسلام

شبلی۔ ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۸ع

لکھنؤ۔

(۷۳)

تسلیم۔ ہان ڈاکٹر ریو[۵۲] نے کتب خانہ برٹش میوزیم کی فہرست مین لکھا ہے کہ نہایتہ الکمال انکا[۵۳] پانچوان دیوان ہی، اسکا دیباچہ یہ ہی بسم اللہ الواہب للذی وہب الخ مرات آفتاب نما مین بھی اسکو پانچوان دیوان لکھا ہی، دیباچہ سے مین بھی متمتع ہونا چاہتا ہون۔

شبلی۔ ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۸ع لکھنؤ

---

۵۱ بمبئی مین ملا فیروز کی لائبریری کا نسخہ تھا جو پروفیسر عبد القادر کے ذریعہ سے منگوا گیا تھا،

۵۲ مرتب فہرست کتبخانہ برٹش میوزیم لندن۔ ۵۳ یعنی امیر خسرو کا

(۷۴)

کل انسپکٹر مدارس ندوہ کے معائنہ کو آئے اور بظاہر خوش گئے، کتب خانہ پر خاص خوشنودی ظاہر کی،

زمین کے متعلق ڈپٹی کمشنر نے سفارش لکھکر کاغذ کمشنر صاحب کے ہان بھیجدیا۔

ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن لکھنؤ مین آگئے۔ ان سے ہم لوگ ملین گے، میرے قدیم شناسا اور مہربان ہین،

ہان آپ دس پندرہ دن کے اندر حیدرآباد ڈیپوٹیشن مین چل سکتے ہین، راہ مین دو تین دن بمبئی کی سیر ہوگی اور آپ محظوظ ہون گے، حیدرآباد مین بھی کچھ چیزین دیکھنے کے قابل ہین۔

تحفۃ الصغر کا انتظار ہے۔ جواب جلد عنایت ہو۔

شبلی۔ ۲۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

(۷۵)

مکرمی۔

بمبئی[1] سے آپ کو خط لکھ رہا ہون، افسوس آپ ایمان بالغیب کو ایمان بالحضور پر ترجیح دیتے ہین، شعرالعجم کے اجزا ساتھ لایا ہون، گو حیدرآباد کی منزل اصل وجہ سفر ہے، تاہم چاہتا ہون کہ دوسرا حصہ اسی بمبئی زار مین مرتب ہوجائے،

---

[1] دارالعلوم کے معائنہ کو، ۵ مئی بمبئی سے،

لکھ بھیجئے کہ پٹیالی جو امیر خسرو کا مولد ہی کس ضلع مین ہی؟ اور شہر سے کس قدر دور ہی؟ یہان وقف کی کارروائی کو پھیلانا چاہتا ہون۔ دیکھئے کہان تک کامیابی ہوتی ہے۔

۔۔۔۔۔۔ بڑی آمادگی سے سکرٹری شپ کی کوششین کر رہے ہین، اخبار وکیل مین اظہار عہدہ کے مضامین چھپواتے ہین، بیٹے کی طرف سے امرتسر مین اعلان کرایا کہ پچاس سالانہ چندہ دونگا، اور صاحبزادہ کا نام یون لکھوایا گیا، پسر ناظم ندوۃ العلماء۔ جابجا خطوط بھجوا رہے ہین کہ خط کتابت میرے نام کی جائے، بھوپال سے جو ماہوار مقرر ہوئی تھی، بیگم صاحب نے سند مین میرا نام لکھوادیا تھا، اور میرے ہی نام سے منی آرڈر آتا تھا، ابکی مہینے مین اپنے نام سے منگوایا ہی، ندوہ کے پاس مکان لیکر رہنا چاہتے ہین، لیکن یہ سب کیون، علاوہ تمنائے نظامت کے اس لیئے کہ تعمیر مین لکڑی وغیرہ ان کے کارخانہ سے خریدی جائے یہ ہین ہمارے مقدسین۔

شبلی

بمبئی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء

(۷۶)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ مین مدت ہوئی واپس آیا، لیکن

داغم کہ ہوائے چمن بمبئی امسال سرمایۂ یک تازہ غزل نیز نبودہ است

دار العلوم اب جا کر کچھ رنگ پہ آیا، بڑا رونا تعلیم کا تھا، .... نہ فن کے ماہر تھے نہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔ اب ان کے جو قائم مقام ہین اور جن کو مین نے زبردستی حیدر آباد سے بلایا ہی[۵۱]، ایسے شخص ہین کہ دو ہی چار دن مین طلبہ کی آنکھین کھل گئین، اور سمجھے کہ تعلیم اور فن دانی اس کو کہتے ہین۔ عرب صاحب[۵۲] بھی ایک حد تک غنیمت ہین۔ بڑی مشکل یہ ہی کہ مولوی فاروق صاحب مرحوم کا بدل نہین ملتا مولوی سید محمد صاحب[۵۳] آکر چلے گئے، ایک ادیب کی سخت ضرورت ہے،

وقف کے دستخطون کے لیئے ایک آدمی کے گشت کرانے کی ضرورت ہی، کوئی آدمی ہو تو بھیجدیجیئے۔ صـ۵ـہ مشاہرہ دونگا۔ سفر خرچ علاوہ بشرطیکہ معقول آدمی ہو، شعر العجم کا دوسرا حصہ بھی چھپ چکا، لیکن ابھی تک کتابین نہین آسکین، ورنہ سب سے پہلے خدمتِ عالی مین پہونچتین۔

شبلی۔ ۲۹۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(۷۷)

مکرمی۔

مولوی عبدالحی صاحب نے آپ کو اطلاع دی ہوگی کہ جلسہ سالانہ دہلی مین قرار پایا، لیکن چونکہ وہان مسلم لیگ کے جلسہ کیلیئے حال ہی مین چھ ہزار چندہ ہو چکا ہی،

---

۵۱ مولانا شیر علی صاحب، ۵۲ شیخ محمد صاحب یمنی خزرجی خلف محدث مشہور شیخ حسین صاحب استاد نواب صدیق حسن خان

۵۳ مولوی سید محمد صاحب کالپوی، مولانا محمد فاروق کے شاگرد، اور مولانا کے مرحوم کے رفیق تعلیم۔

اسلیئے عام چندہ وہان کھولا نہ جا سکا، صرف داعیون نے پانسو کی رقم دینی منظور کی ہی، حالانکہ مصارف جلسہ کا تخمینہ ڈھائی ہزار سے کم نہین۔

ابکی اسی ضرورت سے چندہ ممبری صہ، کردیا گیا ہی اور ہر رُکن انتظامی پر لازمی قرار دیا گیا ہی کہ پانچ پانچ ممبر بہم پہونچائے۔

آپ سے بھی یہ درخواست ہی اور کسی قدر رکیشت عطیہ کی الگ، لیکن یہ باتین مولوی عبدالحق صاحب کے لکھنے کی ہین، مین آپ سے جو چاہتا ہون وہ حسب ذیل ہی۔

(۱) جلسہ مین کسی علمی مضمون پر لکچر دیجیئے۔

(۲) اخبارات مین جلسہ سالانہ کے تقریب سے ندوہ کی اغراض اور توسیع اغراض پر مضامین لکھیئے اور بہت جلد شروع کردیجیئے۔

(۳) جیسا کہ پہلے روساء سے خط کتابت کا کام آپ اپنے ذمہ لیتے تھے ابکے بھی لیجیئے، ہان بورڈنگ بھی شروع کردیا جائیگا، اِس لیئے آپ کے کمرون کی رقم عین جلسہ کے وقت بذریعہ نوٹ کے پیش ہونی چاہیئے۔

شعر العجم مجھ سے ریویو کا تقاضا کر رہا ہے۔

شبلی۔ ۱۰؍ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع

(۷۸)

مکرمی۔

آپ نے شعر العجم کی وہ مدح سنجی کی کہ مین نے خود اسپر دوبارہ اِس لحاظ سے

ا؎ شعر العجم کے ریویو مین۔

نظر ڈالی کہ یہ خط و خال اسمین ہین ہی یا چشم مجنون کی قوتِ اختراع ہے۔
شعر العجم کا یہ کیا کم احسان ہی کہ اسکی بدولت آپکی ادبی بارشِ فیض پھر نصیب ہوئی، افسوس یہ دست و قلم زمینداری کے بدمزہ کاغذات پر صرف ہون۔
لوگ اکبری، یا عالمگیری ہین، لیکن مین جہانگیری ہون، اُکی الندوہ کے آئینہ مین جہانگیر کی صورت دیکھیئے گا،
جلسہ دہلی نے بڑی مصیبت مین ڈالدیا ہی، ان ظالمون نے ہات تو لگا دیا لیکن بوجھ سنبھالا نہین جاتا، تقاضا ہی کہ خود آؤ اور ہاتھ بٹاؤ، دو تین دن مین روانہ ہونگا، علیگڈھ بھی راہ مین ہی لیکن آپ اپنے دائرہ سے کہان نکلتے ہین، وہان تک آنے کی اب ہمت نہین۔
فتوح الحرمین، حالات حرمین مین ایک مثنوی ہی مصنّف کا نام محی ہی، لیکن کشف الظنون کے سوا اور کسی تذکرہ مین پتہ نہین لگتا۔ آپ اپنے دفتر مین تو دیکھیئے۔

شبلی۔ ۰۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ع

(۷۹)

مکرمی۔
اسوقت مراد آباد مین ہون۔ یہان ایک قدیم خاندان قضاۃ کا ہی، ان کے ہان شاہی کتبخانہ کی متعدد کتابین ہین، عالمگیری کی ایک جلد مسودۂ مصنفین ہی لیکن یہ ان کا بیان ہی، آج منگوا کر دیکھونگا،

جو امور مین نے اخبارات مین لکھے، ان مین سے سب تو جلسہ مین پیش نہین ہو سکتے، اس لیے بلحاظ اہمیت اور امکان حصول یہ طے کیجیے کہ اس سال کیا کیا امور پیش ہون، اور انکی کارروائی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ مدارس انگریزی مین دینیات کا بندوبست ضرور سوچیے، نیز آریون کے فتنہ کی روک،

انشاء اللہ پرسون دلّی روانہ ہونگا۔ دو چار روز کے بعد آپ بھی تشریف لائیے۔

شبلی۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء۔

(۸۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ خدا کے فضل سے سب کام شروع کر دیے گئے، ترجمہ قرآن مجید کیلیے متعدد شخصون کو خط لکھے، کسی نے کوئی تسلّی دہ بات نہ لکھی، لیکن عماد الملک بلگرامی نے خط لکھا کہ وہ نہایت مستعدی سے اس کام کو کر رہے ہین، ان کے خط کے اقتباسات آئندہ چھاپونگا،

اشاعت اسلام کے لیے مجھکو خود ایک بار دورہ کرنا ہے، مین ایک مہینہ سے پیچپش مین ہون، اسی غرض سے الہ آباد بھاگ گیا تھا، لیکن نواب وقار الملک اپنے لڑکے کو داخل کرانے آئے تو مجھکو بلا بھیجا اسلیے آنا پڑا، اسی حالت مین رائے بریلی گیا، اور وہان جلسہ کرکے اسکی بنیاد ڈالی چھینٹا پڑنے پر عام دورہ شروع ہوگا۔

وقف کے دستخط کے لیے محمد ظہور کو جو بھیجا ہے تو اشاعت اسلام کے متعلق لوگونکو

خطوط لکھکر دیدیئے ہین، دیکھیئے لوگ کیا جواب دیتے ہین۔

وقف کی موریل لکھنے کو کوئی مسلمان نہین ملتا، مجبوراً آگرہ آباد مین تیج بہادر سپرو جو ہندوستان ریویو نکالتے ہین، اُن سے خواہش ظاہر کی، وہ فارسی سے آشنا ہین اور شعرالعجم کے معترف، اِس لیئے خود ملنے آئے اور مجھ سے تمام کاغذات لے لیئے اور کہاکہ یہ سب پڑھ کر جواب دونگا۔

صیغۂ تصیح اغلاط تاریخی کے متعلق سیّد سلیمان سے خط شائع کرادیا، اور لوگون نے خطوط بھی بھیجے، سیّد سلیمان اب کام شروع کرتے ہین۔

بڑی دقت یہ ہی کہ دیہات مین جاکر تلقین اسلام کرنے والے واعظ نہین ملتے، اسکا کیا علاج ہوگا؟ اشاعت اسلام کی کارروائی تمامتر اسپر موقوف ہے۔

آزاد کلکتہ پہونچے، سخت پریشان ہین۔

سیّد سلیمان میرے خطوط جمع کررہے ہین، کیا آپکے پاس میرے کچھ ہفوات غلطی سی محفوظ ہونگے؟

ہان عربی زبان مین الیڈ[۱] کا ترجمہ ہوا، مصنّف دائرۃ المعارف نے کیا اور بڑے اہتمام سے کیا، یہانتک کہ مصر کے سَو فضلا نے اِس تقریب مین ڈنر دیا، مترجم نے دو سَو صفحونکا دیباچہ بھی لکھا ہی، ؁ قیمت ہی، مین نے ایک نسخہ منگوایا ہی آپ چاہین تو آپکو بھی منگوا دون۔

شبلی۔ ۵۔ مئی ۱۹۱۰ء

[۱] مشہور یونانی شاعر ہومر کی نظم کا سلیمان بستانی بیروت کے ایک عیسائی عالم نے ترجمہ کیا ہی، دائرۃ المعارف یعنی عربی انسائیکلوپیڈیا کی آخری جلدین اسی نے لکھی ہین، ابتدائی جلدین اور شخص نے لکھی ہین۔

(۸۱)

آپ یہ سُن کر خوش ہون گے کہ عمان، اور کویت کے دو عرب کم سن لڑکے ندوہ مین تعلیم کے لیے آئے ہین، ایک کو خود اُن کا باپ لیکر آیا ہے، بچّے ذہین ہین، ایک اُجرومیہ[1] پڑھتا ہے، اور ہونہار ہے، دونون اپنے مصارف کے خود متکفل ہین، توقع ہے کہ اگر نتیجہ اچھا ہوا تو اکثر عرب تعلیم کے لئے یہان آئین گے، بمبئی مین بعض عرب تاجرون نے مجھ سے خط کتابت شروع کی ہے، اور چاہتے ہین کہ جب بمبئی جاؤن تو انہی کا مہمان ہون،

کشمیر سے تار آیا کہ بارش ہے، اسلیئے نہ جا سکا،

شبلی۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ع

(۸۲)

مکرمی۔

شدت گرمی سے مین کلکتہ بھاگ گیا تھا، اور واقع مین وہان بہت آرام تھا، لیکن یہان کے کام ابتر ہو رہے تھے اِس لیئے کل واپس آیا، یہان اس بلا کی گرمی ہے کہ بولا گیا ہون، ندوہ کی حالت نہایت ابتر ہے، شاہجہان پور کی جائداد پر عدالت قبضہ دلا چکی لیکن ہمارے ہان کوئی خبر نہین ہوتا، جب دو چار خط معتمد مال کو مین اور مولوی عبد الحی صاحب لکھتے ہین، تو اک ذرا چونک کر پھر رہجاتے ہین،

---

[1] نحو کی ایک کتاب ہے جو مصر و عرب مین عموماً بچون کو پڑھائی جاتی ہے،

وہ اور لاؤتو کام کے عادی نہین، اور ہون تو اُن کو اپنا کام کیا کم ہی

للت پور مین ایک شخص نے دو سال ہوئے، مکان وقف کیا تھا، اب اسکا خط آیا کہ کوئی خبر نہین لیتا، مین کیا کرون، یہی اور بہت سی مالی معاملات کا حال ہی سب پر طرہ یہ ہی کہ اشاعت اسلام، تصحیح اغلاط وغیرہ کی کارروائی کے لیے کوئی رقم نہین ملتی، حتی کہ خط کتابت کے لیئے معتمد صاحب فرماتے ہین کہ جلسہ انتظامیہ کی منظوری ہونی چاہیئے۔

جلسہ انتظامیہ ہوگا تو بجائے ضروری اُمور کے لوگ نظامت کے لیئے کمرین باندھ باندھ کر آئین گے، اور کل اجلاس مین مہابھارت کا رنگ رہے گا جس مین الحرب سجال کا نتیجہ ظاہر ہوگا،

اگر آپ کو ندوہ کا درد ہی، تو آٹھ سات دن کے لیئے آیئے، مولوی خلیل الرحمن صاحب کو بلائیے، پہلے آپس مین صلح اور نیک نیتی کے ساتھ تمام مراتب طے ہو جائین اور ضرور ہو سکتے ہین، پھر تمام اُمور کو باقاعدہ جلسہ مین طے کر لیجیئے، جب ہم لوگ متفق ہون گے تو کسی کو اختلاف نہ ہوگا۔ ورنہ حالت اس حد تک پہونچ گئی ہی کہ اب انجمن حمایت الاسلام کی طرح ندوہ کی مالی کارروائیان بھی اخبارات کے منظر پر نظر آئینگی، چار برس ہوئے کوئی حساب کتاب نہ مرتب ہوا، نہ شائع ہوا، لوگ چاہتے ہین کہ ماہ بماہ الندوہ مین جمع خرچ چھپے، یہان کسی کو خبر بھی نہین، مد تعمیر کی ایک مجلس ہی، اس کا ایک اجلاس ابتدائی کے سوا آج تک کوئی اجلاس نہین ہوا

سب جمع خرچ محض ذاتی رائے سے ہو رہا ہے۔

آپ نے بلایا ہے لیکن مجھکو آج کل سفر کرنا محالات مین سے ہے۔

شبلی۔ ۹۔جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۳)

اشاعت اسلام کی بنیاد دو کامون پر ہے۔ تقرر وعّاظ۔ آمدنی مشاہرہ وعّاظ۔ واعظ حسب خواہش وضرورت نہین ملتے، اور ملین تو کئی سو ماہوار کی آمدنی چاہیئے، انہی دونون باتون کے متعلق مین نے یادداشت کے لیئے لکھا تھا۔ اسپر مکرر غور فرمائیے اور اپنی رائے قلمبند کر کے دیجیئے کہ کیونکر اور کس طریقہ سے یہ دونون باتین حاصل ہونگی۔

شبلی۔ ۱۲۔جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۴)

مکرمی۔

ابکی میری خاموشی اور رضا بالقضا نے برا نتیجہ پیدا کیا، لڑکونکی عدم مذہبی پابندی کی تحقیقات نہایت ضروری ہے، لیکن اسکا طرز یہ تھا کہ لڑکے مدعا علیہ ہوتے نہ کہ مین خود بھی ایک مجرم قرار دیا جاتا، تحقیقات یہ کرنا تھا کہ آیا میرے کسی قول و فعل سے لڑکون کو عدم پابندی کی ترغیب ہوتی ہے یا نہین، آیا مین نے خود طلبہ کی

سلہ ندوہ کے جلسہ انتظامیہ مین۔

اِس حالت پر نوٹس لیا یا نہین، یا مین نے اس کے متعلق احکام جاری کیئے یا نہین،
اصل یہ کہ مدت سے کوئی جابر اور منتظم پرنسپل نہین، اسکی تلافی مین کیا کرسکتا ہون، یہ
تو وہی بات ہو کہ عمدہ ناظم نہ ملنے سے بہت سے کام ابتر ہو رہے ہین، لیکن اِن بنا پر
معتمدین پر کمیشن بٹھائی جاسکتی ہے۔

اس صورت مین کمیشن بیٹھنا کہ مین مجرم کی حیثیت سے سامنے آؤن اور میرا
اظہار تحریری یا تقریری لیا جائے۔ مین قیامت تک پسند نہین کرسکتا، اور اسکا
یہ نتیجہ ہو کہ اگر ایسا ہی ہوتا ہو تو آپ مجھکو مطلع کرین تاکہ مین قطعی استعفا دیدون،
آپ کا ندوہ سلامت رہے، اور نائب ناظم صاحب اور دیگر معتمدین صاحب
اِس کے چلانے کے لیئے کافی ہین۔

شبلی۔ ۳۱۔اگست ۱۹۱۰ء۔ الہ آباد،

(۸۵)

مکرمی۔

رام پور اس لیئے نہ جاسکا کہ وہان سے اطلاع آئی کہ ابھی نہ آؤ[۱] سرکار نینی تال
ہین، اور اسوقت تک کتب خانہ بند رہیگا۔

مرزا کامران[۲] کے دیوان کے سرورق کا جس پہ جہانگیر وغیرہ کے دستخط ہین،

[۱] یعنی نواب صاحب رامپور [۲] مرزا کامران اکبر کا چچا تھا اُسکا فارسی دیوان بانکی پور کے کتبخانہ مین ہی
اُس کے سرورق پر شاہجہان اور جہانگیر کے دستخط ہین، شاہجہان کی عبارت یہ ہی۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب۔

ہین نے فوٹو لیا تھا، اور الندوہ سے شائع ہوا تھا، یاد آتا ہی کہ ایک آپ نے بھی منگوا لیا تھا، اگر ہو تو مطلع فرمائیے۔ اس سے اور فوٹو لینے ہین، یہان کوئی کاپی نہین رہی،

کمیشن[1] کا معاملہ غور طلب ہی، اس لیے مفصل لکھتا ہون، غور سے پڑھیے گا، اسکے دو پہلو ہین، ایک واقعی صلاح اور انتظام، اور دوسرے کسی شخص کی مخالفت و عداوت،

امر اول کی صورت یہ ہی کہ آپ تشریف لائیے، اور سب ارکان یہین ہین، مدرسہ مین آئیے، لڑکون کو دیکھیے بھالیے، مذہبی پابندی مین جو کمی ہو، اُسکو نوٹ کیجیے، طریقۂ انتظام و اصلاح سوچیے اور قلمبند فرمائیے۔ لیکن یہ تمام کارروائی بغیر اطلاع اور شور و غل کے ہو، اسوقت موجودہ حالت یہ ہی کہ شاہ صاحب اور منشی صاحب نے تمام شہر مین غل پھیلا رکھا ہی، باہر کا جو شخص آتا ہی یہی خبر لیکر میرے پاس آتا ہی اسلیے جس دن آپ آئین گے شہر مین غل ہوگا، اکثر لوگ مدرسہ مین آئین گے، مخالف اور موافق ہر جگہ ہوتے ہین، اسلیے بہت سے لوگ بلکہ خود بعض ارکان موجود ہونگے، اور اس بات کی کوشش کرینگے کہ مجرم کی حیثیت سے میرے مقابلہ مین اظہار دلائے جائین، یعنی فلان شخص کی تحریرات، تصنیفات، اور تقریرات نے یہ اثر پیدا کیا ہی،

ضیاءالحسن[2] علی گڈھ سے یہان آئے تھے، دوسرے دن ملنے آئے کہتے تھے کہ منشی صاحب نے ان سے کہا کہ تمھارا اظہار بھی لیا جائے گا۔

---

[1] دیکھو مکتوب لیہ کا خط ۶۵۔ [2] مولوی ضیاءالحسن علوی ندوی بی اے۔

یہ طریقہ نہایت بُرا ہوگا، اور مین اسکے قبول کرنے پر طیار نہین ہو سکتا، نہ اسلئے کہ مجھکو اپنے خلاف شہادت کا ڈر ہی بلکہ اس لیئے کہ کسی معتمد کے مقابلہ مین طلبہ وغیرہ سے اظہار لینا، یہ اُسکی توہین ہے۔

بیشک مین اسوقت اس کارروائی پر راضی ہو سکتا ہون جب اسکے ساتھ اور معتمدین پر کمیشن بیٹھے، مین اسکو قطعًا ثابت کر سکتا ہون کہ فلان صاحب صبح کی نماز نہین پڑھتے، فلان صاحب نے اپنی غفلت سے اسوقت تک ہزارون روپیہ لوگون کا ضائع کر دیا ہی، یعنی لوگون نے کمرہ کی تعمیر کے لیئے روپیہ دیا تھا وہ تعلیم پر صرف کر دیا گیا، وعلیٰ ہذا۔ فلان صاحب نے وقف کر کے اپنی جائداد دار العلوم کو دیدی اور اب تک رکن ندوہ ہین، مکان دار العلوم کا روپیہ ندوہ ادا کر چکا باوجود اس کے دستاویز واپس نہین کرتے، اور اسی وجہ سے باوجود اسکے کہ دو دفعہ جلسۂ انتظامیہ مین منظور ہو چکا کہ مکان موجودہ فروخت کر ڈالا جائے وہ فروخت نہین کرتے۔

ان سب باتون کو برشئے کار لانا پڑے گا، ورنہ یہ نہین ہو سکتا کہ صرف ایک معتمد پر بے وجہ اسقدر شورش کی جائے۔

ضابطہ کی حیثیت یہ ہی کہ کمیشن کا رزولیوشن اجنڈا مین درج نہ تھا، منشی احتشام علی صاحب کی یادداشت اسلیئے نہین پیش ہو سکی کہ پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس نہین پہونچی تھی، پھر یہ جدید رزولیوشن کیونکر فورًا پیش ہو کر بغیر منظوری

دیگر ارکان غیر حاضرین کے پاس ہو سکتا ہی - اُسپر مزید یہ کہ اُسوقت یہ پاس ہوا کہ ایک مہینہ کے اندر رپورٹ پیش ہو جائے - مدت گذرنے کے بعد ارکان کمیشن کو کیا حق ہے، جبتک جلسہ انتظامیہ کی دوبارہ منظوری نہ ہو -

غرض مقصود یہ ہی کہ کام کی اصلیت مقصود ہو تو اس کا طریقہ مین پہلے عرض کرچکا، اور اگر فلان وبہمان کو شماتت کا موقع حاصل کرنا مقصود ہی تو مین اسکے لیے بالکل آمادہ نہین ہون، اس حالت مین صرف دو نتیجے ہون گے - آسان یہ کہ مین مستعفی ہو جاؤن - اور دقت طلب یہ کہ مین کمیشن کی تعمیل سے انکار کرون،

اسمین کچھ شبہہ نہین کہ طلبہ مین تقدس کا اثر نہین ہی، آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایکدفعہ ندوہ کے لڑکے ڈیپوٹیشن کے طور پر بھیکن پور بھی گئے تھے، انکی وضع سے آپ نے سمجھا کہ علی گڈھ کے لڑکے ہین، یہ میری موجودگی سے قبل کا زمانہ ہی، اسکی وجہ مین نے بہت سوچا اس کے سوا کوئی نہین کہ ابتدا سے آج تک کوئی پرنسپل مقدس اور با اثر نہین ملا،

ایک زمانہ مین مولوی فاروق صاحب مرحوم تھے، وہ خود بے پروا تھے - مولوی . . . . صاحب خود پابند تھے لیکن اثر کچھ نہ تھا، خود اُن کا لڑکا مولوی . . . . ڈاڑھی ترشواتا تھا اور وہ کچھ نہ کہتے تھے - اسکی نماز فجر نہ پڑھنے کی مین نے اُن سے شکایت کی تو فرمایا کہ "رات کو مطالعہ زیادہ دیکھتا ہی اسلئے صبح کو سو جاتا ہی"

مین اول جب حیدر آباد سے آیا تو دیکھا کہ دار الاخبار (ریڈنگ روم) مین

طلبہ نے نواب محسن الملک وغیرہ کی تصویرین لگا رکھی ہین۔ نماز نہ پڑھنے پر گوشت کا پیالہ بند کیا جاتا تھا، لیکن ہر روز دس پانچ بند رہے۔

اسکی تدبیر صرف یہ ہی کہ کوئی مقدس بزرگ ہاتھ آئین، مولوی سیف الرحمن صاحب کی تعریف مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ بہت کرتے ہین، مین نے اُن کو لکھا، لیکن وہ پچاس پر نہین آتے۔

بہر حال یہ معاملہ، موجودہ صورت مین معمولی معاملہ نہین ہی، مجھکو مطمئن فرمائیے کہ طریقۂ تحقیقات کیا ہوگا؟ کیونکر ہوگا، عنوان کیا ہوگا؟

رزولیوشن مین خاص میرے زمانہ کے مقابلہ کا ذکر ہی، اس سے مخالف طبیعتون کو ہر قسم کے مخالف پہلو کا موقع ملے گا، اور اس سے وہ کام لین گے،

والتسلیم
شبلی۔ ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۶)

مکرمی۔

ندوہ کے مواد فاسد کو ہر دفعہ اوپر سے لیس پوت کر دی جاتی ہی، اور اندر اندر مواد پکتا رہتا ہی، اس لئے ہمیشہ خلجان رہتا ہی، اگر واقعی ندوہ کا درد ہی (اور ضرور ہی) تو ایک ہفتہ کے لئے آئیے، اصل یہ ہی کہ منشی احتشام علی صاحب اور مولوی خلیل الرحمن صاحب، بلکہ مولوی عبد الحی صاحب کو کسی قدر یقین ہی کہ مین ان لوگونکے اختیارات

مین دست اندازی کرتا ہون اور اُن کے کرنے کا کام خود کرتا ہون اور اسطرح وہ نمایان نہین ہوتے - اس لیئے آکر میری اور انکی سنیئے اور دیکھیئے کہ کیا واقعہ ہی، مجھکو آپکی رائے پر پورا بھروسہ ہی، اگر آپ کے نزدیک مین نے ایک ذرہ بھی اپنے حدود سے تجاوز کیا ہوگا تو معترف ہوکر معافی مانگونگا - ورنہ جب تک ان لوگون کا یقین نہ زائل ہوگا کوئی کمیشن اور اصلاح سود مند نہ ہوگی، یہ سب تو اسی رنجش کے بخارات ہین، باقی مفصل خط پہلے لکھ چکا ہون -

شبلی - ۳۰ - ستمبر ۱۹۱۰ء

(۸۷)

مکرمی - السلام علیکم

افسوس آپ ایسے وقت مین تشریف لاتے ہین کہ اعظم گڈھ مین سناٹا ہوگا - یہ شہر منا اور عرفات کی طرح صرف کچہری کے زمانہ تک آباد رہتا ہی، تعطیلون مین بالکل ویران ہوجاتا ہی، کیونکہ وہان کا خاص باشندہ کوئی ممتاز آدمی نہین، سب دیہاتی ہین - ہم لوگ خود چونکہ باہر رہتے ہین اور تعطیلون مین بھی باہر رہتے ہین، اسلیئے اس کمی کی یون بھی تلافی نہ ہوسکے گی - بہرحال تحریر فرمائیے کہ کس تاریخ تک آپ ضرور آسکینگے - مجھکو تو ایک طرف نواب وقار الملک منصوری مین بلا رہے ہین، دوسری طرف مولوی سید حسین صاحب بلگرامی کا خط آیا ہی کہ تم خود آؤ تو مین مسودہ وقف لکھ دون، ادھر مدرسہ کے کھلنے کے وقت بہت سے جدید ضروری

انتظامات ہونگے، اسلیئے موجود رہنا چاہیئے۔غرض ایک کشمکش مین ہون،

عمارت کا چندہ اب بالکل بند ہی۔مجھکو لوگ اب کچھ کرنے نہین دیتے، خود کچھ کرتے نہین، دور دور تک یہ پھیلا دیا ہی کہ مین الگ ہو گیا چنانچہ باہر سے متعدد خطوط آئے نہ صرف میرے پاس بلکہ اورون کے پاس۔قاری عبدالولی صاحب مطبع آسی پرسون آئے تھے انکے پاس پورب سے ایک خط آیا ہی مین بہت سی افسردہ تھا۔بیماری نے اور دل توڑ دیا۔اپیل شائع کرنے کی ضرورت نہین۔مین نے کام تقریباً چھوڑ دیا ہی، لوگ آئین اور کام سنبھالین۔پچاس ہزار خرچ ہو چکے، عمارت ناتمام رہی۔تیس ہزار کی اور ضرورت ہوگی، اس کے علاوہ بورڈنگ کا سامان۔اضافہ ماہوار، ترقی تعلیم یہ سب کام ہین، لوگ آئین اور انجام دین۔مین انشاء اللہ کسی اور صوبہ مین قیام کرون گا۔اور کوئی مشغلہ ڈھونڈھ لون گا۔مولوی سیف الرحمن کو بلوائیے اور مقرر کیجیئے۔

مصر سے عربی مین نقشہ مل سکتا ہے۔ والتسلیم

شبلی۔ ۲۷۔اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۸)

مکرمی۔

تسلیم۔الیڈ[۱] مین نے علی گڈھ سے منگوائی تھی اور مصر سے بھی آپ وہین

[۱] یونانی شاعر ہومر کا ترجمہ عربی، دیکھو مکتوب ۸۳۔

کیون نہ لے لین حقی بغدادی سے۔عرب کا نقشہ بھی وہ منگوا دین گے، چونکہ وہ اور کتابین بھی منگواتے رہتے ہین، اسلیئے ان کے ذریعہ سے شاید ارزان آئے، ورنہ مین حاضر ہون،

اعجاز خسروی کا ایک عجیب وغریب نسخہ ہات آیا۔امیر[۱] کی وفات کے ۱۰ برس بعد کا لکھا ہوا ہی، نہایت صحیح اور سرتاپا محشّٰی ہی، اور کمال یہ کیا ہی کہ لفظی رعایت مین ایک لفظ کے کئی ٹکڑے مین بھی کوئی رعایت ہی تو اسقدر ٹکڑا سُرخ لکھا ہی، مثلاً باغ کی رعایت مین بُود کا لفظ آگیا ہی تو بُو کو سُرخ لکھا ہی، تمام کتاب مین یہ التزام ہی، اسقدر دیدہ ریزی شاید خود مصنف نے کی ہو۔

آپ کے نہ آنے سے خمیر پک کر رہ گیا، جاگ ٹوٹا۔لیکن زیادہ طیار ہونے کیلئے۔

شبلی ۱۵-نومبر سنہ ۱۹۱۰ع

(۸۹)

مکرمی۔

سبحان اللہ اتنا نہ ہوا کہ الہ آباد سے آتے ہوئے ایک دن لکھنؤ مین ٹھہر جاتے ۲۷-فروری کی تاریخ غالباً بدل جائیگی، قواعد انتخاب کے مطلب کی تعبیر مین سخت اختلاف ہی، وکلاء اور قانون دانون سے کئی دن سے مشورہ رہا کوئی قطعی بات طے نہین ہوتی، ارکان خود ملکر پہلے طے کرتے تو بہتر تھا ورنہ وقت پر پہلے تو قواعد ہی پر

---

[۱] یعنی امیر خسرو دہلوی،

بحث ہوگی اور جلسہ بیکار جائیگا۔

اکی جنوری کے الندوہ کا آغاز یونیورسٹی ہی سے ہے، اور جلی عبارت مین لکھا ہے کہ لوگونکی نظر پڑے، آپ کے خط آنیسے بہت پہلے مضمون مطبع مین بھیج چکا تھا، مضمون تو نہین بلکہ نوٹ بھی، مستقل مضمون اسوقت لکھونگا، جب آپ سے مل کر اسکی ہیئت خوب سمجھ لون،

مین علی گڈھ آنا چاہتا ہون۔ گیسٹ ہاؤس مین ٹھہرون یا آپ کے ہان۔ آپ تو شاید نمائش مین خیمہ افگن ہون گے،

عربی کی بعض مفید کتابین مصر سے آئی ہین، کیا آپ کو بھی بھجوا دون، مثلاً ثمار القلوب للثعلبی و روح الاجتماع[۱]۔ چار چار روپیہ یا زیادہ قیمتین ہین۔

ہان آپ سے تو فریق ثانی نے بہت خط کتابت کی، ان کے اقتراحات کیا ہین؟ صرف عنوانات لکھیئے کہ وہ یہ انتظامات چاہتے ہین،

جواب مفصل لکھیئے۔

شبلی۔ ۶۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(۹۰)

مکرمی۔

والا نامہ ملا، مدرسین کا کیا فیصلہ ہو، نامور بازار مین نہین ملتے۔

---

[۱] یہ لی بان صاحب تمدن عرب کی فرنچ تصنیف کا ترجمہ ہے، جسکا موضوع "جماعات کا علم النفس" ہے۔

بلکہ خاص تعلقات اور اعتماد پر آسکتے ہیں۔ مولوی حفیظ اللہ صاحب کے بعد سب نے متفقاً تین شخصوں کے بلانے کی آرزو کی، ٹونکی۔ مولوی شیر علی۔ مولوی ماجد علی۔ یہ بھی مولوی خلیل الرحمٰن صاحب نے کہا کہ انہیں سے ایک کی امید نہیں کیجا سکتی ورنہ ہر ایک ہماری انتہائی آرزو ہے۔

مولوی ماجد علی میرے شاگرد ہیں، ادب مجھ سے پڑھے ہیں، ٹونکی ہم سبق اور مولوی شیر علی دوست تھے، مین نے مولوی ماجد علی کو بلوایا، وہ آئے، لیکن ہم سب نے ان کو ناپسند کیا، مولوی شیر علی کا انجام آپ کو معلوم ہے۔

ادھر مولوی فضل حق کی رائے ہوئی، انکو لکھا وہ آنے پر راضی ہوئے اور خط آیا، یہاں سے ایک گمنام خط گیا کہ نہ آئیے یہاں لڑائی ہے، وہ بھی بیٹھ رہے۔ ٹونکی سرکاری ملازمت چھوڑ کر کیون آئین، تاہم مین بلا سکتا ہون، لیکن ہر شخص اب سمجھنے لگا کہ سکرٹری دار العلوم کی ذمہ داری کوئی چیز نہین، اسلیئے کوئی ایسی غیر اطمینانی حالت مین کیونکر آئے۔

منشی احتشام علی صاحب کے نزدیک مولوی حفیظ اللہ صاحب افضل الناس ہین، لیکن وہ بھی شاید اب نہ آئین، بہرحال دار العلوم سے اب ہات دھونا چاہیے جبتک کوئی ماہر فن نہ آئیگا علمی مذاق نہین پیدا ہو سکتا۔ اور وہان مولوی حفیظ اللہ کے سوا اور کوئی مقبول نہین ہے

والسلام۔ شبلی۔ کلیر روڈ۔ پالن جی ہوٹل۔ بمبئی۔

۱۴۔ جون سنہ ۱۹۱۱ء

سلہ شمس العلماء مفتی عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

(۹۱)

مکرمی۔

تسلیم۔ دار العلوم کی نسبت تو مین نے عہد کر لیا ہو کہ آپ کو کچھ نہ لکھون گا، بجز اس کے کہ کونسل نظامت کے ارکان مشارق و مغارب مین ہین اور ریپبلی وغیرہ کا فیصلہ حیز عدم ہو، مولوی عبد الحی صاحب فرماتے ہین کہ لوگون کو خطوط لکھے، لوگ کہتے ہین کہ ہمکو نہین پہونچے، ٹونکی میرے اصرار سے آئے اور یہان کوئی نہ تھا۔ اس لیئے بلا فیصلہ واپس گئے۔ گو مین نے ان کو آمادہ کر لیا ہو کہ وہ قیام کرین، بشرطیکہ ملاء اعلیٰ بھی کبھی فیصلہ کرے۔

خیر اسکو چھوڑیئے۔ وقف کا معاملہ اب قریب الحصول ہو، اب عمدہ کاغذ پر موریل مع اصلاحات قانون وقف چھپوانا اور ملک کے اعیان سے دستخط کرانا اور وسیرائے کی خدمت مین بھیجنا ہو، ان ضروریات کے لیئے کچھ مزید چندہ کی ضرورت ہو، عام چندہ تو مناسب نہین احباب کو تکلیف دیتا ہون۔ آپ بھی کچھ رقم بھیجدیئے،

مشرقی کانفرنس[۱] سے اچھے نتائج کی امیدین ہین۔ مین نے ندوہ کو وہان زیادہ روشناس کیا، اور بعض کارروائیون مین وہ شامل کر لیا گیا۔ مفصل عند الملاقاۃ۔

مین وقف کے متعلق دورہ کرنا چاہتا ہون۔

شبلی۔ ۲۷۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء۔ لکھنؤ

---

[۱] گورنمنٹ نے شملہ مین ایک اورینٹل کانفرنس بلائی تھی، مولانا بھی اسکے ممبر تھے،

(۹۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ نصاب تعلیم ندوہ اسی دن روانہ کیا، شاید نہین پہونچا، خیر آج پھر بھیجتا ہون، سبحان اللہ آپ اعظم گڈھ چلین تو مین عرب سے چل کر اعظم گڈھ آؤن، آج ہی خط لکھتا ہون اور کلکٹر صاحب کے متعلق دریافت کرتا ہون، مین آجکل مین رامپور جانے والا تھا۔

الہ آباد کی نمائش نے میرا ایک لکچر قدیم تحریرون اور کتابون پر مقرر کیا ہے، اس کے لیئے سامان مہیا کرتا ہو، آپ کے ہان سے بھی سرمایہ ملیگا۔

کمیشن کی شہرت نے بہت برا اثر پیدا کیا، اول تو تمام شہر مین مشہور ہو کہ فلان شخص علیحدہ کردیا گیا، دوسرے اسکی پختگی کے لیئے شاہ سلیمان صاحب وغیرہ ہر جگہ یہ چرچا پھیلا رہے ہین کہ فلان شخص کی نسبت تمام ہندوستان مین بدعقیدگی اور الحاد کا شبہہ عام ہو گیا ہو، اسلیئے اب اسکے انتساب سے ندوہ کو نقصان پہنچ رہا ہو اور پہونچے گا۔

مآثر رحیمی[1] کا پہلا حصہ نکلا، کلکتہ سے منگوائیے۔

مولوی سید حسین صاحب نے سورہ بقرہ کا ترجمہ چھپوا کر، لیکن مسودہ کی شکل مین بھیجدیا، مموریل وقف اولاد کا اچھا لکھا گیا، آپ نے اسپر کچھ رائے نہین دی۔

شبلی

۱۴/ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء

---

[1] عبدالرحیم خانخانان کے حالات ہین، ایشیاٹک سوسائٹی کا نسخہ تھا، مولانا کے توجہ دلانیسے اسکی اشاعت کا سامان ہوا۔

(۹۳)

جناب مستطاب دام مجدکم۔ تحیۃ و سلام۔

مسودہ قانون وقف اولاد اب بہت جلد کونسل مین پیش ہوگا، اور گورنمنٹ کے لا ممبر نے اپنی تقریر مین کہا تھا کہ گورنمنٹ اِس بڑے موریل کا انتظار کرے گی جو مسلمانون کی طرف سے آنے والا ہے (یعنی انجمن وقف کی طرف سے) اسلیئے مین نے الہ آباد اور بمبئی وغیرہ کا دورہ کرکے تمام مقننین کی رائین حاصل کین، اور جو جو نقص مسودہ مین ہین ان کو ایک الگ یادداشت مین شائع کیا، آج وہ اور اصل مسودہ انگریزی ارسال خدمت کرتا ہون کہ آپ غور فرمالین۔

اس کے ساتھ اب موریل بہت جلد طیار ہوکر خدمتِ والا مین دستخط ثبت کرنیکے لیے حاضر کیا جائیگا، تاکہ وہ ڈیپوٹیشن یا صوبہ کی گورنمنٹ کے ذریعہ سے حضور وائسرائے کی خدمت مین ارسال ہو۔ فقط۔

شبلی نعمانی

(۹۴)

جناب من۔

جرجی زیدان کا رد جو الندوہ مین نکلا محض سرسری اور کم زور تھا، اسکی وجہ

لہ یہ ایک عام خط تھا جو تمام ارباب رائے کی خدمت مین بغرض مشورہ بھیجا گیا تھا۔ لہ جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر نے تمدن اسلامی مین جو مخفی اعتراضات مسلمانون پر کیئے تھے اور جو غلطیان تاریخ مین کی تھین اُنکی تردید و تنقید عربی رسالہ ہندستان و مصر دونون جگہ چھپ گیا ہے۔ بنام الانتقاد۔

یہ ہو کہ طبیعت کا زور عربی مین مصروف تھا، کیونکہ اصلی مخاطب عرب وشام تھا، اس بنا پر عربی رسالہ بہت بڑا ہو گیا جس کے مصارف طبع قریبًا ۵۰۰ یا اس سے کچھ زائد ہون گے، فروخت کی توقع نہین، مصر وشام ویورپ مین مفت بہت رسالے بھیجے جائین گے، اس لیئے یہ قرار پایا کہ مصارف کے لیئے "دردوستان بکوب" پر عمل کیا جائے

اِس خیال مین تھا کہ آج حکیم نورالدین صاحب[1] کا خط آیا رسالہ عربی کے لیئے مین ۵۰ بھیجتا ہون، اب بقیہ کی فکر ہو، آپ دس پندرہ جسقدر مناسب سمجھین بھیج دین اور یہی عریضہ جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب کو بھیجدین، وہ جو چاہین گے بھیجدینگے باقی کے لیئے عزیزی حمید۔ نواب علی حسن خان اور شبلی ہے۔

۲۷۔ نومبر سنہ ۱۹۱۱ع

(۹۵)

تسلیم مفتاح السعادۃ، مدرسہ کا نسخہ تھا قیمت ۶ بھیجدیجیے۔

سیرۃ نبوی کا شروع سال[2] سے عزم ہو لیکن پچاس ہزار سرمایہ کی ضرورت ہو کیا قوم سے یہ اُمید ہوسکتی ہے۔

شبلی

۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۲ع

---

[1] خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

[2] اس خط سے آغاز سیرت نبوی کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

(۹۶)

جناب من۔

معلوم نہین آپ سالانہ جلسہ کے متعلق کیا کر رہے ہین، سید رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر سے آتے ہین۔ اُنھون نے قطعی ارادہ ظاہر کیا ہے،

تو مسلمون کے متعلق نہایت کثرت سے خطوط آئے کہ اکثر جگہ مسجدونکو گو بڑسے پیپے ہین نماز کا ذکر نہین۔ مین نے ایک انسپکٹر روانہ کر دیا ہے۔

اگر آپ کہین اِس کام کے لیے یا سالانہ جلسہ کے لیے دورہ کو چلین تو مین ہم رکاب چلون، نواب علی حسن خان نے کل اپنا کتب خانہ ندوہ کو دیدیا اور خود مجھسے آکر اظہار کیا مین نے جلسہ تک اعلان عام کو روک دیا ہے،

جرجی زیدان کا رد (پروف) بھیجدیا تھا، المنار نے بہت احسان مندی ظاہر کی کہ بڑا اہم کام انجام پایا جسکی یہان کے لوگون کو ہمت نہین ہوتی تھی گو مین نے ان کو اُبھارا بھی تھا۔

ناصر علی کی مثنوی نہ ہو تو ایک اچھا نسخہ موجود ہی۔ خیام کا جبر و مقالہ[۱] ہات آگیا،

دس[۲] پر آپ جلسہ سے کچھ پہلے آئیے۔

شبلی

۲۷۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

---

[۱] رسالۃ فی براہین الجبر والمقابلہ پیرس مین ۱۸۵۱ء مین طبع ہوا تھا چھوٹی تقطیع کے ۸۱ صفحے ہین آخر مین فرنچ ترجمہ ہے،

(۹۷)

مکرمی۔

تسلیم۔ مین اُرڈو ورنیکولر اسکیم کمیٹی کی شرکت کی غرض سے الہ آباد کیا تھا،
مسٹر [illegible] تجویزین اُردو کے حق مین پیش کی تھین، ایک یہ بھی
[illegible] بھاشا انٹرنس کے امتحان مین لازمی کردی جائے، اور اُردو جو مدارس
مین ہی، وہ ایسی کردی جائے کہ ہندی بنجائے عجیب منطقی دلائل گھڑے تھے۔ پنڈت
سندرلال وغیرہ کمیٹی کے ممبر تھے۔

تیسرے جلسہ مین کامل فتح ہوئی تمام تجویزین اُڑگئین، اگرچہ افسوس ہی کہ مسلمان
ممبرون نے کوئی مدد مجھکو نہ دی، اور دیتے کیا، دینے کے قابل بھی نہ تھے،

الہ آباد سے کلکتہ گیا، اور تمام ویسرائے کونسل کے ممبرونکو ایک جلسہ مین جمع
کرکے تمام مراتب طے کرلیے، انشاء اللہ اسی مہینہ مین بل حسب مراد پاس ہوجائیگا
اور سب کمیٹی بیٹھ جائیگی۔

سیرۃ نبوی کا کام واقعی بڑے پھیلاؤ کا ہی، اِدھر اِشاعت اسلام کی یہ حالت ہی
[illegible] خطوط اور رپورٹین آرہی ہین، اور معلوم ہوتا ہی کہ لاکھون نومسلم ارتداد کے
کے خطرہ مین ہین۔ آریون کی مقامی کمیٹیان جابجا دیہات مین قائم ہوتی جاتی ہین،

سلہ اس کمیٹی کی تجویز یہ تھی کہ اسکولون مین بھاشا آمیز اُردو جاری کیجائے، مسٹر برن یوپی کے چیف سکرٹری تھے،

سلہ وقفِ اولاد کے متعلق،

سمجھ مین نہین آتا کہ کیا جائے۔ کہان کہان واعظ مقرر کیئے جائین، کہان مکتب قائم ہون، یہ تو سلطنت کا کام ہے،

آج ایک اپیل بھیجتا ہون، کاغذات جلسہ مین پیش کرون گا۔ کلکتہ مین ایک انجمن سے کام لیا اور نواب ڈھاکہ کو راضی کیا ہے کہ وہ انجمن اشاعت اسلام کے پریسیڈنٹ ہون، لطف یہ ہے کہ ادھر شاہ سلیمان صاحب نہ خود کچھ کرتے ہین، نہ مجھکو اجازت دیتے کہ مین باقاعدہ کام کرون، مجبور ہوکر ندوہ کے دائرہ سے نکلکر کام کرنا پڑیگا۔

مین امین آباد پارک نمبر ۴۸ مین ہون۔

۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو پھر الہ آباد ورنیکولر اسکیم کمیٹی مین جانا ہے، ہان ایک نہایت عمدہ خوشخبری سنیئے،

گورنمنٹ نے ایک کمیٹی قائم کی ہے کہ سرکاری اسکولون مین مذہبی تعلیم جاری کیجائے، مجھکو بھی ممبر بنایا ہے۔ اپریل کی ۶۔ تاریخ کو اس کا اجلاس ہوگا۔

شبلی۔ ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء
لکھنؤ

(۹۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ انڈر سکریٹری کو خط لکھیئے کہ ایک دن پہلے میٹنگ کرین میرا بھی حوالہ دیجیے کہ انکی بھی درخواست ہے،

سید رشید رضا مصر سے روانہ ہو گئے۔ ۲۲۔ مارچ کو بمبئی آجائین گے۔ مین نے لکھ دیا تھا، اس لیے وہ لارڈ کچنر سے مل کر اور انکی رضامندی تحریری لیکر آتے ہین، انہی کو جلسہ کا صدر رہنا چاہیئے اور یہ مین نے ان کو لکھ بھی دیا تھا، اس بات سے جلسہ کی عظمت ہوگی ان کے نام کی وجہ سے اکثر لوگون نے آنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

ہان کام بہت ہین، لیکن مین اشاعت کے کام کو سب پر مقدم رکھون گا۔ قطعی طور سے معلوم ہوا کہ راجپوت خاندان مرتد ہوتے جاتے ہین، آریون کی مقامی انجمنین چپکے چپکے کام کر رہی ہین۔ ذرا دقت یہ ہے کہ جلسہ کے بعد ہی میرا دورہ شروع ہونا چاہیئے لیکن موسم ناقابل برداشت ہو جائے گا، اس لیئے دو مہینہ کا وقفہ ہو جائیگا جو مضر ہوگا۔

سید رشید رضا کے لینے کو بمبئی جانا چاہتا تھا، لیکن یہان ایک ایک منٹ کام کا ہے ذرا ٹلا تو سب ابتر ہو جائیگا۔ جلسہ گاہ کا سامان ابھی کچھ نہین ہوا، نہ کوئی پروگرام بنا۔

نواب علیحسن کا کتب خانہ ندوہ مین آرہا ہے، لیکن مین نے اعلان عام جلسہ کے لیے اٹھا رکھا ہے۔

شبلی

۱۸۔ مارچ ۱۹۱۲ء

(۹۹)

جلسہ[1] انشاءاللہ نہ صرف بارونق بلکہ مہمات امور کے اجراء کا پیش خیمہ ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ تین روز پہلے آجائین۔ اشاعت اسلام کا بہت اچھا اثر ملک مین پھیل رہا ہے،

---

[1] ندوہ کا سالانہ جلسہ لکھنؤ

لوگ خط کتابت کر رہے ہین، صرف اتنی بات ہی کہ شاہ صاحب وغیرہ اس کام کو کرنے دین، یہ اسوقت ہو سکے گا کہ آپ آجائین، آپ کا توسط سب مشکلات کو حل کر دے گا، دوسرے یہ کہ سید رشید رضا کی وقعت اور موجودگی اور پریسیڈنٹی سے فائدہ اُٹھایا جائے، اس کیلیے بھی آپ کی ضرورت ہی۔ سید صاحب موصوف لارڈ کچنر سے ملکر اور انکی تحریری مرضی سے آئے ہین، بہر حال اپنی تشریف آوری سے جلد مطلئن کیجیے۔ ندوہ کی بساط پر یہ اخیر بازی ہی جس پر اسکی موت وحیات کا مدار ہے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۴۔ مارچ ۱۹۱۲ء

(۱۰۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ عنایت نامہ پہنچا،

بقدر ہمت کام کر رہا ہون، آنکھ کی معذوری کا بہت اثر ہی، خود لکھ نہین سکتا، بلکہ لکھواتا ہون، اور اسکی کبھی مشق نہ تھی، البتہ کتابون کا مطالعہ اب تک کر سکتا ہون، یورپین مورخون کی تصنیفات کشتِ زعفران نظر آتی ہین، سیکڑون ہوائی قلعے بنائے ہین تمام انگریزی کتابین خرید لی ہین۔ ایک بی۔ اے صاحب کو جو ایم۔ اے مین ہین، زادراہ بھیجدیا ہی، کل پرسون تک آجائین گے۔

یہان کی یہ حالت ہی کہ بغدادی[1] پیر صاحب جب آئے ہین انکے جلوس اور روشنی مین

---

[1] پیر ابراہیم سیف الدین از سجادہ نشینان شیخ عبدالقادر جیلانی۔

پچھتر ہزار روپیہ ایک رات مین صرف ہوا، لیکن انھی کی یادگار[1] جو تجویز ہوئی ہی، اور جسکے لیئے پندرہ لاکھ درکار ہی، اس مین صرف سات ہزار چندہ ہوا، شاید آئندہ اور بھی ہو، سرکار بھوپال نے اس سفر مین مجھسے کہاکہ اپنا جانشین بھی طیار کرلو، اسکا کیا جواب تھا!

اِن کے صاحبزادہ کے دو ہزار روپیے بابت خریداری کتب آگئے۔ ماہوار کے علاوہ کارلائل کی کتاب[2] کا عربی مین ترجمہ ہو گیا، اچھا ترجمہ کیا ہی، میرے کام کی چیز ہی۔

شبلی۔ ۲۴۔ جون ۱۹۱۲ء

بمبئی۔

(۱۰۱)

مکرمی۔

مدراس مین خود جاتا، لیکن عین اسی زمانہ مین ڈھاکہ یونیورسٹی کی سب کمیٹی مین گورنمنٹ بنگال نے مجکو مدعو کیا ہی، اور وہان کے لوگون نے مجکو لکھا ہی کہ اگر تم آجاؤ تو مدرسہ عالیہ وغیرہ کی ابتری کی اصلاح کی بہت کچھ امید ہو سکتی ہی۔ اس لیئے باین شکستہ پائی وہان جارہا ہون۔

سیرت کیلیئے ایشیاٹک سوسائٹی مین بعض کتابین بھی دیکھنی ہین۔ انگریزی کتابون سے جسقدر اقتباسات ہورہے ہین، اُن سے کذب و افترا کا عجیب منظر سامنے آجاتا ہی

[1] بڑے پیمانہ پر ایک عربی مدرسہ کا قیام [2] ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ

مرگولوس پروفیسر آکسفورڈ سب سے بڑا عربی عالم ہی، اسکی لائف آف محمد دیکھنے کے قابل ہی، لکھتا ہی کہ عبدالمطلب مطلب کے غلام تھے، کعبہ آنحضرت سے صرف سو برس (۱۰۰) پہلے کی عمارت تھی، وغیرہ وغیرہ کام ہو رہا ہی، سیرت کی ماخذ اصلی صرف تین کتابین ہین۔ ابن ہشام ابن سعد طبری، اِن کے تمام رواۃ کا استقصا کرکے ان کا اسماء الرجال، تہذیب وغیرہ سے مرتب کرا رہا ہون کہ روایتون کے انتقاد مین آسانی ہو، سید سلیمان یہ کام کر رہے ہین اور دہ بہین ہین۔ خود الگ سیرت مین مشغول ہون۔ انگریزی کتابون کا ترجمہ بھی ہو رہا ہے۔

شبلی۔ بمبئی۔ پالن جی ہوٹل۔

۲۱۔ جولائی سنہ ۱۹۱۲ع

(۱۰۳)

جناب من[۱]۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہی، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت کے متعلق لکھا ہی، اس سے پوری واقفیت حاصل کیجائے تاکہ اِن کے تائیدی بیان حسب موقعہ حجت الزامی کے طور پر پیش کیے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین، نہایت زور و قوت کے ساتھ انکی پردہ دری کی جائے،

[۱] ایک عام خط جو بعض ارباب علم کو مولانا نے بھیجا تھا۔

اسی بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین، جو آنحضرت کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین، لیکن ان سب کا اُردو مین ترجمہ کرنا نا ممکن ہی، اِس لیئے یہ رائے قرار پائی ہی کہ جن صاحبونکو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدیجائے وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے۔

اِس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اِس کام مین حصّہ لینا پسند فرمائین گے۔

شبلی نعمانی۔ ۱۴- اگست ۱۹۱۲ء

(۱۰۴)

مکرمی-

آپ کو ایک تصنیف پر تعجب ہی، لیکن یہان تو آوے کا آوا بگڑا ہوا ہی مارگولیس سب سے بڑا عربی دان ہی، اسکی تصنیف کا لفظی ترجمہ ہو رہا ہی۔ ایک حرف بھی ساری کتاب مین صحیح نہین، تحقیقات سنیئے۔ رسول اللہ نبوت سے پہلے سوتے وقت لات و عزیٰ کی پوجا کر لیا کرتے تھے۔ نبوت کی تعلیم اِن کو مسلیمہ سے ہوئی۔

محمد کا نام فیل محمود (ابرھہ کا) کی مناسبت سے رکھا گیا۔ مسلیمہ سے حنیفی دین کا لقب لیا۔ حضرت عثمان رض اسلیئے مسلمان ہوئے کہ رسول اللہ کی صاحبزادی پر عاشق ہوئے (نعوذ باللہ) اور نکاح کا اقرار ہوا۔

مین سیرت کے اندر ان مباحث کو نہین چھیڑونگا - سیرت کی ۴ جلدین ہون گی -
ایک جلد اس کے لیئے مخصوص ہوگی، چاہتا ہون کہ ہر قسم کے مطالب سیرت مین آجائین
یعنی تمام مسائل جہات پر ریویو، قرآن مجید پر پوری نظر، غرض سیرت نہ ہو بلکہ انسائیکلوپیڈیا ہو،
اور نام بھی دائرۃ المعارف النبویۃ موزون ہوگا، گو لمبا ہے، اور ابھی مین نے فیصلہ نہین کیا،
آپ دو چار جگہ کا نمونہ بھیجدیجیئے - اور صاحبون کے پاس بھی کتابین گئی ہین -
ندوہ کی نئی تحریک آپ سُنتے ہون گے، لوگون کو اصلاح کا خیال ہوا ہے، لیکن یہ اسپر
موقوف ہے کہ آپ پورے دو ہفتہ لکھنؤ مین رہین، اور ہر روز صرف ایک مسئلہ طے ہو، ورنہ ہیچ

شبلی - بمبئی - پالن جی ہوٹل -

۶ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۴)

جنابمن - سلام مسنون،
تعطیل[1] جمعہ کی نسبت جابجا جو کچھ کارروائیان ہو رہی ہین آپ اخبارون مین پڑھتے
ہون گے، لیکن جب تک وقف اولاد کیطرح متحدہ اور پُر زور اور وسیع طریقہ سے باضابطہ
کارروائی نہ کی جائیگی، کامیابی نہ ہوگی، مین نے انگریزی مین میموریل لکھوالیا ہے، اور اُس کو
چھپوا کر دستخطون کے بہم پہونچانے کی کارروائی شروع کرنی چاہتا ہون، لیکن اِس معاملہ کے
اخیر تک پہونچانے کے لیے کم از کم چار پانچ سو روپیہ کی رقم درکار ہوگی، آپ اِس سرمایہ مین

[1] گورنمنٹ سے درخواست کیجائے کہ مدرسون اور محکمون مین نماز جمعہ کیلئے چھٹی دیجائے، گورنمنٹ نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کی -

جو کچھ عنایت فرما سکین مطلع فرمائین،

شبلی نعمانی۔ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۵)

مکرمی۔

حیاکم اللہ۔جناب راجہ ابوجعفر صاحب رئیس فیض آباد نے کونسل کی ممبری کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہی۔مین ان معاملات مین بالکل آزاد رائے رکھتا ہون، اور اس مین رشتہ و قرابت تک کا خیال نہین کرتا، چونکہ مین دیانتہً راجہ صاحب کو اس خدمت کا مستحق سمجھتا ہون، اسلیئے اگر آپ بھی اس کاغذ پر دستخط کر سکین تو بہتر ہی۔

شبلی۔ ۱۶۔نومبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۶)

مکرمی۔

تسلیم۔کیا کیا جائے تین مہینہ کی مستقل کوشش اور تقاضہ پر تین لایق بارسٹرون نے عرضداشت[1] لکھی اور پھر سست لکھی تو کیا کرون کیا علاج۔

مسٹر شفیع کہتے ہین کہ اب ضرورت نہین ہی۔گورنمنٹ نے جو غزنوی کا جواب دیا وہ کافی ہے۔

ضرورت قدیم ہی، لیکن اب جدت درخواست کی وجہ کیا بیان کی جائے؟ وجہ اصلی تو

---

[1] وقف اولاد کی عرضداشت۔

یہ ہی کہ پہلے لوگوں کو گورنمنٹ سے مطالبات کا حوصلہ ہی نہ تھا۔ لیکن یہ لکھنے کی بات نہین، پھر کیا وجہ بتائی جائے کہ مسلمان اب تک کیون چپ رہے۔ کوئی معقول بات خیال مین آئے تو لکھیئے۔ غلام الثقلین صاحب کہتے ہین کہ کامیابی ناممکن ہی۔

مکان[۱] بک گیا، اب بھی دیکھیئے عمارت پوری ہوتی ہی یا نہین۔

نواب غلام احمد مدراس سے آئے تھے۔ ان کو عمارت[۲] دکھائی، ان کے اندازۂ تخیل سے باہر تھی۔ بہت خوش ہوئے، کبھی مدراس جانا ہو تو وہ کام آسکتے ہین۔

تین دن سے گرمی کے مارے نہین سویا۔ ڈیرہ دون بھاگا جاتا ہون۔

شبلی۔ ۲۷۔ مارچ ۱۹۱۳ء

(۱۰۷)

مکرمی۔

تسلیم۔ افسوس آپ نے مدت سے خبر نہ لی، حالانکہ میرے بیماری کی خبر بھی عام تھی، اور جو طوفان میرے خلاف اُٹھا، وہ بھی آپ دیکھ رہے تھے، آپ سے میرے تعلقات بالکل اخوت اصلی ہو گئے ہین، اسلیئے یہ اُمید بیجا نہ تھی،

بہرحال ندوہ سے مین نے استعفا دیدیا، اور معززین بھی دیچکے، اب ندوہ مولوی خلیل الرحمن صاحب کا نام ہی، خیر یہ بھی دیکھ لیجیئے۔

سیرت کو چاہتا تھا کہ آپ کی نظر سے مسوّدہ گذر جاتا لیکن کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی

[۱] دار العلوم کا قدیم مکان، [۲] دار العلوم کی جدید عمارت،

اُردو کا ٹائپ راسٹر نہین ورنہ دو تین کاپیان ہوجایا کرتین،

پہلی جلد کا نصف حصہ گویا طیار ہو ہر ہفتہ مین دو تین روز طبیعت ناساز ہوجاتی ہی اسلیئے ناغہ سے ہرج ہوجاتا ہی بڑے بڑے معرکے طے ہوسے، اس فن کو نئے سر سے مرتب کرنے کی ضرورت تھی، مجکو خود خیال نہ تھا کہ ایسی کامیابی ہوگی لیکن قدر کون کریگا کوئی شخص پہلے طبری و ابن الاثیر کو چھان چکا ہو تب اندازہ کر سکتا ہی،

انساب سمعانی کا مکمل نسخہ مطبوعہ فوٹو ہات آیا بڑی ضخیم کتاب ہی اور نہایت مستند ہی،

شبلی - ۹ - جولائی ۱۹۱۳ء

نیونا گپاڑہ روڈ - بمبئی -

(۱۰۸)

لیجئے شبلی - مولوی عبدالحی صاحب - منشی احتشام علی - راجہ تصدق رسول خان - نواب علی حسن خان اور راو رستعفی ہوگئے[۱] اور سب کا استعفا نہایت اطمینان کے ساتھ منظور ہوا، اب تنہا مولانا سہارنپوری فرمانروائے مطلق ہین - ایک زمانہ مین آپ یہ نیت کرکے آئے تھے، اور جلسہ کے بعد اظہار بھی کیا تھا کہ مجھکو الگ کر دیجئے تاکہ کام یکسوئی سے ہو، اب تو پوری یکسوئی ہے،

آپ پر مجھکو محبت کا دعویٰ ہی اسلیئے جو چاہتا ہون کہ دیتا ہون - آپ کا احسن الفضائل حسن ظن عام ہی، اور یہی کہین کہین مضر بن جاتا ہی، مدت سے مین دیکھ رہا تھا کہ یہ سب

---

[۱] مولانا کے استعفا کے بعد ندوہ کی کیفیت یا معتمدی سے،

شور شین، دراندازیان، نزاعی اُمور کا بار بار پیش کرانا، سب اسی شوقِ نظامت کے لیے ہین لیکن آپ کو یقین نہ تھا۔ اب دیکھ لیجیے۔

خیر اب ان باتون سے قطع نظر کیجیے، ہان فرمایئے بمبئی سے آکر کہان رہون، گو لکھنؤ مطلق ترک نہین ہو سکتا۔

شبلی۔ ۱۲۔ جولائی ۱۹۱۳ء۔ بمبئی۔

(۱۰۹)

تسلیم۔ اصابہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۹۱۵ مین کیا یہ تصریح ہے کہ "مکہ مین پہلا مکان آنحضرت سے صرف دو تین نسل پہلے تعمیر ہوا" اس موقع کی عبارت مطلوب[1] ہے،

مین اب بمبئی سے عنقریب روانہ ہونگا۔ خیال یہ ہے کہ دو تین مہینے مین، سیرت کا پہلا حصہ مطبع مین بھیجدیا جائے۔

مذہب حنیفی جو اسلام سے پہلے مکہ مین خال خال پایا جاتا تھا اسکے متعلق مزید تحقیقات ہو سکے تو لکھ بھیجیے۔ یہان کتابین موجود نہین۔ بخاری و ابن ہشام مین جس قدر ہے وہ معلوم ہے،

شبلی۔ ۳۔ اگست ۱۹۱۳ء

نیوناگپاڑہ۔ بمبئی۔

---

[1] مارگولیوس نے لائف آف محمد مین اس حوالہ کی بنا پر مکہ کی قدامت سے انکار کیا ہے، مارگولیوس نے چونکہ مطبوعۂ کلکتہ کے حوالے دیئے ہین، اور دفتر سیرت مین اصابہ مطبوعۂ مصر تھی۔

(۱۱۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ جگہ سے ہٹنے مین تمام نظام بگڑ جاتا ہی، پیش نظر کتابین ہر جگہ نہین ملتین اسٹاف کہان کہان ساتھ پھرے، مترجم انگریزی جو نہایت قابل ہین اور اب ان کو لیا ہی وہ لکھنؤ سے باہر نہین جاسکتے، یون بھی سلسلہ خیال ٹوٹ جاتا ہی۔ اسی لحاظ سے باوجود اداؤ اور کشش اعزہ گھر نہ جاسکا۔ ارادہ ہی کہ پہلی جلد ختم کرکے اُٹھون۔

عزۃ الکمال[له] کا نسخہ ہات آیا گو بہت جگہ سے ناقص ہی، لیکن جس قدر ہی اچھا ہی نثر قریباً پوری ہے۔

ندوہ کا حال سُنا ہوگا، ناظم صاحب نے رپورٹ کی اطلاع دی ہوگی،

شبلی۔ ۱۳۔ جنوری ۱۹۱۴ء

(۱۱۱)

تسلیم۔ ابن ہشام جو واہی الحدیث ہی وہ ابن ہشام کلبی ہی۔ صاحب سیرت عبدالملک بن ہشام ہین اور یہ ثقہ ہین۔

جلد اُدھر آنے کا ارادہ ہے۔

شبلی۔ ۱۲۔ فروری ۱۹۱۴ء

[له] دیوان امیر خسرو، اس دیوان پر ایک مقدمہ ہی، جسمین فارسی ادب و شاعری پر نہایت عمدہ تقریظ و تنقید و نثر ہے مقصود یہی مقدمہ ہی، نسخہ مذکورہ اب دار المصنفین کے کتبخانہ مین ہی۔

(۱۱۲)

ع انچہ استاد ازل گفت ہمان مے گویم۔
آپ نے دیکھا ادھر اوقاف اسلامی کی تحریک شروع ہوئی اُدھر گورنمنٹ نے یادداشت شایع کی اور ایک کانفرنس اسی مہینے مین بٹھانیوالی ہے غیر میرا کام تو اس کے پیچھے جان لڑا دینا ہے۔

ع آگے نصیب ہے جسے پروردگار دے

ہان دار المصنفین پر آپ نے کیون سکوت کیا، آپ سے بڑھ کر اسکی شرکت کا کس کو حق ہے۔ مین اس عمارت کو انشاء اللہ پورا کرکے رہونگا اور شاید ہی میرا مدفن بھی ہو۔ ۲۴ سے پہلے علی گڈھ پہنچونگا۔

شبلی۔ ۱۶۔ فروری ۱۹۱۳ء

(۱۱۳)

مکرمی۔
تسلیم دار المصنفین کی تجویز مین قطعاً طے کرچکا ہون، کہین سے بند و بست نہ ہو

سلہ تجویز یہ تھی کہ اوقاف اسلامی جو شخصی اقتدار و تصرف مین تباہ ہو رہے ہین اُن کی حفاظت و مفید مصرف مین لانے کے لیئے کوشش کی جائے، اور اُسکو ایک حد تک گورنمنٹ کے اثر مین لے آنا چاہیئے۔ جس مہینہ مین مولانا نے یہ تحریک پھیلائی، اُسی مہینہ مین گورنمنٹ نے وقف کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جو وقف کے مسئلہ پر غور کرے لیکن ابتک اُسکا کوئی حاصل نہین نکلا۔ سلہ آخر یہ پیشینگوئی پوری اُتری۔

تو موجودہ ابتدائی عمارت جس کا تخمینہ پانچ ہزار روپیہ ہی خود اپنے پاس سے ادا کرونگا، چھوٹے چھوٹے بنگلے اور احباب سے بنوالونگا۔

بہرحال اسوقت صرف آپ سے یہ مشورہ مطلوب ہی کہ کہان بنے؟ اگر علی گڈھ یا کہین اور بنے تو لوگ مولوی سمیع اللہ خان کا مقلد کہینگے، اس لیے مین اتمام حجت کی طور پر چاہتا ہون کہ پہلے ندوہ کے تمام ارکان سے پوچھ لون، اگر وہ منظور نہ کرین تو پھر مجھ پر اعتراض نہ ہوگا۔ پرلطف تجویزین دار المصنفین کے متعلق ذہن مین ہین۔

جواب یہین الہ آباد مین عنایت ہو۔

شبلی۔ ۲۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۱۴)

مکرمی۔

آپ دار المصنفین کو حبیب[1] گنج لے جانا چاہتے ہین تو حضرت مین اعظم گڈھ کو کیون نہ پیش کرون، اعظم گڈھ مین اپنا باغ اور دو بنگلے پیش کر سکتا ہون، خیر اسپر مل کر گفتگو ہوگی۔ اسوقت تو اوقاف اسلامی کے لیے دورہ کرنا چاہتا ہون، شاید جلد ادھر بھی آؤن ہان کاغذات چوری گئے تھے لیکن مسودہ سیرت محفوظ رہا۔ وہ اس صندوق مین تھا۔ مخالفت کی اب لوگون نے حد کردی۔ کچھ لڑکے مجھ سے پڑھنے آتے تھے اس لیے قاعدہ بنادیا گیا کہ کوئی لڑکا باہر کسی سے نہ پڑھنے پائے میری بدولت یہ کمزور لڑکے جو

---

[1] حبیب گنج ضلع علی گڈھ مکتوب الیہ کا وطن۔

باہر پرائیوٹ طور سے پڑھتے تھے وہ بھی محروم کر دیئے گئے۔ یہ سرقہ بالکل سازشی تھا۔ ۶ این ہم الخ

سیرت کے چھپنے کا مرحلہ پیش ہے، الہلال مین چار صفحے نمونہ کے لئے چھپوائے، بہت عمدہ چھپا، لیکن لوگ ٹائپ کو بالکل پسند نہین کرتے۔ لطف یہ کہ انگریزی خوان بھی۔

سیرۃ کی کاپیان لکھوانی شروع کر دی ہین۔

عرب کے قدیم خطوط، دو ہزار برس قبل اسلام، حمیری، اور نباتی خطوط جو کھنڈرون مین ملے، ان کے فوٹو منگوائے ہین، سیرت مین شامل ہونگے۔ موجودہ خط سے کوئی نسبت نہین، ناگری، یا انگریزی ہین۔

شبلی۔ ۹۔ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۱۵)

تسلیم۔ وہان آگ برس رہی ہے، اور یہان نسیم کے جھونکے چل رہے ہین۔ نہایت اطمینان سے کام ہو رہا ہے۔

اس دفعہ آپ دلّی مین ہوتے تو مزہ آتا۔ جلسہ سے پہلے پیغام آیا کہ کفر کے فتوے طیار ہو چکے ہین، جلسہ موقوف کر دو تو خیر ورنہ پھر تشہیر ہو گی، جلسہ کے دن چار فتوے الگ الگ تقسیم ہو رہے تھے جو مولوی عبدالحق[۱] سے طیار کرائے گئے تھے۔ سفرائے ندوہ کے ذریعہ اور شہرو مین انکی اشاعت کرائی گئی۔ چنانچہ رائے بریلی کی دیوار سے ایک صاحب اُتار کر میرے پاس لائے تھے۔ اب بھوپال تحریک ہے کہ سیرۃ کی اعانت بند ہو جائے،

[۱] مولوی عبدالحق مصنف تفسیر حقانی۔

مزہ کی باتیں ہیں، یہ وہ لوگ کر رہے ہیں جن کو تقدس کا دعوی ہے، مولوی دُنیا میں آتے ہیں تو ہم سے بڑھ کر دُنیادار بنتے ہیں، جلسہ کا رستخیز دیکھنے کے قابل تھا۔

طبقات کا جواب پھر دون گا۔

مولوی[1] سید علی کا معاملہ تو اجنڈا میں شامل تھا، جلسہ انتظامیہ مین پیش ہو چکا ہوگا

شبلی۔ ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۶)

تسلیم۔ آج وہ حمائل لے لی۔ دو سو پچاس[5] نذرانہ کے دیئے۔ کل ۲۴ برس کا ہی تاہم ایک چیز ہے، ایران کا خاتم الخطاطین احمد تبریزی تھا، آغاخان اول کے بھائی نے اس کو ایران سے بلوا کر لکھوایا تھا۔ اول سے آخر تک مطلا ہی، یعنے ہر سطر پر طلائی ٹکڑے ہیں، اور تقطیع نہایت موزون ہی، کہین تسع وتسعون نعجة کا دعوے نہ پیش کیجیئے گا۔

شبلی۔ ۶ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۷)

تسلیم۔ سیرت کی اتمام کے لیئے تہیین کی خاموشی اور سکوت درکار ہی، دن بھر کوئی جھانکتا تک نہین، اسلیئے ارادہ تو یہ ہی کہ جلد اول بہمہ حجت تمام کرکے اُٹھون ہر روز کوئی نہ کوئی نیا تاریخی اور تحقیقی راز کُھلتا ہی، اور بعض مشکلات حل ہو جاتی ہین۔

---

[1] مولوی سید علی زینبی، ادیب دار العلوم، [5] یعنی بمبئی،

انشاء اللہ آپ کی زیارت ہوگی تو مصحف پاک کی زیارت کرادونگا۔

خوشنویس رکابی نویس) کو یہین بلا لیا ہے۔ ایک خاص دراندازی کی وجہ سے دیر ہوگئی ورنہ مسودہ مطبع مین جاچکا ہوتا۔ ریاست پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ سیرۃ چھپنے نہ پائے۔

شبلی۔ ۱۶- جولائی ۱۹۱۴ء

(۱۱۸)

واللہ میرے[1] دل کی بات چھین لی صحابہ کے حالات سے بڑھکر کوئی چیز ہمارے لیے نمونہ نہین بن سکتی، لیکن ہر پہلو کو لیجیے اور ان پہلوؤن کو صاف دکھلائیے جن سے آجکل کے مولوی قصداً چشم پوشی کرتے ہین[2]۔

مفصلہ ذیل کتابین اسکے لیے ضروری ہین، استیعاب قاضی عبدالبر، اسد الغابہ اصابہ، ابن کثیر شامی،

مین اگر اٹلی جانے کے قابل ہون گا تو پہلے ندوہ ہی مین حاضر ہون گا[3]،

میری شکایتین پھر عود کر آئین، علاج کے لیئے یہان آیا ہون، اور اسپتال ہی مین مقیم ہون۔

شبلی نعمانی۔ مقام گونڈہ۔ ۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

[1] یہ مکتوب بعد کو ملا اسلیئے بے ترتیب لکھا جاتا ہے [2] سیرۃ الصحابہ کا خیال اخیر زمانہ مین بھی پیدا ہوا تھا، منشی محمد امین کے مکاتیب مین ذکر ہے اور اب اُنکے تلامذہ اس کام کو کر رہے ہین [3] اور ینٹل کانفرنس مین شرکت کیلئے دیکھو مکتوب ۱۱۰

(۱۰) پروفیسر عبدالقادر[51] کے نام

(۱)

السلام علیکم۔

والانامہ پہنچا۔ کتابون کے بھیجنے کا مشکور ہون۔ احادیث الخوانین[52] کے جوابات لاجواب ہین، عالمگیر کی سند ملجائے تو کیا کہنا[53]؟

آپ کے لیئے مین ضرور تحریک کرونگا[54]، ممبری کے لیئے کتابین اپنے نام سے منگوا کر کسی کو دینا خلاف قاعدہ ہی اسلیئے مین معذور ہون، لیکن شرح انوری خود میرے پاس ہی مین لکھنؤ سے بھیجدونگا، البتہ ماثر رحیمی[55] اور کہین نہین ملسکتی۔

---

[51] شیخ عبدالقادر ایم اے پروفیسر دکن کالج پونہ، شیخ صاحب موصوف اُن چند مستثنیٰ جدید تعلیم یافتہ لوگون مین سے ہین جنکی لیاقت اور قابلیت قوم کیلیئے فخر ہی، وہ مشرق و مغرب کی متعدد زبانون سے واقف ہین۔ تاریخ اور فارسی کے مذاق کا اتحاد مولانا مرحوم اور شیخ صاحب موصوف کے درمیان ارتباط و تعلقات کی کڑی تھی، اسی لیئے اکثر خطوط مین انھین کے متعلق تذکرہ ہی، [52] اسلام آباد چاٹگام کی فارسی تاریخ ہی، جسکے آخر مین عالمگیر کیطرف سے مدافعت ہے، اسی خیر مکرر کیطرف اشارہ ہی، [53] دیکھو مکتوب ۸، [54] بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی ممبری کے لیئے، [55] مرزا عبدالرحیم خانخانان کے نام سے لکھی گئی ہی۔ اکبر کے عہد کے اکثر تاریخی اور ادبی واقعات اور حالات شعرا خصوصًا عرفی اور معاصرین شعرا کے دلچسپ حالات کا ذکر ہی۔ کلکتہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ مین جو قلمی نسخہ موجود ہی وہ غالبًا مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی، جب مولانا کی نظر سے گذرا تو اسپر ایک عمدہ ریویو لکھا جو الندوہ مین چھپ گیا ہی۔ اِس ریویو کے کئی دن بعد سوسائٹی کی نظر کتاب کے اہمیت کیطرف متوجہ ہوئی، اور اسکو اسی ایک نسخہ سے چھاپنا شروع کیا، چنانچہ دو تین جلدین شائع ہوچکین،

خسرو کا کوئی عمدہ دیوان وہان نہین،
غرۃ الکمال[۵۱] ہوتا تو البتہ منگوانا چاہیئے تھا، والسلام

شبلی - ۷ جنوری ۱۹۰۸ء

(۲)

محبی۔

خط پہونچا، پونہ کا وعدہ حیدرآباد کے سفر کے ساتھ تھا، جانا اور اُلٹا واپس آنا تو شکستہ پائی کی حالت مین دقت ہے،

آپکا یہ فقرہ سمجھ مین نہ آیا،

"اور بھی سُن رہا ہون"

وہان آیا تو آپ ہی کے ہان ٹھہرونگا،

نواب صاحب جنجیرہ کا دعوتی خط آیا ہے کہ جنجیرہ آؤ، شاید جانا ہو، تو اور بھی پونہ آنا مشکل ہوگا،

فرامرز نامہ[۵۲] کی اور کچھ کیفیت لکھیے تو معلوم ہو۔

زنانہ[۵۳] جلسہ بہت کامیابی کے ساتھ ہوا، گجراتی اور مرہٹی مین عورتین خوب بولین،

---

۵۱ خسرو دہلوی کا تیسرا دیوان ہے جس کے دیباچہ مین (جو اب تک کہین چھپا نہین) خسرو نے اپنی فارسی شاعری پر ایک عمدہ مضمون لکھا ہے، اسکا صحیح اور مستند نسخہ مولانا ڈھونڈھتے تھے مولانا کے ذاتی کتب خانہ مین ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ مگر کسیقدر ناقص ہے ۵۲ فرامرز پسر رستم کی فارسی منظوم داستان بطرز شاہنامہ، ۵۳ بمبئی مین ایک ہندو عورتون کی کانفرنس تھی،

بعض عورتین تو مرد معلوم ہوتی تھین۔

۱۸۔ کوٹا ٹولہ ہے، والسلام

شبلی۔ ۱۰۔ فروری ۱۹۱۰ء

(۳)

مجبّی۔

آپ کا مفصل خط ملا، اور گذشتہ کی تلافی ہوگئی۔ مین نے حال ہی مین مسٹر محمد علی کو لکھا تھا کہ آپ کو فرصت نہ ہو تو اور احباب کو تکلیف دی جائے، لیکن انھون نے کسی طرح نہ مانا، جون سے کام شروع[1] کرین گے۔

اب پونا آنے کی کم توقع ہی، یہان مقامی ضرورتین زیادہ پیش آگئی ہین، اسکے سوا سفر مین تصنیف کا سلسلہ برہم ہو جاتا ہی۔ چاہتا ہون کہ برسات تک شعر العجم کی دوسری جلد بھی طیار ہو جائے،

پہلا حصّہ چھپ رہا ہی اور بہت اچھا چھپ رہا ہے،

شعر العجم[2] کا ترجمہ آپ کرین یہ شعر العجم کی قسمت، لیکن مشکل یہ ہی کہ حالات تو یورپین بھی لکھ چکے ہین، جو چیز اصل ہی وہ شعرا کے کلام پر ریویو ہی جس مین اصل اشعار کو نقل کرنا پڑتا ہی، اگر آپ اسکی تدبیر کر سکین تو اس سے کیا بہتر؟

---

[1] مضامین عالمگیر کا انگریزی ترجمہ۔ [2] مکتوب الیہ کا ارادہ تھا کہ شعر العجم کا انگریزی مین ترجمہ کرین تاکہ پروفیسر براؤن جو لٹریری ہسٹری آف پرشیا لکھ رہے ہین، انکے کام آسکے،

نکلسن[۱] سے مجھکو پہلے سے واقفیت ہے، عربی مین یہ لوگ ابھی کوسون ہم سے دور ہین،

شرح انوری[۲] غالباً اعظم گڈہ مین ہے، تلاش کرتا ہون، اگر یہان کتابون مین ہے تو فوراً بھیجتا ہون، گو کمیاب چیز ہے،

بمبیات چھپ رہی ہے، لیکن نام بدل دیا ہے یعنی "دستۂ گل" طیار ہونے پر بھیجدونگا ایک دو غزل حال مین لکھین وہ بھی شامل ہین،

انشاء اللہ برسات بمبئی اور پونا مین ہوگی۔ والسلام

شبلی۔ ۴-اپریل ۱۹۰۸ء

(۴)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپکی محنت کی داد دیتا ہون، بیشک ترجمہ[۳] مین اُردو کی غلطیان بہت ہین ان کو صحیح کرکے ایک مختصر تمہید کے ساتھ جس مین آپ کو ملک سے روشناس کراؤن گا۔ الندوہ مین شائع ہونے کو بھیجدونگا، مین آپ کے علمی مذاق کا نہایت معترف ہون،

---

[۱] ایک انگریز پروفیسر جس نے عرب کی ادبی تاریخ (لٹریری ہسٹری آف عربیا) لکھی ہے، [۲] از ابو الحسن فراہانی، قدیم ترین وبہترین شرح انوری، اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہے، [۳] مسعود سعد سلمان پر ایک مضمون انگریزی سے اُردو مین ترجمہ کیا تھا،

اِس اثنا مین زہرا، اور عطیہ فیضی[1] کے بہت سے خطوط آئے اور بعض مین علمی مضامین بھی تھے، ان ظالمون کی اُردو نویسی پر مجکو تعجب ہوتا ہی[2] آپ کو شاید کبھی دکھلا سکون،

شعر العجم مین اب چار ناچار سعدی کو لینا پڑا، اور اب انہی کی لائف زیر قلم ہی دستۂ گل چھپ گیا، عنقریب بھیجون گا۔

شبلی

ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۵ مئی ۱۹۰۸ء

(۵)

محبّی۔

بقیہ ترجمہ[3] بھیجا۔ دونون حصے آج ملا کر دیکھے، افسوس ہی کہ اشعار اسقدر بھر دیئے ہین کہ نثر بہت کم رہجاتی ہی اور عام پڑھنے والون کو دلچسپی نہین ہو سکتی سوچ مین ہون کہ اسکو کیونکر کام مین لاؤن، اشعار چھانٹنے پڑینگے۔

وہ بات مین نے یونہی لکھدی تھی، لیکن واقعی حیرت کی بات ہی، آپ جانتے ہین بمبئی مین کیسکو اُردو سے مَس نہین، عورتین جو کچھ سیکھتی ہین مردون سے سیکھتی ہین، اِن عورتون کو اُردو دان کہان ملتے ہین، باوجود اسکے نہایت بے تکلف صحیح اُردو لکھتی ہین، لطف یہ کہ اِن کے مردون کے خط آتے ہین، وہ بالکل بمبئی کی خاص اُردو ہوتی ہی، غالباً اِسکی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ اُردو لٹریچر کو اچھی طرح مطالعہ کرتے ہین

[1] بمبئی کے مسلمان خاندان کی خاتونون کے نام ہین، [2] دیکھو مکتوب ۲، [3] مضمون انگریزی مسعود سعد سلمان۔

مین چاہتا ہون کہ آپ کی غلطیان درست کردیا کرون، آپ بُرا تو نہ مانین۔

شعر العجم مین اب سعدی زیر قلم ہین، ان کے متعلق مزید اطلاع آپ دیسکین تو عنایت ہے۔

شبلی

۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۸ع۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔

(۶)

مجبّی۔

آپ کی مہمان نوازی کا مشکور ہون۔

مرزا صاحب کے نوٹ کا مجھکو حال معلوم نہین، ہوٹل والے سے دریافت کیجیے۔"

مرزا صاحب نے تو مہمان نوازی مین کچھ کمی نہین کی تھی، یہ رقم کیون زبردستی اُن سے اڑا لیگئی، خیر اسکو بھی میرے ہی نامۂ اعمال مین لکھیئے۔ واقعی افسوس ہے،

سند مرسلہ ایک قسم کی سند لگان[1] ہے۔ قول نامہ اسکو کہتے ہین، یہان بھی رواج ہے، سیدل کی نسبت مین یون بھی رازدار تھا وہ خواہ مخواہ وہم مین پڑتے ہین۔

شبلی۔ ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۹ع۔ حیدرآباد۔

---

[1] یہ سند ایک قول نامہ ہے جو تیموری صیغہ مال کی ایک اصطلاح ہے، یہ سند ایک عالمگیری امیر کی ہے جو پونہ کے قریب کے ایک مندر کے گوسائین کو دی گئی تھی، سند کی اصل عبارت یہ ہے:-

قول نامہ

"باسم مورہ یہ گوسائین موضع چینچوڑ عملہ پرگنہ پونہ آنکہ درباب وخان حکمت نشان ناہر خان ظاہر نمودند کہ قول می خواہد لہٰذا قلمی میگردد کہ بخاطر جمع باعملہ فعلہ خود در دیہ آباد باشند و در آبادانی کوشند، انشاء اللہ تعالیٰ از راہ ہیچ وجہ آسیب گزند نخواہد رسید دانجہ۔

درین باب قول است، بتحریر فی تاریخ دوازدہم شہر ذیقعدہ سنہ ۲۶ مہر شہاب الدین خان مرید بادشاہ عالمگیر۔

(۷)

مین بخیریت پہونچا۔

عالمگیری[۵۱] سند مین صرف اسقدر ہی کہ موضع چینچوڑ فلان گوسائین کا مسکن ہے کوئی اسکو نہ ستائے۔ اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی زمین اسکو عطا ہوئی تھی۔ کیا موضع مذکور مین اب بھی کوئی دیول[۵۲] ہی، اور اُس کا پجاری کوئی گوسائین اُسی خاندان کا ہے۔

شبلی۔ حیدرآباد۔

(۸)

مکرمی۔

جملہ مستفسرہ، اشاعرہ کا عقیدہ ہی، اشاعرہ سُنّی فرقہ کی ایک شاخ ہی، لیکن اب تو تمام سنی اسی حماقت مین گرفتار[۵۳] ہین۔ خیر اس فقرہ کو رہنے دیجیے کو میرے ذاتی عقیدہ کے خلاف[۵۴] ہے۔

شعر العجم سب سے پہلے آپ کے پاس پہونچے گی۔

---

۵۱ مکتوب الیہ نے عالمگیر کی سند طلب رائے کے لئے بھیجی ہی اسکے متعلق رائے ہی ۵۲ یہان اب بھی گن پتی کا دیول ہی بہت بڑا اجاترا ہوتا ہی، عام طور سے دکن مین مشہور ہی کہ اس دیول کو عالمگیر نے تو گاؤن کی جاگیر دی تھی، مکتوب الیہ نے مضامین عالمگیر کیلئے نہایت کاوش سے اصل فرامین کا مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ عالمگیر کا تو کوئی فرمان نہین، لیکن ایک دو فرمان ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ شاہان دلی کیطرف سے اسکو جاگیر کا فرمان ملا تھا۔ ۵۳ یعنی ماتریدیت فنا ہو گئی۔ جو عقائد مین اصل حنفیون کا مسلک تھا۔ ۵۴ عقائد مین ماتریدیت کو ترجیح دیتے تھے۔

رسالہ جزیہ کے لیئے میر ولایت حسین سکنڈ ماسٹر کالج علی گڈھ کو لکھیئے۔

شبلی۔ ۷۔ فروری ۱۹۰۹ء حیدر آباد

(۹)

مکرمی۔

۱۔ تزک تیموری فارسی مین مشہور اور متداول کتاب ہی، مین نے تو علی گڈھ کالج مین قلمی نسخہ دیکھا تھا، لیکن غالباً چھپ بھی گئی ہی، تاجران بمبئی سے دریافت کیجیے

۲۔ بوعلی شاہ قلندر کا تذکرہ عموماً تذکرہ ہائے فارسی مین اور تذکرۂ اولیاء مین ہے، مین اسوقت ندوہ سے دور ہون، ورنہ کتاب کا حوالہ لکھ بھیجتا۔ آپ کو نہ ملے تو پھر لکھیئے گا۔

۳۔ شعر العجم کا پہلا حصہ شاید دو تین ہفتہ مین شائع ہو۔

ہان عالمگیری مضامین کے ترجمہ کا کیا حال ہے۔

شبلی۔ شاہجہانپور۔ ۲۳۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(۱۰)

مجبّی۔

عنایت نامہ پہونچا۔ جب کسی کتاب مطبوعۂ یورپ کا تذکرہ کیجیئے تو اسکی قیمت بھی ضرور لکھا کیجیئے کہ خود منگوا سکون۔

اسدی کے لغت کا کیا طرز ہی، صرف معنی پر اکتفا کرتا ہو یا سند بھی دیتا ہے۔

کیا برہان قاطع وغیرہ سے کچھ زیادہ تفصیل یا جدت[1] ہے، والسلام

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۱۸۔جون ۱۹۰۹ء

(۱۱)

یہاں[2] بیڈھب پھنس گیا ہون، دیکھئے کب چھوٹتا ہون۔

گون[3] مسلمانون سے انگریزون نے نہین لیا ہے،

آپ کی فرمائش کے موافق سید سلیمان کو لکھتا ہون' الندوہ مین ان کے مضامین چھپا کرتے ہین، اگر وہ راضی ہوگئے تو اُن سے بہتر آدمی نہین مل سکتا۔

"خود کو" "مصر کے مسلمانون نے کیون اسکو استعمال مین لایا" یہ سب غلط فقرے ہین جو آپ کے خط مین تھے۔ والسلام

شبلی۔ ۱۸۔جولائی ۱۹۰۹ء

(۱۲)

جناب من۔

تسلیم۔ مدت کے بعد آپ کے درشن ہوئے۔ آپ لکھنؤ آنا چاہتے تھے لیکن افسوس ہی کہ مین اس زمانہ مین لکھنؤ نہ ہوتا۔ تاہم ممکن ہی کہ چند روز کے بعد وہان جاؤن، اگر ایسا ہوا تو آپ کو لکھونگا، اور آپ تشریف لا سکتے ہین۔

---

[1] الندوہ کے نمبر ۳ ج مین اس نمبر پر مولانا نے پورا ریویو کیا ہی۔ اس لغت کا نام لغتِ فُرس ہی۔

[2] یعنی حیدرآباد مین [3] گون یعنی جبہ فضیلت جو یونیورسٹی کے گریجویٹ پہنتے ہین، بعض لوگ اسکی اصل عربی جبہ کو سمجھتے ہین،

مضمون[۵۱] پہنچا، شکریہ۔ الندوہ مین چھپ سکے گا۔

لیکن اگر اس مصنف کے اس مضمون کا پتہ لگتا تو بڑی بات تھی، جسمین اس نے فارسی شاعری اور فلسفہ پر لکھا ہے[۵۲]۔

شبلی۔ الہ آباد۔ پتھر کی گلی۔ ۲۳۔ اپریل ۱۹۱۰ء۔

(۱۳)

جناب من۔

یہ آپ نے غضب کیا کہ مجھکو مدت تک منتظر رکھا، خط کی رسید تو بھیجدی ہوتی۔

اسدی کی کتاب اللغۃ بہ قیمت مجھکو منگوا دیجئے۔ قیمت لکھئے تو بھیجدون۔

شعر العجم حصہ چہارم کے متعلق مدد دینا یہ ہے کہ کسی نے انگریزی مین صوفیانہ، یا رزمیہ، یا اخلاقی شاعری پر ریویو کیا ہو تو اس کا ترجمہ بھیجدیجئے۔

مین فروری اور مارچ مین مارا مارا پھرونگا اور اپریل مین غالباً بمبئی آؤن

شبلی

۳۱۔ جنوری ۱۹۱۱ء۔ لکھنؤ۔

---

۵۱ یعنی اس مختصر مضمون کا ترجمہ جو گارسن ڈی ٹاسی، ایک فرنچ مستشرق نے اپنی طرف سے پیرس مین شائع کردہ منطق الطیر کے فرنچ ترجمہ کے دیباچہ مین شیخ فریدالدین عطار کے لوح مزار کے متعلق لکھا ہے۔

۵۲ اس مضمون کا موضوع مذہبی اور فلسفی فارسی شاعری ہے، اس مضمون کا پتہ لگایا گیا اور ایک نسخہ پیرس سے منگوا کر مولانا کی خدمت مین بھیجدیا گیا۔

(۱۴)

مکرمی۔

عمر بھر مین کبھی آپ مجھکو اسقدر خوش کر سکے اور نہ کر سکینگے جسقدر لغۃ اسدی کے بھیجنے سے لیکن فوراً قیمت لکھیئے ورنہ مسرت مین کمی ہو جائیگی۔ آپ پر بار ڈالنا مقصود نہین بلکہ صرف آپکی سُراغ رسانی کا احسان کافی ہے۔

بمبئی آنا چاہتا ہون۔ شرط یہ ہی کہ حسب دلخواہ کوئی کمرہ ۳۰ تک کرایہ کا ٹھہر جائے جسمین پاخانہ کا تنہا بندوبست ہو اور ٹراموے کا غل نہ پہنچے۔

شبلی۔ ۱۴- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۵)

جناب من۔

آپ شعر العجم دیکھ چکے۔ جو باتین آپ ایسی پائین کہ شعر العجم پر اضافہ ہو سکتا ہو وہ مجھکو لکھ بھیجا کرین رزمیہ یا اخلاقی شاعری انگریزی شاعری کا نمونہ چاہتا ہون کہ اسکو اپنے ہان سے مطابق کر سکون شاہنامہ کا فرنچ ترجمہ[۱] کہان مل سکے گا، پبلک لائبریری الہ آباد مین ہو تو منگوا لون گزیدہ[۲] معمولی تاریخ ہے۔

شبلی۔ ۱۶- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

---

[۱] موہل کا ترجمہ جو مع متن کے فرنچ گورنمنٹ نے نہایت آب و تاب و زر کثیر کے صرف سے ضخیم سات جلد و نمین چھپوایا ہی۔ کل قیمت ۵۰۰ روپیہ سے کم نہین۔ [۲] حمد اللہ مستوفی قزوینی کی تاریخ،

(۱۶)

مکرمی

خط پہنچا۔ مین اپریل مین وہان آنا چاہتا تھا لیکن آپ کہتے ہین کہ وہان طاعون ہی مئی کا مہینہ یہان رہنے کے قابل نہین ہوتا۔ اور کوئی جگہ نہ ہوگی تو مین کشمیر چلا جاؤنگا بہرحال جو ارادہ ہوگا اطلاع دونگا۔

بمبئی کی

شعر العجم کا چوتھا حصہ قریباً طیار ہی، اسکا ترجمہ انگریزی مین ہو تو البتہ یورپ کو نظر آئے کہ کیا چیز ہے۔

شبلی۔ ۱۹- مارچ سنہ ۱۹۱۱ع

(۱۷)

مکرمی۔

افسوس آپ نے بمبئی سے محروم رکھا، اب کشمیر یا کلکتہ جہان جاؤنگا آپکو اطلاع دونگا۔ سوامی[۱] کمار کو مین جانتا ہون۔ تصاویر وغیرہ کا ذخیرہ وہ لکھنؤ سے لے جاتے ہین میرے ایک دوست ہین ان سے اکثر چیزین لی ہین۔

تیمور[۲] کی تصویر اسکے دشمنون نے بنائی ہی۔

۱؎ ڈاکٹر کمار سوامی ایک مشہور ہندو آرٹسٹ جو ہندوستان کے قدیم ہندی و اسلامی فنِ تصویر کا ماہر ہی مغل دور کے مصورونکی بہت سی تصویرین اسکے پاس ہین ۲؎ تیمور کی ایک تصویر کمار سوامی کے پاس تھی جسمین تیمور ایک شکنجہ مین گرفتار ہی

باز بہادر[1] کا قصہ منظوم ہی لیکن اسوقت مصنف کا نام یاد نہین ڈھونڈ ھ ڈھونڈھ دونگا۔

آج کل ندوہ کے جلسہ ہائے انتظامیہ کی وجہ سے مطلق فرصت نہین خط مشکل لکھا ہے۔

بنارس مین ایک کایستھ خاندان مین وہ تمام خطوط فارسی مین ہین جو سیواجی نے مرزا راجہ جے سنگھ کو لکھے تھے، جے سنگھ کے جوابات بھی ہین[2]۔ مین نے کئی دن تک اُسکو دیکھا تھا لیکن اب وہ حیلہ کرتا ہے۔ باقی پھر

شبلی۔ ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۸)

جناب من

السلام علیکم۔ سیرۃ نبوی جو زیر تصنیف ہی مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت کے متعلق لکھا ہی اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے تاکہ

---

[1] باز بہادر والی مالوہ اور اسکی رانی روپمتی فن موسیقی کے بڑے ماہر اور رقدردان گذرے ہین مغلونکی تلوار اور نیرنگی روزگار سے تنگ آکر دونون نے ارادہ کیا کہ مالوہ کو خیرباد کہین اور کسی دور دراز ملک مین قسمت آزمائی کرین چنانچہ ایک شب دونون گھوڑے پرسوار شہر سے باہر نکل آئے، ایک پہاڑ کے دامن سے گذر رہا، عجیب منظر تھا نیم شب کا وقت، دامن کوہ کی خاموشی تاریکی شب مین مشعل کی ہلکی روشنی اُنکے وفادار گھوڑے شاہانہ لباس بہادرانہ روپ کو چمکا رہی تھی، اس منظر کی تصویر ایک مغلیہ دور کے مصور نے نہایت عمدگی سے کھینچی ہی جو لندن مین تھی ڈاکٹر کمار سوامی نے اسکا فوٹو لیا تھا اور شائع کرنا چاہتے تھے۔ لہذا باز بہادر اور روپمتی کا مفصل حال مکتوب الیہ سے دریافت کیا تھا۔ [2] عالمگیر کی تاریخ کے متعلق ایک بڑا ماخذ خطوط کا ہی، خود عالمگیر کے خطوط، اُسکے بھائیونکے خطوط، سیواجی مرہٹہ اور راجہ جے سنگھ کے خطوط، ان مین سے اکثر چھپ چکے ہین اکثر ین موجود ہین،

ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجتِ اسلامی کے طور پر پیش کیئے جائین اور جہان اُنھون نے غلطیان اور بددیانتیان کی ہین نہایت زور و قوت کے ساتھ انکی پردہ دری کی جائے۔

اس بناپر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کیگئی ہین جو آنحضرت کے متعلق تصنیف ہوچکی ہین، لیکن اِن سب کا اُردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہے، اس لیئے یہ رائے قرار پائی ہے کہ جن صاحبونکو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک کتاب بھیجدی جائے، وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے، اِس بناپر آپ سے درخواست ہے کہ آپ بھی اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے۔

شبلی نعمانی۔ جون سنہ ۱۹۱۱ع

(۱۹)

مکرمی۔

آج مسٹر بوا[۱] اڈیٹر اسلامک ورلڈ کا خط پھر آیا۔ زیب النساء کے متعلق آپ جواب

---

[۱] ایک فرنچ مستشرق ہین اور ایک فرنچ رسالہ ہین جسکا مقصد تمام اسلامی دُنیا کا ریویو ہے، عمدہ مضامین لکھا کرتے ہین، زیب النساء کے متعلق ایک مضمون لکھنا چاہتے تھے کہ ایک ہندوستانی مسلمان بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی، اثنائے گفتگو مین معلوم ہوا کہ مولانا نے زیب النساء کے صحیح حالات لکھے ہین مسٹر بوا نے فوراً ایک خط عربی زبان مین لکھا اور مولانا سے ان حالات کی استدعا کی۔ چونکہ یہ اُردو مین تھے اور رسالہ الندوہ مین شائع ہوچکے تھے، مولانا چاہتے تھے کہ کم سے کم انکا انتخاب انگریزی مین روانہ کیا جائے، چنانچہ مکتوب الیہ نے انتخاب مسٹر بوا کو روانہ کیا۔

جلد لکھ بھیجیے۔

مولوی سید علی کا مضمون متعلق کلیلہ دمنہ کالج بک ڈپو، علی گڈھ سے ملسکتا ہے۔

ابھی تک آپ کی مرسلہ کتاب متعلق شاہنامہ نہین آئی۔

شبلی۔ ۱۴- جون سنہ ۱۹۱۱ع بمبئی۔

(۲۰)

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی۔ کتابین یا انتخابات تو جب آئین گے آئین گے، لیکن خوش تو مین ابھی ہولیا اور کئی دن تک کے لیے یہ سامان کافی ہوگا۔ واقعی مجھکو اِن علمی ذخیرون کے پتہ سے بھی خوشی ہوتی ہے۔

مسیو ہوا کو مین نے بھی بمبئی سے خط لکھا تھا، لیکن رسید نہین آئی۔

لڑکے کے انتقال کا افسوس ہے۔

شعر العجم سے انشاء اللہ جلد فارغ ہوتا ہون۔

شبلی۔ ۲۲- اگست سنہ ۱۹۱۱ع لکھنؤ۔

(۲۱)

آپ کی عنایتون کی بارش برابر جاری ہی، شاہنامہ[1] کا لغۃ ترکی مین ہی اِس سے آپ کیونکر کام لیتے ہین انگریزی کتاب[2] کیا اِس کتاب کے علاوہ ہی جو اسی پروفیسر نے آنحضرت کے حالات مین لکھی ہی۔

شبلی۔ ۱۱- ستمبر سنہ ۱۹۱۱ع۔ لکھنؤ۔

---

[1] مصنفہ شیخ عبدالقادر بغدادی جسکو سالمین نے یورپ مین شائع کیا، [2] مارگولیوتھ کی کتاب محمڈ ازم۔

(۲۲)

تسلیم۔ مدت سے آپ نے یاد نہین کیا۔ خیام کا جبر و مقالہ مجھکو ہات[1] آگیا۔ اس لیے اب آپ کا نسخہ واپس کر دیتا ہون۔ جواب خط کا انتظار ہی۔ لیکن لغات اسدی اسوقت تک نہ دونگا جبتک آپ دوسرا نسخہ منگوا دینگے۔

آپ نے یہان آنے کا وعدہ تو خوب پورا کیا۔

شعر العجم جلد ۴ اس مہینہ مین نکل جائیگی۔

شبلی۔ ۱۳۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۳)

مکرمی۔

خط پہنچا۔ جبر و مقالہ[2] آج یا کل رجسٹرڈ بھیجدونگا،

نظامی کے متعلق مونوگراف[3] کا ترجمہ آپ بھیجدین تو مین اس سے کام لونگا۔

چوتھی جلد کے بھی دو حصے کرنے پڑے پہلا حصہ ایک دو ہفتہ مین نکل جائیگا۔ یہ حصہ انگریزی مین ترجمہ ہوا تو البتہ یورپ والون سے داد مل سکتی ہے۔

شبلی ۲۶۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۴)

تسلیم۔ اپریل مین تو یہان میرا رہنا مشکل ہی۔ بمبئی، یا کلکتہ جاؤنگا۔ ۸۔ اپریل تک

[1] مولانا نے اسپر ایک مختصر ریویو الندوہ نمبر ۲ ج ۹ مین لکھا ہی۔ [2] یعنی خیام کا رسالہ جبر و مقالہ [3] یعنی ڈاکٹر باؤر کا مونوگراف،

یہان سالانہ جلسے ہین، اسوقت تک رہنا البتہ ضروری ہی۔ ندوہ کے سالانہ جلسہ کی شرکت کیلئے مصر کے نامور عالم سیّد رشید رضا مصر سے چل چکے اور ۲۲۔ مارچ ۱۹۱۲ء کو بمبئی پہنچ جائینگے ممکن ہو تو آپ بھی اِن کا استقبال بندرگاہ پر کیجئے۔

ابھی ماہوار رقم سیرۃ نبوی نہ روانہ کیجئے گا۔ مین اسکے لیئے بہت متردد ہون۔

ہان سوانح نبوی کے متعلق جو لٹریچر انگریزی مین ہی وہ جمع فرمائیے۔

شعر العجم جلد چار چھپ گئی۔ صرف فہرست مضامین باقی ہی لیکن بہت غلط چھپی ہی

شبلی۔ ۱۸۔ مارچ ۱۹۱۲ء۔

(۲۵)

مین انشاء اللہ کل کلکتہ روانہ ہونگا اور سیّد سلیمان آج مدراس جائینگے[۱]۔ ۵۔ اگست کو ڈھاکہ[۲] مین کمیٹی ہی جسکی شرکت کے لیئے جا رہا ہون۔

سیرۃ نبوی کے متعلق آپکی قلمی امداد کا امیدوار ہون۔

شبلی۔ ۲۵۔ جولائی ۱۹۱۲ء

(۲۶)

مکرمی۔

تسلیم، عنایت نامہ متعلق بکّہ[۳] پہنچا۔ تکلیف فرمائی کا بہت ممنون ہون۔ براہِ کرم آپ

---

[۱] بغرض شرکت محمڈن کانفرنس مدراس [۲] متعلق ڈھاکہ یونیورسٹی۔ [۳] بکّہ، مکہ کا نام ہی، زبور مین لفظ بکا ایک مقام کا نام آیا ہی، تحقیق طلب یہ تھا کہ کیا بکا، اور بکّہ ایک چیز ہی۔ دیکھو، حمید الدین ۵۸۔

کتاب سے فاران کے متعلق جو تحقیق ہو لکھ بھیجئے - اسکی اسوقت بہت ضرورت ہے -

پونا آنا رہا جاتا ہی لیکن اکتوبر مین آپ ضرور میرے پاس رہیئے مین کہین رہون -

شبلی - بمبئی - ۸ - ستمبر ۱۹۱۳ء

(۲۷)

مکرمی -

والا نامہ پہنچا - مشکور ہون -

کتاب [1] کی قیمت بھیجدونگا - لیکن پڑھوا کر سنا نہایت جاہلانہ اور متعصبانہ کتاب ہے نہایت عامیانہ معلومات پر آنحضرت صلعم کو ہر جگہ مکار و فریبی لکھا ہی -

سید سلیمان کو سردست تین چار مہینہ کے لیئے تو تن خود چاہتا تھا [2] لیکن آپ فرمائینگے تو مین انکو بھیجدونگا [3] لیکن حقیقت یہ ہی کہ خالص فارسی دانی مین عبد السلام کو انپر ترجیح ہی - بہرحال آپ جو فرمائینگے مجکو انکار نہ ہوگا لیکن اِن لوگون کے پاس سند نہین، اسلیئے تقرری دشوار ہی - انگریز صرف سند دیکھتے ہین -

شبلی - حیدرآباد - ۲۲ - نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۸)

جناب من -

تسلیم - مین اِس سے پہلے خط مین لکھ چکا ہون کہ سید سلیمان کسقدر انگریزی جانتے ہین

---

[1] انگریزی کتاب متعلق اسلام [2] سیرت کے لیے ..... [3] دکن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسری

بولنے کے لیئے نہین بلکہ مطالعہ کے لیئے۔

اگران کا تقرر منظور ہوجائے تو اتنا ضرور کیجیئے کہ دو تین مہینے کے بعد انسے کام لیا جائے۔ اسوقت مجھکو ان سے بہت کام[1] ہی۔ بہرحال آپ کی سفارش پہلے منظور تو ہوجائے۔

شبلی۔ ۲۲۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۹)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپ کا خط کل ملا۔ مین سفر مین تھا۔ اسلیئے امانت رہا۔ بے شبہہ سید سلیمان کی کامیابی[2] حیرت انگیز ہی لیکن اصلی حیرت انگیز آپکا زور اثر ہی۔ بہرحال ایک قابل شخص کی قدردانی منتج نتائج مفیدہ ہوگی۔

سید سلیمان اسقدر قانع شخص ہین کہ اِس عہدہ کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے تھے اور متعدد دفعہ مجھکو سمجھانا پڑا بلکہ گویا مین نے انکو مجبور کیا، وہ چاہتے تھے کہ آزادانہ علمی اشتغال مین مصروف رہین۔ بہرحال وہ روانہ ہوچکے تھے کہ آپ کا خط ملا۔ راہ مین آگرہ کانفرنس دیکھتے جائین گے۔

کتب مطلوبہ میرے ہان ایک بھی نہین۔ آپ عبداللہ خان کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد سے طلب فرمائین۔ مین آگرہ[3] نہ جاسکا بیمار ہوگیا،

جرمن کتاب خطوط تابعین کا بہت انتظار ہی۔ اور جغرافیہ فارسٹر کا۔

شبلی۔ لکھنؤ۔ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۱۳ء

---

[1] سیرۃ مین مدد دینے کے لیئے۔ [2] یعنی دکن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسری کی تقرری۔ [3] بغرض شرکت محمڈن کانفرنس۔

(۳۰)

مکرمی۔

آپ نے لکھا تھا کہ حیدرآباد نے تین کتابین واپس مانگی ہین اور خط بعینہ بھیجدیا تھا،
مین نے آپ کو لکھا کہ فارسٹر کی صرف ایک جلد یہان ہے۔ دوسری جلد آپ دے آئے
ہونگے اسیطرح ولسٹیڈ یہان نہین ہے۔ آپ نے کچھ جواب نہین لکھا جلد مطلع فرمائیے۔

سید سلیمان سے کہئیے کہ احتمال ہے مین گرمیون مین کلکتہ رہون،

آجکل تو الہ آباد کی آب وہوا میرے لیئے نہایت صحت بخش ہے۔

سیرت کی کاپیان لکھوا رہا ہون۔ خوشنویس مستقل نوکر رکھ لیا ہے۔ گو دیرنویس ہین،
الہلال مین بھی جو صفحہ نمونہ کے لیئے چھپوایا۔ لیکن عام لوگ متفق نہین۔

شبلی۔ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۴ء۔ الہ آباد۔

(۱۱) منشی محمد امین صاحب کے نام

(۱)

محبی۔

سلام شوق، خط پہنچا جس شخص کی نسبت مین نے لکھا وہ سال حال کے فارغ التحصیل

ف۱ مہتمم صیغۂ تاریخ ریاست بھوپال، منشی صاحب موصوف کو مولانا سے نہایت عقیدت تھی ریاست کی تمام تصنیفات مین وہ مولانا سے مشورہ لیتے تھے، ہرہائنس بیگم صاحبہ بالقابہا اور مولانا کے درمیان بھی سفیر تھے نمونۂ سیرت کی کاپیان بلکہ علیگڈھ کی بھی انھین کے توسط سے بھین،

ہین' اور حکیم عبدالولی سے مطب کیا ہی' اسلیئے انکی حالت کے لحاظ سے لکھیئے۔

ہان مین نے سُنا تھا کہ سرکار عالیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کی بجائے کسی اور کی تجویز مین ہین' ڈاکٹر بدرالدین لقمانی، داماد بدرالدین طیب جی[1] کیلیئے خیال ظاہر کیا تھا، اگر یہ صحیح ہے تو بہت اچھی بات ہی' ڈاکٹر موصوف بہت حاذق ہین اور بمبئی کی دو ماہہ ملاقات مین انکا پورا تجربہ مجھکو ہوا۔

آپ خوش ہون گے کہ گورنمنٹ نے بھی اب ندوہ کو عنایت کی نگاہون سے دیکھنا چاہا، ڈائرکٹر تعلیمات نے ہمسے پوچھا کہ آپ ہم سے کچھ مدد لینا پسند کرتے ہین ہمنے زور کے ساتھ ایڈ کی خواہش کی ہی اور کامیابی کی امید ہے،

اور بھی دلخوش خبرین ہین انشاء اللہ پھر سنیئے گا، والسّلام

شبلی، ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

(۲)

محبّی۔

السلام علیکم، عنایت نامہ پہنچا، حضور عالیہ کے ارشاد کی تعمیل کے موافق عرض ہی کہ پردہ کے متعلق میرا ایک مضمون الندوہ مین چھپ چکا ہی' جو نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی ہی اور اس مسئلہ کا قطعی فیصلہ ہی' جس کے بعد ایک حرف نہین لکھا جا سکتا، باقی تعلیم کے متعلق مصر مین جو دو رسالے لکھے گئے ہین یعنی تحریر المرأة والمرأة الجدیدہ وہ نہایت آزادی

---

[1] بمبئی ہائیکورٹ کے سب سے پہلے مسلمان جج۔

اور قابلیت سے لکھے گئے، تحریر المرأۃ کا جواب المرأۃ المسلمہ بھی غایت عالمانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے لکھا گیا، اُردو مین جو رسالہ لکھے گئے مثلاً **حقوق نسوان** وغیرہ وہ عامیانہ رسالے ہین قدیم اخلاق کی کتابون مین مثلاً **اخلاق جلالی** اور احیاء العلوم مین بھی عورتون کی تعلیم و تربیت کے متعلق جستہ جستہ باتین ہین۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۔ جون ۱۹۰۸ء

(۳)

مجبی۔

عنایت نامہ پہنچا، مین سرکاری کام سے حیدر آباد آیا ہون اور غالباً دو ہفتہ تک یہان قیام ہوگا، آپنے کس امر کے متعلق مفصل حالات لکھنے کیلیئے لکھا ہے آپ کو معلوم ہے کہ ندوہ کی مستقل آمدنی ابھی تک صرف (۳۰۰) ماہے، گورنمنٹ نے (۵۰۰) دیئے اسلیئے اب خالص مذہبی علوم کا ضیعہ اسکے مقابلہ مین بہت کم وقعت رہجاتا ہے، ضرور ہے کہ خود ندوہ کی آمدنی مین اضافہ ہو، ریاست حیدر آباد سے (۵۰۰) کا وعدہ ہو چکا تھا، لیکن اس حالت مین کہ ریاست پر کئی کروڑ کا بار پڑ گیا، جو کئی سال تک قائم رہیگا۔ زبان نہین کھل سکتی۔

ربیع الاول کی دعوت مین مین آسکتا ہون، لیکن مولود کا بیان مین اچھا کیونکر کرسکونگا، میری تقریر لکچر ہوتی ہے، نہ وعظ،

سفرنامہ سامنے ہو تو تقریظ لکھ سکون، غائبانہ شطرنج کھیلنا ہر شخص کا کام نہین۔

والسّلام۔ شبلی، حیدر آباد۔ ۷۔ فروری ۱۹۰۹ء

(۴)

محبّی۔

یہ خط دراصل مجھکو جناب منشی منصب علی صاحب کے نام لکھنا تھا لیکن اسوجہ سے کہ جناب موصوف کو فرصت کم ہوتی ہی اور ممکن ہی کہ جواب مین دیر ہو' اسلیئے آپ کو لکھتا ہون کہ یہ خط دکھلا کر ان سے جو کچھ جواب حاصل ہو فوراً مجھکو لکھیئے۔

آپکو معلوم ہی کہ مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے' حیدرآباد سے نکلے تو انکے مقربین بھی زد مین آئے' انمین مولوی عبدالحلیم شرر بھی ہین' یہ بھی آپ جانتے ہین کہ مولوی صاحب موصوف عربی' اُردو کے کیسے ماہر اور ساتھ ہی انگریزی دان بھی ہین' انکی قابلیت کے آدمی کم ہاتھ آسکتے ہین' اگر وہ محکمہ تعلیمات مین لے لیئے جائین تو بہت مفید ہوگا' اس کے علاوہ حیدرآباد مین علوم مشرقیہ کی جو یونیورسٹی قائم ہوئی جس مین انگریزی تعلیم بھی لازمی قرار دیگئی' اس کے نصاب اور اسکیم کی طیاری مین مولوی صاحب کا بڑا حصہ ہی اور کئی برس انکو عملی تجربہ ہو چکا ہی اسلیئے انکی لیاقتون سے کام لینا ریاست کیلیئے قطعاً مفید ہوگا' نیز انشاپردازی اور تصنیف کے کامو ن مین اُنسے بہت مدد ملیگی' اسلیئے ریاست کو انکو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے' اگر ان کو روک نہ لیا جائے تو ممکن ہی کہ وہ ریاست رامپور وغیرہ مین پہنچ جائین' بہرحال جواب جلد عنایت فرمائیے۔

شبلی۔ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

۵ل فنانشل سکرٹری' ریاست بھوپال'

(۵)

مجبّی۔

سلام علیکم، اُستانی کسی طرح جانا نہین چاہتی، اسوقت جہان ہی اُنسے معلوم ہوا کہ اسکو اپنی لیاقت پر اعتماد نہین، اسکے خاندان والے بھی دور مقام مین جانے کیلئے راضی نہین، مین سخت مجبور ہون اور نادم بھی۔

ندوہ کا سالانہ جلسہ دلی مین قرار پایا، حکیم اجمل خان اور دیگر اکابر دہلی نے دعوت دی، جلسہ بڑے پیمانہ پر ہوگا، مصارف کا تخمینہ تین ہزار ہی جس سے ہمکو بہت زیادہ پہنچانا ہوگا، کیونکہ دلی والے ابھی مسلم لیگ کے جلسہ کیلئے ۶ ہزار دیچکے ہین،

ممبری کا ٹکٹ پانچ روپیہ ہی، چند ٹکٹ آپکے پاس بھی بھیجونگا، آپ آئین اور بہتر ہوتا کہ ریاست کیطرف سے رہین، حیدر آباد سے ہمیشہ ریاست کیطرف سے ڈیلیگیٹ آیا کرتے تھے، ہندو وزارت کے عہد سے بند ہوگیا، تاہم اور ریاستون کی طرف سے آتے رہے۔

حضور سرکار عالیہ کے شکریہ کا رزولیوشن بھی جلسہ مین پیش ہوگا، والسّلام

شبلی۔ ۱۹۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۶)

مجبّی۔

کیا خدانخواستہ حضور عالیہ کا یہ خیال ہی کہ مین حضور ممدوحہ کے ارشاد مین کسی قسم کی کوتاہی کرونگا، میرا رونگٹا رونگٹا حضور عالیہ کا فدائی ہی، کوئی کام میرے

کرنے کا ہو اور حضور عالیہ حکم فرما کر دیکھ لین،

اُستانی کمبخت کسی طرح آمادہ نہین ہوتی، گھر سے کبھی نکلی نہین، ملازمت کی نہین، گھر والے رضی نہین، آج انتہائی حد تک اسکو لکھتا ہون، نہ مانے تو اُسے خدا سمجھے، دلّی آپ ضرور آئیگا۔

شبلی، ندوہ۔ ۲۳۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع

(۷)

مُجبّی۔

سچ پوچھیے تو

ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

واقعہ یہ ہی کہ علی گڈھ اور ندوہ کو ریاست سے جو فوائد پہنچ رہے ہین اُسکی سنگ بنیاد آپ ہین، فجزاک اللہ خیرا۔

ریاست کے عطیہ کی درخواست تو کی لیکن اب قبول کرتے ایک بڑا بار محسوس کرتا ہون،

مین آج کانپور روانہ ہوتا ہون، نو مسلمون پر آریہ جو جال ڈال رہے ہین وہ سخت خطرناک درجہ تک پہنچگیا ہی، اس غرض سے تمام اضلاع مین دفاعی انجمنین اور دیہات مین مکاتب قائم کرنا مقصود ہی لیکن چونکہ گرمی سخت ہو رہی ہی اسلیئے یہ دورہ مختصر ہوگا اسی طرف سے بھوپال آؤنگا، پھر بنگلور یا بمبئی جاؤنگا۔ کتابین ساتھ نہین جا سکتین، نہ اسٹاف ساتھ جا سکتا ہی اسلیئے سیرۃ نبوی کا کام باضابطہ بارش ہی شروع ہوگا، یہ بھی خیال ہی کہ

یہ کام کسی طرح دو برس مین انجام نہین پا سکتا، اسپر مستزاد یہ ہی کہ ایک آنکھ مین پانی اتر رہا ہی اسلیئے جلدی بھی کرتا ہون کہ کچھ کرلون ورنہ جسقدر مین کر سکتا ہون اتنا کرنے والا بھی نظر نہین آتا کتابونکی فہرست طیار ہو رہی ہی، بہت سی کتابین تو خود ندوہ مین موجود ہین زائد جو مطلوب ہین انکو منگوانا ہی، اشاعت کی فکر نہ کیجیئے مین خود کر سکتا ہون،

شبلی۔ ۱۷- اپریل ۱۹۱۲ء

(۸)

مجتبی۔

نہین قرآن مجید مین متعہ کے جواز کی کوئی آیت نہین، البتہ جنگ خیبر مین عارضی طور سے آنحضرت نے اسکو جائز کر دیا تھا اور پھر حرام کر دیا گیا، متعہ کا جواز زنا سے کچھ ہی کم درجہ پر ہی، ازدواج کا مقصود زوجین کا ابدی تعلق ہی نہ فوری اور وقتی۔

دوازدہ امام نے ہلوگونکی روایت کے موافق کبھی متعہ کو جائز نہین کہا۔

سرکار عالیہ منظور فرمائین یا نہ فرمائین لیکن ہم لوگونکا تو فرض ہی کہ ہم درخواست کرین، اسلیئے یہی رائے قرار پائی ہی کہ براہ راست سرکار عالیہ کے نام بھیجی جائے کہ لکھنؤ بھی تشریف لائین اور بورڈنگ کی بنیاد رکھین، آپ کی کیا رائے ہے،

ہان مدرسہ ..... نے ندوہ کو نقصان پہنچانا چاہا، پریسیڈنٹ بہاولپور سے یہ کہلوایا کہ مین نے مغالطہ سے عمارت کیلیئے روپیہ دلوایا، لیکن حکیم اجمل خانصاحب نے خاص جلسہ کرکے انکے شکوک رفع کر دیئے۔

ایک پرچہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تام وہان سے نکلنا شروع ہوا ہی جو الندوہ کی چوٹ پر ہی آفتاب احمد خان صاحب نے درخواست کی تھی کہ دیوبند کے طلبہ ہمکو ملین تو ہم انکو انگریزی پڑھا دین لیکن ان لوگون نے انکار کیا اور چند علماء ناراض ہوکر جلسہ سے اٹھ گئے کہ ریش تراشیدہ اور نیچری کو بولنے کیون دیا۔ خیر ہمکو اپنا کام کرنا چاہیئے، مخالفت تو ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے،

شبلی۔ ندوہ۔ ۲ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۹)

مجبّی۔

مین نے خط اس لیئے نہین لکھا کہ آپنے تار پر جواب مانگا تھا تار دیا گیا اور یقین ہوا کہ آپ فوراً علی گڈھ روانہ ہونگے، اب آپ نہ آئیے مین خود آتا ہون، گرمی بہت سخت ہی میرا ارادہ ہی کہ مستقل بمبئی مین قیام کرکے سیرت کو ختم کر دون، یہان روز ایک قصہ رہتا ہی اور اطمینان نصیب نہین ہوتا، اسٹاف ساتھ لیجاؤنگا، سید سلیمان ساتھ رہین گے، خوشنویس اور انگریزی مترجم وغیرہ بھی،

جناب کرنل[1] صاحب کا شکریہ وہین آکر عرض کرون گا۔ لیکن کتاب[2] کا پہلا اڈیشن میری ملک ہوگا، پھر وقف، لیکن ندوہ یا اشاعت اسلام پر اور کوئی مصرف مین نہین قبول کر سکتا۔

[1] کرنل عبید اللہ خان صاحبزادہ ریاست بھوپال، [2] سیرۃ نبوی،

ماہوار کے جاری ہونے پر یہان سے روانگی موقوف ہی تا کہ اسٹاف کے لوگون کو کافی اطمینان ہو جائے،

ماہواری چندے اور رکمیشت رقمین بہت سی آئین مین نے سب واپس کردین لوگونکو شکایت ہی کہ اس سعادت مین ہمکو کیون موقع نہین دیا جا سکتا۔

شبلی، ۱۰- مئی ۱۹۱۲ء

(۱۰)

مجتبیٰ-

سلام مسنون، ماہوار کا روپیہ ابتک نہین آیا سخت ہرج ہی کتابونکی رقم آئی لیکن ابھی صرف آدھے نوٹ آئے اسلیئے کام اس سے بھی نہین لیا گیا، انگریزی گریجویٹ کو اسلیئے ابتک نہین بلا سکا کہ ان کا خرچ راہ نہ بھیج سکا عجب لوگ ہین بے فائدہ اطلاع دیتے ہین کہ منی آرڈر روانہ ہو چکا۔

ابھی تک مین نے لائف کا کچھ کام نہین کیا طبیعت مطمئن نہین لیکن اب کل شروع کرونگا، آجکل یہان پیر صاحب بغدادی کا بڑا ہنگامہ ہی، انکی روشنی اور جلوس پہ ۷۵ ہزار روپیہ ایک شب مین صرف ہوا، کل اجمیر جائین گے، سرکار عالیہ نے اُن کو جو رقم دو ہزار کی بھیجی، میرے سامنے پہنچی تھی، گو وہ یہان کے خدا ہین لیکن مجھ سے پوری ایک گھنٹہ تک خلوت رہی، اتنی دیر تک اُنھون نے کسی کو آنے نہ دیا، ورنہ روزانہ صبح سے شام تک ہزارون کا مجمع رہتا ہی، مین نے مفید مشورے دیئے اور اُنھون نے قبول کیئے، غالباً

کوئی مفید نتیجہ نکلے۔ قریباً ۲ مہینے تک قیام رہیگا، جا بجا جائین گے۔

اگر وہان کتبخانہ مین تفسیر فتح البیان مع تفسیر ابن کثیر موجود ہو تو ضرور لیتے آیئے گا،
یہان نہین ہی اور مین ساتھ نہین لایا۔ سید سلیمان آگئے، آج خط آیا کہ بیمہ کراکے نوٹ بھیجے
ہین، دریافت کرتا ہون، اب تک تو کوئی چیز نہین پہنچی، کرنل صاحب کو خط لکھ دیا۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۱۶۔جون سنہ ۱۹۱۲ء

(۱۱)

مجتبیٰ۔

مین آپکے کام کیلئے ہر وقت حاضر ہون، کتب مذکورہ مین سے کتب ذیل مفید
اور کارآمد ہین[۵۱]۔

اصابہ جلد اخیر، ابن خلکان، نفح الطیب، عقد الفرید،

باقی کتابین فضول یا بہت کم کارآمد ہو سکتی ہین، ایک کتاب حال مین مصر مین
لکھی گئی ہی، اسوقت اس کا پورا نام[۵۲] یاد نہین، لکھنؤ پہنچکر لکھ بھیجونگا، وہ بہت ضخیم ہی اور
بہت استقصاء کیا ہے۔

ایک کتاب بلاغۃ النساء نہایت قدیم تصنیف ہی، اس مین صرف مشہور
خاتونانِ عرب کے لکچر جمع کیے ہین،

ترتیب وغیرہ کیلیئے آپ سے ملنا ضرور ہی، اسکے علاوہ بغیر ایک اچھے عربی دان کے ہرگز

---

[۵۱] عورتون کے حالات کے لیئے، [۵۲] الدر المنثور فی ربات الخدور عورتون کے حالات مین دیکھو ۱۳ و ۱۴،

کام نہ چلے گا۔ اگر عبد السلام (سابق ایڈیٹر الندوہ) کو آپ کچھ مدت کیلئے بلا سکیں تو پورا کام چل جائیگا۔ وہ وسیع النظر ہیں اور استخراج کا پورا ملکہ ہے، وہ غالباً ۵۰ پر وہاں چلے جائینگے بشرطیکہ مکان مفت کا ہو اور کھانا پکوانے کیلئے باورچی نہ رکھنا پڑے۔

عورتوں کے متعلق نہایت عمدہ کتاب لکھی جا سکتی ہے لیکن ان معمولی لوگوں کا کام نہیں،

ع نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

شبلی۔ بمبئی۔ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۲)

مجتبیٰ۔

ریویو نا قدانہ تھا، ڈر تھا کہ ناپسند نہ ہو، مشکور ہوں کہ آپ نے پسند کیا، سیرت کے ۸۰۰ صفحے ہو چکے تھے لیکن نظر ثانی میں پھر کچھ کا کچھ ہو گیا، یورپ کی غلط بیانیوں کا ایک قہر ہے، انکے ایک ایک حرف کیلئے سیکڑوں ورق اُلٹنے پڑتے ہیں، یہ کمبخت لکھتے تو جھوٹ ہیں لیکن بے پتہ نہیں لکھتے، یہاں ہمارے سیرت نگاروں نے خود بہت بے احتیاطیاں کیں،

میں جانتا ہوں کہ کام دو برس میں نہ ہوگا، یہ بھی احتمال ہے کہ سرکار بھوپال رقم بند کر دیں، لیکن اب روپیہ کا نہیں بلکہ میری جان کا معاملہ ہے، ہر حالت میں میں کام جاری رکھونگا اور اگر مر نہ گیا اور ایک آنکھ بھی سلامت رہی تو انشاء اللہ دنیا کو ایسی کتاب دیجاؤنگا جسکی توقع کئی سو برس تک نہیں ہو سکتی،

والسلام

شبلی۔ ۲۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۱۳)

مجتبی۔

تسلیم۔ افسوس مین سخت بیمار ہو جانے کی وجہ سے آگرہ[۵۱] نہ آسکا، لکچر تیار تھا اور کچھ اشعار بھی،

نالۂ شبلی[۵۲] دیکھا، اشعار غلط چھپے مین نے انکو لکھا تھا کہ پروف بھیج دیجیے گا، مین تصحیح کر دونگا، لیکن اُنھون نے جواب تک نہ دیا،

بہرحال آپ اگر سیاسیات نظمین بھی چھاپنا چاہتے ہین تو ضرور ہی کہ میرے تینون آرٹکل پولٹیکل کروٹ[۵۳] والے بھی شامل کیجیے، اس نظم کی وہ نثر شرح ہی کچھ دیباچہ بھی ہونا چاہیئے وہ مین لکھ دونگا،

اتنے ہی دنون مین ندوہ کی یہ حالت پہنچی کہ گورنمنٹ نے انسپکٹر بھیجا اور اُسنے چھ صفحونکی سخت رپورٹ لکھی اور یہ الفاظ لکھے کہ ایسی ردی حالت کے ساتھ اعانت سرکاری دیر تک جاری نہین رہ سکتی لیکن، یہان کے خود غرضون کا یہ حال ہی کہ جب تک ندوہ کو پورا برباد نہ کرلین گے چھوڑنا نہین چاہتے، انسپکٹر نے جواب جلد طلب کیا ہی لیکن ایک مہینہ گذرنے پر بھی اب تک جواب نہین گیا۔

بڑی بات یہ ہی کہ بورڈنگ کو اس نے لکھا ہی کہ خرگوش خانہ ہی، لیکن خرگوش خانہ

---

۵۱ ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسہ سالانہ کے موقع پر، ۵۲ مولانا کے بعض اُردو کلام کا مجموعہ، ایک صاحب نے چھاپا،

۵۳ یہ مضمون چار نمبر دمین شائع ہوا تھا، انھین مضامین کا اثر تھا کہ مسلمانونکا سیاسی رخ اِدھر سے اُدھر پھر گیا۔

کے بدلنے کیلئے پچاس ساٹھ ہزار روپیہ درکار ہی یہان یہ لوگ ایک حبہ بھی آج تک نہ جمع کر سکے، نہ کر سکینگے، لطف یہ کہ مولوی خلیل الرحمٰن موجودہ مدعی نظامت خود لکھپتی ہین لیکن آجتک ۲۵ برس مین اُنسے ایک پیسہ بھی چندہ ندوہ کو نہین ملا۔ خیر یہ بڑی داستان ہے،

ع غم حسنین پا پایانے ندارد

ہان عربی مطبوعات نادرہ یورپ وغیرہ کا ایک عمدہ ذخیرہ معرضِ فروخت مین ہے دو ہزار مین ہات آجائیگا۔ نواب زادہ صاحب کو مطلع کیجیے، مین فہرست بھیجدونگا، ہاوی رضا صاحب سے جانچ کرالین کہ گران نہین ہے،

شبلی۔ ۵۔ جنوری ۱۹۱۳ء

(۱۴)

مجبی۔

ہان اس کتاب کا نام جسمین تمام عورتونکا تذکرہ ہی، الدر المنثور فی ربات الخدور ہے اسمین تمام قومونکی عورتونکے حالات ہین، ایک حال کے مصنف مصر کی تصنیف ہے، یہان ملتی ہی مین تو کیا لکھ سکنے کے قابل ہون، مولوی عبد السلام کو تاکید کرتا ہون، مین تو خط لکھنے کے قابل نہین، صرف صبح کے وقت جسطرح ہو سکتا ہی، سیرت لکھ لیتا ہون،

مولوی عبد السلام سے مضمون لکھوانا ہی تو انکو الدر المنثور مہیا کر دیجیے۔ مولوی عبد السلام حضور سرکار عالیہ کی کتاب پر ریویو لکھ رہے ہین، کیا ظل السلطان مین بھیجدین،

شبلی۔ ۶ جون ۱۹۱۳ء

(۱۵)

جنابِ مکرم!

تسلیم- والا نامہ ورود فرما ہوا، جامع ازہر کا نصاب آپ شیخ سلیم بشری شیخ الجامع الازہر قاہرہ سے طلب فرمائیں، مین بھی لکھ سکتا ہون لیکن ریاست کی تحریر کا زیادہ خیال کرینگے- ورنہ مجھکو تحریر فرمائیگا کہ مین خود لکھدونگا-

میرے خلاف چند خود غرضون نے ندوہ کے معاملہ مین جو طوفان مچایا آپ نے سُنا ہی ہوگا، لطف یہ کہ شرکت سبنے کی اور اَب سب الگ ہین اور لُطف یہ کہ گورنمنٹ افسرون سے گورنمنٹ ہی کا پہلو ظاہر کرتے ہین اور رُخ روبنتے ہین، مولوی عبدالکریم کی چند روز معطلیؔ[۱] جو مین نے کی اسکو زبر کرکے منسوخ کرایا پھر........ وغیرہ چپکے خود کمشنر صاحب کے پاس گئے اور انکی مرضی لیکر مخفی خطوط ارکان کے نام جاری کیئے اور چھ مہینہ کیلئے مولوی صاحب کو معطل کرایا اور پبلک کو اب تک دھوکا دیتے ہین کہ ہمکو انکی معطلی سے واسطہ نہین، شبلی نے کیا جو کچھ کیا، میرے پاس تمام اصلی اور مطبوعہ کاغذات ہین، موقع ہوا تو دکھاؤنگا،

ہز آنر نے جو خط بھیجا اِس مین لکھا ہی کہ وہ الندوہ کے مضمون کو سخت شرارت انگیز خیال کرتے ہین،

مجھکو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ گورنمنٹ ایسا خیال کریگی اگر ندوہ کی طرف سے

---

[۱] دیکھو عبدالحکیم -۳-

خبر نہ کی جاتی تو گورنمنٹ خود مقدمہ قائم کرتی اور نواب وقار الملک[1] کی طرح ہملوگونکو عدالت مین جا کر گواہی دینا پڑتا۔

شبلی۔ ۱۴ جون ۱۹۱۳ء

(۱۶)

مجبّی۔

میرے ساتھ اب کے کوئی خوشنویس نہین آیا، سخت ہرج ہی، اشتہار بھی دیا، کوئی درخواست نہین آئی، اگر وہان کوئی شخص ہو تو نمونہ خط بھیجدیجیئے ۵۰ ماہوار ملین گے، اور مکان بھی،

میرے خلاف جو شورش ہوئی آپ دیکھتے ہون گے، مین ضرور بدنام ہوا، لیکن ندوہ بچگیا، ڈپٹی کمشنر نے صاف لفظون مین کہدیا تھا کہ یا عبد الکریم کو لو، یا پانسو روپیئے ماہوار، بے شبہہ پانسو روپیئے چھوڑ دینا اچھا تھا لیکن کیا قوم اس کے لیے تیار ہے، جن ممبرون نے میری مخالفت مین علمِ جہاد بلند کیا، اُنھون نے باوجود دولت مندی اس وقت تک ایک حبہ ندوہ کو نہین دیا ہے، کاغذات سب میرے پاس ہین، عند الموقع دکھاؤنگا۔

شبلی۔ ممبئی۔
۱۹۱۳ء

---

[1] مولوی فضل الحسن حسرت موہانی بی۔اے کے قصہ اشاعت مضمون باغیانہ ہین،

(۱۷)

مجبی۔ سلام علیکم،

عنایت نامہ پہنچا۔ پرنس صاحب کو مفصل خط لکھدیتا ہون۔ کتاب کا پہلا حصہ جس مین سادہ حالات زندگی ہین، قریباً طیار ہو گیا ہے، اگرچہ اِس مین بھی نہایت کدوکاوش اور تمام کتب حدیث و رجال کی چھان بین کرنی پڑی تاہم اصلی مرحلے آگے ہین، کتاب ۵ جلد ون مین ہو گی جو حصہ گویا طیار ہے وہ قریباً ۵۰۰ صفحون مین ہے، پوری کتاب کو اسکا چوگنا کر لیجیے۔

سید سلیمان اور عبدالسلام کو آپ بلا لین، اگرچہ ندوہ سردست خالی ہو جائیگا۔ اِس لیاقت کے لوگ ابھی ندوہ مین طیار نہین ہین اور اگر ندوہ کے یہی کارکن رہے تو آئندہ بھی اُمید نہین۔

آپ میری تمام اُردو نظمین لے لین اور جو نفع ہو جو چاہین کرین، مجھکو نفع سے غرض نہین، لیکن شرط یہ ہے کہ چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہو جیسے کہ الغزالی و الکلام وغیرہ ہین، ہان نظمین میرے پاس نہین، الہلال سے مہیا کرنی پڑینگی، بعض زائد نظمین زمیندار اور ہمدرد مین ملینگی ہین اُن کو مہیا کر دونگا،

انوار احمد صاحب نے لکھا تھا کہ مجموعہ نظم شوال مین چھپ جائیگا لیکن ابتک تو نہین پہنچا،

حیدرآباد نے (خود) میرے منصب مین دو سو کا اضافہ کر دیا، اب تین سو سکہ انگریزی ملین گے، سیرت کیلئے بھی کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن مین نے پہلو بچایا کہ بھوپال کا

تقدم اور یکتائی قائم رہے۔ گو مستقل صورت مین (جو زیر تجویز ہے) اوروں سے مدد لینے کا مضائقہ نہین، اس صورت مین بھی اصل سرپرستی بھوپال کی رہیگی اور سرکار عالیہ پیٹرن اور مربی ہونگی۔

شبلی، حیدرآباد ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۱۸)

مجبی۔

سلام علیکم، علی گڈھ مین دو پروفیسر فارسی تو اب بھی موجود ہین، کیا کوئی اور نئی جگہ نکلی ہے،

ہان یہ دونون اچھے[۱] بن گئے، کمبخت مخالفین نے اوقات اور کام مین خلل ڈالدیا، ورنہ اور بھی داغ بیل پڑ رہی تھی، بہرحال یہ طے ہولے کہ کہان صدر مقام کرون تو پھر ارباب قلم کی تربیت شروع کرون، انشاءاللہ سیرت ہی کے دفتر کو اتنا وسیع کرتا ہون کہ دائرۃ التالیف بن جائے، ہندوستان مین اور ہر کام کیلئے انجمنین ہین، لیکن تصنیفی انجمن کا میدان خالی ہے اور یہ سب سے بڑا اہم کام ہی، ایک لائق مصنف ہزارون آدمیون کے دلپر حکمرانی کرتا ہے۔

نظمون کے دو حصے[۲] ہونے چاہئین، اخلاقیات و سیاسیات، کشاف وصاف کے تام کی نظمین سیاسیات کے عنوان مین رہین۔ دونون حصے اسطرح چھاپے جائین کہ مجموعہ

---

[۱] سید سلیمان، اور مولوی عبد السلام صاحب، [۲] مولانا اپنے نظمون کی ترتیب کے متعلق ہدایت کرتے ہین،

بھی اور سالگ الگ بھی فروخت ہوسکین، بہت سے موقع ہون گے جہان صرف اخلاقیات کی اشاعت ہوسکیگی، سیاسیات اگر غیر منفک ہون گے تو مجموعہ رُک جائیگا،

اُردو نظمین جس قدر الہلال مین ہین سب لکھوا کر میرے پاس بھیجوا دیجیے تو یاد آئے کہ اور کیا کیا باقی ہی، میرے پاس کچھ موجود نہین لیکن دماغ پر زور ڈال کر پتہ لگا لونگا،

ندوہ کا ذکر ابھی رہنے دیجیے، مین نے ابھی کوئی رائے اخیر نہین قائم کی، خود جا کر دیکھ لون کہ اب کیا حالت ہی تو رائے قائم کرون، خط البتہ مایوسی بخش آتے ہین،

سیرۃ کا دیباچہ اولی جس مین سبب تالیف اور اسکی تاریخ اور آپ کا ذکر ہے، ہنوز کاغذ پر نہین آیا، دماغ مین ہے،

انگریزی دان ابھی دلخواہ نہین ملا، اسلئے بہت سے کھانچے باقی ہین، اب ہاشمی صاحب جو مخر دجین کالج مین ہین، ان کا خط آیا ہے وہ آجائین تو کام اچھی طرح چل نکلے۔

جرمن زبان کی کتابین تحقیقات عرب کے متعلق عجیب وغریب ہاتھ آئین لیکن اُنسے کیونکر کام لون۔

وائسرائے بہادر کے آنے پر بہت سے تغیرات کا ڈر تھا لیکن حضور نظام کی اسپیچ سے بظاہر اطمینان معلوم ہوتا ہے،

ہان ظل السلطان کی چھپائی اور کاغذ اسکے نام اور انتساب کے معیار سے ہونی چاہیئے۔

شبلی، حیدر آباد، یکم نومبر ۱۹۱۳ء

(۱۹)

مجتبیٰ۔

تسلیم، ہاشمی کو مین تو لکھ چکا، اُنھون نے بہت سی سندون کے حوالے دیئے تھے، بہرحال تجربہ ہی سہی،

مفتی[1] صاحب کا خط مجھکو نہین ملا، ندوہ کی مدد جاری تو ہونی چاہیے لیکن ضرور کسی قید کے ساتھ، ورنہ ہر شخص شیر مادر سمجھکر تصرف کرتا ہی، موجودہ انتظام سراسر بددیانتی اور تمامتر قواعد ندوہ کے خلاف کیا گیا ہی اور بُری طرح کام ہو رہا ہی، اِس صورت مین روک ٹوک نہ ہو تو بددیانتون کو سخت جرأت ہو جائیگی مین بالکل خاموش رہا لیکن قوم کی طرف سے عام مظاہرہ کی تحریک بہتر ہی۔ ہمدرد اور دلگداز آپنے پڑھا ہوگا، خیر اسکو پھر لکھونگا۔

عورتون کے متعلق کسی ایک کتاب مین بہت کم ملیگا سیکڑون مقامون سے ریزے چُننے پڑینگے، عبدالسلام کو بلا لیجیئے مین انکو سب پتے بتا دونگا۔

جناب پرنس حاجی حمید اللہ خانصاحب نے مجھکو لکھا تھا کہ سیرت کی مد کے استقلال کیلئے عید الضحیٰ کی تعطیل مین حضور سرکار عالیہ کی خدمت مین گذارش کرونگا، موقع آگیا ہے، آپ بھی یاددہانی کرا دیجیئے۔

یہان فی الجملہ طبیعت صحیح رہتی ہی ارادہ ہی کہ جلد اول تمام کر کے یہان سے اُٹھون، اشاعت نہین بلایا ہی کتبخانہ یہان بہت اچھا ہے،

شبلی،

حیدر آباد،
۹۔ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

---

[1] مفتی انوار الحق ایم، اے مہتمم تعلیمات بھوپال

(۲۰)

مجتبیٰ-

سلام مسنون، قرآن مجید کے شبہات کا جواب یورپ کے مقام مین تمام ہندوستان مین کوئی شخص مولوی حمید الدین پروفیسر میور کالج سے بہتر بلکہ برابر بھی نہین کرسکتا، وہ مولانا عبد الحی فرنگی محلی اور علمائے قدیم سے کتابین ختم کرکے بی اے ہوئے اور ۲۰ برس سے قرآن مجید کی خدمت کررہے ہین، قرآن مجید کے اشکالات پر انکے چھ رسالے عربی زبان مین شائع ہوچکے ہین، جس پر علمائے مصر نے حیرت ظاہر کی، وہ کالج مین ۲۰۰ ماہوار پاتے ہین چونکہ یہ مذہبی کام ہی ممکن ہی کہ وہ اس سے کچھ کم مین راضی ہوجائین۔ پھر ایک مترجم انگریزی کی ضرورت ہوگی جو عمدہ انگریزی لکھے، اسکا ذمہ آپ لین یا اشتہار دین تب یہ کام حسب مراد پورا ہوسکتا ہی اور تمام ملک کو اطمینان ہوسکتا ہے،

یاقوت مستعصمی[1] کے نسخۂ قرآن کو آپ خود یہان آکر دیکھیئے، ۳ ہزار مین طے ہوجائیگا پورا نسخہ،

شبلی، لکھنؤ۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۲۱)

مجتبیٰ، سلام مسنون،

۱- حضور سرکار عالیہ لکھنؤ تشریف لائینگی تو ان کا نہایت پُرشان استقبال اہل شہر اور ندوہ کیطرف سے ہونا چاہیئے استمزاج کرکے جو مصلحت ہو لکھیئے کہ ابھی سے اس کا

[1] مستعصم باللہ آخری خلیفۂ بغداد کے دربار کا خوشنویس تھا، اسکے ہاتھ کا قرآن لکھا ہوا لکھنؤ مین ایک کتب فروش کے پاس موجود ہے

انتظام کیا جائے۔

۲۔ ندوہ کی حالت یون درست نہ ہوگی۔ انسپکٹر نے جو رپورٹ کی وہ مفتی انوار الحق صاحب نے یہان سے منگوائی ہو اسکو دیکھیے۔ مزید یہ کہ تمام کام محض خود مختاری سے کیے جا رہے ہین، اور اب یہ چاہتے ہین کہ مولوی عبد الکریم کو پرنسپل بنا دین جنکے بابت سب جھگڑا ہوا اور جنکے متعلق گورنمنٹ کی چٹھی آئی تھی، اسکے لیے مولوی عبد اللہ موجودہ پرنسپل کو تنگ کیا جا رہا ہی کہ وہ استعفا دیکر چلے جائین، لیکن اس کا یہ مطلب نہین کہ اعانت بند ہو جائے بلکہ یہ ہو گا کہ چونکہ اکثر جگہہ اظہار بے اطمینانی کے جلسے تک ہو چکے ہین اور انسپکٹر سرکاری ایسی سخت رپورٹ لکھ گئے کہ اور انتظامات کی ناقابل اطمینان ہو اسلیے ریاست کی طرف سے یہ ہدایت ہو کہ ارکان ندوہ ایک کمیٹی قائم کرین جو امور اصلاح طلب کا فیصلہ کرے، اسکے ممبر آزاد اور بے لاگ لوگ مقرر کیے جائین، مثلاً مسٹر محمد علی، مسٹر مظہر الحق، حکیم اجمل خان، یا جو لوگ مناسب معلوم ہون۔ اصلی ضرورت یہ ہی کہ ممبرون کا انتخاب آزادی اور بے لوثی سے ہو، اور قواعد انتخاب کے موافق ہو جیسا یونیورسٹی کیلیے تجویز کیا گیا ہے،

۳۔ یہ بھی واضح رہے کہ میرا استعفا جس کمیٹی نے منظور کیا اسکو حق نہ تھا نہ جو شخص ناظم مقرر کیا گیا وہ ناظم ہو سکتا تھا اسلیے کہ قواعد ندوہ کے رو سے ناظم جلسہ سالانہ مین مقرر کیا جاتا ہی،

۴۔ میرا لکچر تحریری نہ تھا، مین کبھی لکھ کر لکچر نہین دیتا، نظم البتہ لکھ دیتا ہون،

نوجوانون سے خطاب

کیئے تھے ہمنے بھی کچھ کام جو کچھ ہمسے بن آئے
یہ قصہ جب کا ہی باقی تھا جب عہد شباب اپنا
اور اب تو سچ یہ ہی جو کچھ اُمیدین ہین وہ تمسے ہین
جوان ہو تم لب بام آچکا ہے آفتاب اپنا

سیرۃ نبوی کی تکمیل

مصارف کیطرفسے مطمئن ہون مین بہر صورت
کہ ابر فیض سلطان جہان بیگم زرافشان ہے
رہی تالیف و تنقید روایت ہائے تاریخی
تو اسکے واسطے حاضر میرا دل ہی مری جان ہے
غرض دو ہاتھ ہین اس کام کے انجام مین شامل
کہ جسمین اک فقیر بے نوا ہے ایک سلطان ہے

۵ - پرنس حمید اللہ خان صاحب کے نام ایک خط ابھی کالج کے پتہ سے روانہ کرچکا تھا کہ آپ کا خط پہنچا، ترجمہ قرآن (بلگرامی) اب بھوپال کے پتہ سے انکو بھیجتا ہون،

لوگ شاکی ہین کہ نالۂ شبلی کی قیمت بہت رکھی ہے،

نواب علی حسن خان سے بالواسطہ پوچھا تھا جواب نہ ملا، آج ان کے گھر جاکر پوچھتا ہون،

ترجمہ قرآن کے نوٹ[لہ] کے متعلق ایک خط آپ کو بھیج چکا ہون،

شبلی

۱۰- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

[لہ] مولانائے مرحوم کی فرمائش سے نواب عماد الملک قرآن مجید کا انگریزی زبان مین ترجمہ کررہے تھے، اس پر نوٹ (حواشی) لکھنے کی ضرورت تھی، مولانا نے اس کام کیلیئے مولوی حمید الدین صاحب کو انتخاب کیا تھا، دیکھو مکتوب ۴۲۔

(۲۲)

مجبی۔

ندوہ کی حالت بہت ابتر ہوگئی، اسقدر جباری اور خودمختاری سے کام لیا جارہا ہے کہ
حیرت ہوگی، پھر ترقی کی کوئی کوشش نہین، ہر چیز بگڑتی جاتی ہے،
مجھکو مجبوراً اپنے ہاتھ مین کام لینا پڑیگا، مطلع فرمائیے کہ اگر مین اطلاع دون کہ مین نے
پھر کام اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے تو وظیفۂ ماہوار بدستور جاری ہوجائیگا یا نہین، یہ ایک
بہت ضروری معاملہ ہے، ورنہ ندوہ تباہ ہوجائیگا، انسپکٹر کی رپورٹ اگر مفتی انوار الحق
کے پاس گئی ہو تو منگوا کر دیکھئے۔

لڑکے ہمیشہ مجھ سے کوئی نہ کوئی سبق پڑھا کرتے تھے، اب یہ حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص نہ پڑھنے پائے
اور جو پڑھتے ہین ان کے نام خارج کردیئے جائین،

آج ترجمۂ[۱] بلگرامی کی ایک کاپی بھیجتا ہون، حضور سرکار عالیہ کو ملاحظہ کراکے پرنس
حمید اللہ خان صاحب کی خدمت مین پہنچا دیجیے، مین نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ
ترجمہ ان کے دیکھنے کو بھیجدونگا، وہ دیکھ کر مجھکو لکھنؤ کے پتہ سے واپس بھیجدین،

باقی اُمور پھر۔

شبلی

۱۲- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[۱] ترجمہ قرآن انگریزی ترجمہ مولوی سید حسین صاحب بلگرامی۔

(۲۳)

مجبّی-

یہ تو بڑا ظلم ہی کہ سرکار عالیہ جو نہ صرف میری بلکہ تمام قوم کی محسن ہین، ہمارے گھر آئین۔ اور ہم اپنے عقیدہ کا کچھ اظہار نہ کرنا چاہین، خیر آپ تو ضرور ساتھ آئیے اور دو چار روز پہلے مطلع فرمائیے، حسب مرضی ہم کچھ پبلک طور پر نہ کرینگے

جناب کرنل صاحب[۱] سے معاملہ جلد طے ہونا چاہیئے، مین نے انگریزی مترجمون سے گفتگو شروع کر دی، انگریزی اچھے لکھنے والے مسلمان قریبًا ناپید ہین اور غیر مذہب اس کام کو اچھی طرح انجام نہین دیسکتا۔ قرآن مجید کے متعلق مین آپ کو لکھ چکا کہ صرف مولوی حمید الدین اس کام کو اچھی طرح کر سکتے ہین اور مین انکو راضی کر سکتا ہون، اس معاملہ کو بھی طے کر دیجیے تو یہ کام شروع ہو جائے، ترجمہ سیرۃ اور حواشی قرآن کا اسٹاف یکجا ہو جائیگا تو دونون کو مدد ملیگی۔

شبلی، لکھنؤ، ۲۵۔ جنوری ۱۹۱۴ء

(۲۴)

مجبّی-

انشاء اللہ آپ کا نام کسی تقریب سے دیباچہ اولین مین آئیگا[۲] جب اصل کتاب نکلے گی۔ کام مستعدی سے ہو رہا ہے،

[۱] کرنل عبید اللہ خان صاحبزادۂ بھوپال، سیرۃ نبوی کے انگریزی ترجمہ کے وہ متکفل تھے [۲] سیرت کے دیباچہ مین-

ہمایون نامہ تو ان ہی دنوں مین چھپا ہی، تزک جہانگیری سید صاحب نے علی گڈھ مین چھاپی تھی لیکن اسکا نسخہ اب نہین ملتا، لوگون کے پاس جابجا ہی، بابر نامہ نہایت بُرا بمبئی مین چھپا ہی، مرزا ملک الکتاب شیرازی، امر کھاڑی نمبر ۱۱۹ بمبئی سے طلب فرمایئے

مسلمان عورتون کے حال مین عربی زبان مین ایک بسیط کتاب مصر مین چھپ گئی ہی، وہ تمام کتابونکی جامع ہی، بمبئی، سورتی صاحب، بھنڈی بازار کو لکھ بھیجیے، اسقدر پتہ غالبًا کافی ہو، یعنی عورتون کے حالات مین عربی زبان مین مفصل کتاب مطبوعہ مصر،

مسعود علی صاحب آدمی بہت سنجیدہ ہین، انگریزی بھی اچھی لکھتے ہین، جو محکمہ وہان ترجمہ و تالیف کا قائم ہو رہا ہی اگر ہندوستان مین ہوتا اور سرکار بھوپال کیطرف سے تو زیادہ مفید ہوتا، میرا ایک خاص خیال ہی کسی خط مین لکھونگا،

سیرت کی رقم بھی مستقل ہو جاتی تو بہت اچھا ہوتا، اِسی مد کی تصنیف کا مستقل سلسلہ قائم رہتا، کانون مین بھنک توڈال دیجیے، یہ وسیع سلسلہ ہے، مثلاً سیرۃ الصحابہ، سیرۂ ازواج پیغمبر علیہ السّلام وغیرہ وغیرہ۔

شبلی۔ ۳۰۔ جنوری ۱۹۱۴ء

(۲۵)

مجبی۔

ترجمہ[۵۲] انگریزی کے متعلق کوئی کیسو فیصلہ کرا دیجیے، اگر وہان کے بندوبست مین

---

[۵۱] دیکھو مکتوب ۱۱ و ۱۴۔

[۵۲] سیرت کا ترجمہ انگریزی۔

تامل ہو تو اجازت دیجیے کہ مین اور کچھ بندوبست کرون کام فوراً شروع ہوتا ہو نواب ڈھاکہ اِن الفاظ مین مستدعی ہین کہ "مجھکو بھی اِس سعادت کی شرکت کا موقع دیجیے" حیدرآباد سے عماد الملک نے خود مجھکو لکھا اور مین پہلو بچا گیا اِس بنا پر اس مسئلہ کو صاف کرا دیجیے،

اُردو حصہ مطبع مین جاتا ہے،

جواب لکھنؤ کے پتہ سے دیجیے،

شبلی، ۱۲- مارچ ۱۹۱۴ء

(۲۶)

مجبی۔

نہایت ضروری خط لکھ چکا ہون۔ اعتراضات کا جواب مین کہ چکا، نہایت مہمل اور محض معاندانہ اعتراضات تھے، لیکن عبد الشکور کو مین مخاطب نہین کر سکتا اسلیے کسی اور کے نام سے وہ چھپ سکتا ہے، مین اپنے نام سے نہین چھپوا سکتا، غرض اظہار حقیقت ہے نہ اظہار نام۔

ہان الگ رسالہ چھپے یا الہلال مین بھیجدیا جائے، مین ۱۰ ش کے قبل نہین آسکتا

لہ سیرت کے شائع شدہ مقدمہ پر ایک مولوی صاحب نے اعتراضات کئے تھے، اور اُن اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت مین چھاپکر دربار بھوپال مین بھیجا تھا، مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ ان کے جوابات دیئے جائین بیگم صاحبہ بھی متامل تھین، مولانا نے فرمایا کہ ہندوستان کے علماے کبار مثلاً مولانا محمود الحسن صاحب یا مولانا عبید اللہ صاحب اس مسودہ کو دیکھکر رائے دین تو مجھے اِس مشورہ مین کوئی عذر نہو گا،

بہت ضرورت ہو تو ایک دو دن کیلئے آجاؤن، لیکن اگر اسی درجہ کے لوگون کے لکھنے پر میری دارو گیر ہوتی رہیگی تو مین نہین سمجھتا ہون کہ اعانت سے مستعفی ہو جاؤن،

شبلی، بمبئی۔ ۸- جون ۱۹۱۴ء

(۲۷)

مجبّی۔

کیا ابتک میری تحریر سرکاری مراسلہ کے جواب مین پہنچ نہین چکی، مین نے لکھا تھا کہ کسی مستند عالم کو تجویز کیا جائے، تاکہ مین مسودہ وہان بھیجدیا کردن، البتہ کاتب کو ڈھونڈنا پڑیگا، یہان نہین ملتے، نہ لکھنؤ سے یہان آتے،

مین نے دیباچہ کو بہت کچھ بدل دیا ہی، اگرچہ اعتراضات مین علانیہ خیانت کی ہی یعنی میری عبارت جو نقل کی ہی اسکے الفاظ تک بدل دیئے ہین اور اکثر اعتراضات محض غلط تعبیری پر مبنی ہین، تاہم مین نے دیباچہ کو ان اعتراضات کی زد سے بھی الگ کردیا ہی، باوجود اس کے بہتر ہی کہ کوئی عالم نظر ثانی کرلین کہ ملک کے اعتماد کا باعث ہو۔ مولوی محمود حسن دیوبندی مسلّم شخص ہین، میری نسبت چاہے انکی جو رائے ہو لیکن وہ کوئی رائے دیانت کے خلاف نہ دین گے۔ مولوی عبید اللہ صاحب سندھی کو اس کا متوسط بنایا جا سکتا ہے۔

یہان کام نہایت سکون اور اطمینان سے ہو رہا ہی ارادہ تو یہ ہے کہ اب بغیر تکمیل کتاب یہان سے نہ ٹلون۔

ہندوستان مین سخت پریشان خیالیان پیش آجاتی ہین اور ملنے والے بہت سا وقت ضائع کردیتے ہین،

میرے ماموں زاد بھائی مولوی حمید الدین مشرقی یونیورسٹی حیدر آباد کے پرنسپل مقرر ہوگئے، صما صہ ماہوار تا ترقی ایک ہزار ہر سال صہ کا اضافہ اُمید ہی کہ ان کے وجود سے فائدہ پہنچے،

شبلی، بمبئی، ۱۸ جون ۱۹۱۴ء

(۲۸)

مجبی۔

مسودہ کی نقل کیلئے لکھنؤ سے بھی ایک خوشنویس بلایا ہی، ایک یہان پہلے سے تھا، مولوی محمود حسن، اور مولوی عبید اللہ سندھی کو خط لکھتا ہون،

سیرۃ عائشہ، سید سلیمان مدت سے اسکا ذخیرہ فراہم کررہے تھے، حضرت عائشہ نے صحابہ کی روایتون پر جو تنقیدات کی تھین انکو علامہ سیوطی نے یکجا کردیا تھا۔ سید سلیمان نے کہا وہ نہین ملتی، بس اسکا انتظار ہی، مین نے کئی مہینے ہوئے ان کو حیدر آباد سے مستعار منگوا دی۔

آج مین نے انکو خط لکھا ہی کہ اب کیا انتظار ہی اور کیا دیر ہی۔ ادھر[۵۲] وہ عرب جاہلیت کی تاریخ لکھنے مین مصروف ہوگئے تھے، نہایت محققانہ کئی سو صفحون کا ایک رسالہ لکھا ہی۔

[۵۱] دیکھو سلیمان ۸۵۔ [۵۲] دیکھو سلیمان ۸۴۔

بہرحال سیرۃ عائشہ تو وہ لکھ دینگے بقیہ ازواج مطہرات کو مینے سیرۃ مین لے لیا ہے لیکن بہت پھیلا کر نہین، یہ حصہ اپنی زیر ہدایت ابن ... نے عبد السلام سے طیار کرایا، ابھی نظر ثانی نہین کی، ان لوگون کے حالات اتنے نہین کہ الگ الگ رسالے لکھے جاسکین، بلکہ سب کو ایک رسالہ کرنا ہوگا تاکہ ایک معقول ضخامت کی کتاب ہو جائے، لیکن عبد السلام الہلال مین (۱۰۰) روپیہ پر مقرر ہو گئے اور جولائی سے ان کا قیام کلکتہ مین ہوگا۔ الہلال کے سب ایڈیٹر ہون گے، اسلیئے نہین کہہ سکتا کہ دونون کام کر سکین گے یا نہین، بہرحال انکو لکھتا ہون اور ذرائع بھی سوچتا ہون۔

خدا سرکار عالیہ کو عمد وسی سال سلامت رکھے انکی بدولت بڑے بڑے اسلامی کام ہو جائین گے،

بیگم صاحب جنجیرہ آج کل یہین ہین ان سے اکثر ملنا ہوتا ہے وہ اور زہرا حضور سرکار عالیہ کی مدح مین تر زبان رہتی ہین اور انکے وسعت علم اور محاسن اخلاق پر سخت حیرت ظاہر کرتی ہین۔

شبلی۔ ۳۰۔ جون ۱۹۱۴ء

بمبئی مین سارا دن کام کیلئے ملتا ہے، دن بھر کوئی جھانکتا نہین، اسلیئے برسون تک یہان سے ٹلنے کا ارادہ نہین۔

بھائی کلہ، اکبر بلڈنگ

(۲۹)

مجتبیٰ۔

یہ خط بالکل بصیغۂ راز ہے،

مین نے مسودہ مولوی عبید اللہ صاحب کے پاس بھیجدیا کہ وہ دیوبند لیکر جائین، آج ان کا خط آیا کہ وہ گئے، لیکن دیوبند پارٹی کو بھوپال سے اطلاع مل چکی تھی اور ان لوگون نے مولوی محمود حسن صاحب کو باز رکھا کہ وہ مسودہ کا سرے سے دیکھنا ہی منظور کرین۔ دیوبند کے خیالات سے مولوی محمود حسن صاحب فی نفسہ الگ ہین، چنانچہ مولوی عبید اللہ صاحب کو ان لوگون نے کافر بنا دیا لیکن مولوی محمود حسن صاحب کے تعلقات اب تک ان سے وہی ہین، بہرحال اب غور کرنا چاہیئے کہ کیا کیا جائے، چونکہ مولویون نے ایک جتھا بنا لیا ہے، اس لیے سردست اور کوئی مولوی بھی مسودہ دیکھنے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے گا، ورنہ سمجھے گا کہ برادری سے خارج ہونا پڑیگا،

اب اگر معاملہ اس پر موقوف ہی تو مجھکو وظیفہ بھوپال سے خود دست بردار ہونا چاہیئے اخبارات مین تو یہ پہلے شائع ہو ہی چکا ہی، کوئی نئی بات نہین، مین بھی کشمکش سے نجات پا جاؤنگا اور کتاب کو مطبع مین بھیجدونگا،

مین جانتا ہون کہ سرکار کو بھی مولویون کے بدنام کرنے کا لحاظ ہوگا اور ہونا چاہیئے اب اگر سرکار چاہین تو یا تو سرے سے اس رقم کو بند کر دین یا دار المصنفین کی طرف منتقل کر دین، یا جو ان کی مرضی ہو، مجھکو ہر حال مین انکی رضامندی منظور ہی یہ معلوم ہی کہ میرا کام

رک نہین سکتا، مین خود مصارف کا متکفل ہوسکتا ہون، اس کے علاوہ جس ریاست سے خواہش کرون اعانت کیلئے طیار ہوگی، جواب جلد عنایت ہو، ورنہ اسٹاف کا خرچ ابھی سے کم کردینا ہوگا،

شبلی۔ ۲۸۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۰)

مجبّی۔

متعدد خطوط ابھی لکھ چکا ہون کہ آپ کا خط پہنچا۔ اطمینان ہوا۔

مین جس تحقیق و تدقیق سے سیرۃ لکھ رہا ہون، ناممکن تھا کہ مولوی محمود حسن صاحب اسکو دیکھتے اور تحسین نہ کرتے، لیکن مخالفون نے اِن کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ سرے سے دیکھنے ہی سے انکار کردین۔

البتّہ **مولوی عبید اللہ** صاحب سندھی مسودہ دیکھ رہے ہین، انکی رائے آجائیگی تو بھیجدونگا۔ مولوی عبد اللہ ٹونکی پر اگر اطمینان ہو تو ان کے پاس بھیجدون یا جو مصلحت ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ سردست اِس قصّہ ہی کو خاموش چھوڑ دیا جائے۔

شبلی، ۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۱)

مجبّی

السلام علیکم۔ خط ملا۔ اگرچہ مین نے کہین بخاری و مسلم کی روایتون کو ضعیف نہین

ثابت کیا ہی، لیکن بہرحال، کتاب کا جھیلے مین پڑ جانا بڑا درد سر ہی اور آج تک کہین ایسا ہوا کبھی نہین کہ کسی مصنف پر ایسا دباؤ ڈالا جائے۔

مین اب بالکل دل شکستہ ہو گیا ہون، برادرم اسحاق کی موت نے دل ٹھا دیا۔ یہ وطن ہی اور ہر طرف ہمدرد معین ہین، یہان جو کام کیا جائے گا ہر طرف سے مدد ملے گی بلکہ مل رہی ہی اسلیئے دار المصنفین کا پورا انتظام ہو رہا ہی، کچھ صورت پذیر ہو جائے تو قطعاً آپ کو ایک دفعہ یہان آنا پڑے گا،

سیرت کا کام جاری ہی گو تاخیر طبع سے طبیعت اچھی طرح آگے نہین بڑھتی، ندوہ کی عرضداشت بنام حضور سرکار عالیہ الہلال نے چھاپی، یہ لوگ جھوٹ بولنے مین کسقدر دلیر ہین، کہتے ہین کہ سب نقائص شبلی کے زمانے کے ہین، ہان بیشک، لیکن نقائص کی اصلاح کس کے ہاتھ مین تھی۔ ناظم، یا نائب ناظم، مین سرے سے ناظم یا نائب ناظم نہ تھا، البتہ معتمد دار العلوم تھا جس کو قانون مین کچھ اختیارات نہ تھے اسلیئے ۴ برس تک مجالس انتظامیہ مین ان نقائص کا اظہار کرتا رہا، کسی نے نہین سُنا، بلکہ صرف میری دشمنی کی تدبیر و نمین مصروف رہے، آخر مجبور ہو گیا،

دو ہفتہ سے کچھ علیل ہون اسلیئے مفصل خط آئندہ۔

شبلی، اعظم گڈھ

۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۲) مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی اڈیٹر الہلال کے نام

(۱)

مضمون واپس ہی، الندوہ مین درج ہونے کیلئے دیدیجئے۔ عبد الصمد طالب العلم ندوہ جس نے میرا مضمون لکھا ہی وہ لکھدیگا، لیکن انگریزی نامونکو اپنی نگرانی مین لکھوائیگا کوشش کیجئے گا کہ یہ پرچہ جس مین عرفی کی لائف ہی اور جس مین آپ کا یہ مضمون بھی درج ہوگا بہت جلد طیار ہو جائے، دیر ہوگی تو ذمہ داری آپ پر ہے۔

شبلی۔ ۲۱- اکتوبر ۱۹۰۵ء

(۲)

خط پہنچا- ایک مضمون آج بھیجا ہی- منشی محمد علی کے نام صحت کے ساتھ لکھوایا جائے عنوان آپ خود تحریر کیجئے۔

ایک جلسہ ہوا، مین بیمار تھا، تاہم آدھ گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی، شاید لوگون نے پسند کیا ہو

والسلام۔ شبلی۔ ۲۰- اکتوبر ۱۹۰۵ء بھوپال۔

(۳)

برادرم-

یہ تو ظاہر ہی کہ اسوقت کانپور کے سوا کوئی آواز کچھ اثر نہین رکھ سکتی لیکن اب

---

[۱] اس زمانہ مین مولانا ابوالکلام الندوہ کے اڈیٹر تھے اسی مناسبت سے مکتوب اور ۲ مین [۲] بھوپال مین بغرض ندوہ [۳] واقعۂ انہدام مسجد کانپور

گورنمنٹ بھی سختی اور بامردی پر آمادہ ہی، ہز آنر نے سفارت کو سوکھا جواب دیا۔ لکھنؤ مین اعانت کا جلسہ حکمًا روک دیا گیا۔ حسن نظامی وغیرہ کو کلکٹر نے بلایا۔ مین نے ایک نظم مختصر کانپور کے متعلق زمیندار مین بھیجدی ہی گو کسیقدر موثر ہی، تاہم بہت احتیاط کی ہی

کلکتہ آنے کو سو سو بار جی چاہتا ہی لیکن کیا کرون، سیرۃ کیلئے کتابونکی کئی الماریان ساتھ رکھنی پڑتی ہین، انکو کہان کہان لئیے پھرون، یہان سورتی سے استعارۃ بھی کتابین ملجاتی ہین، اُسپر بھی بہت سی خریدنی پڑین۔ ایک کافی ذخیرہ ساتھ آیا تھا، پھر بھی ہر قدم پر ضرورت پیش آتی ہی،

چونکہ بہت کچھ کام ہو بھی چکا ہی، اسلیئے اب ہر منٹ گران معلوم ہوتا ہی اور جی چاہتا ہی کہ جلد سے جلد پریس مین جا سکے۔

عماد الملک بلگرامی تفریحًا حیدر آباد بلاتے ہین، لیکن پس و پیش مین ہون کہ اتنے دن کیون ضائع جائین، عماد الملک ترجمہ قرآن مین مصروف ہین، لکھا ہی کہ پندرہ پارہ ہو چکے۔

آپ نے بہت اونچا نصب العین رکھا ہی، ورنہ جی یہ چاہتا تھا کہ سب طرف سے نظر کرکے وہین آرہتا اور آپ کے ساتھ ملکر کوئی ضروری خدمت انجام دیتا۔ اسوقت مسلمان سخت پراگندہ اور پریشان خیال اور پریشان عمل ہو رہے ہین، کسی خاص مرکز پر انکو لانا ہی، ورنہ ہر طرف سے بھٹکتے بھٹکتے آخر بالکل برباد ہو جائین گے۔

مریضہ کی نسبت آپ نے نہین لکھا کہ انکو کہان تک فائدہ ہوا۔

یہ تو آپ کو لکھ چکا ہون کہ میری جدید نظمین علی گڈھ والے چھاپ رہے ہین کشافیات[5]
پر بھی انکی نظر ہو لیکن اس کا سلسلہ اگر ہو گا تو الگ ہو گا۔

ہان عطیہ فیضی کے یہودی شوہر نے جو آرٹسٹ ہے میری تصویر ہاتھ سے کھینچی ہے
ابھی پوری طیار نہین ہو چکی، مین اس کا فوٹو لیکر آپکو بھیجونگا۔ نائب سفیر ٹرکی جو نہایت خوبصورت
شخص ہے، اُسنے خواہش کی کہ اسکے ساتھ تصویر کھنچواؤن، چنانچہ ایک انگریزی کارخانہ
مین فوٹو لیا گیا۔ توفیق آفندی بھی گروپ مین ہے۔

شبلی۔ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ع

(۴)

برادرم۔

مین چند روز کیلئے حیدر آباد آ گیا۔ مولوی سید حسین صاحب کا ایما تھا، ترجمہ قرآن مجید
کے متعلق مشورے مقصود تھے۔ پندرہ پارے ہو چکے، روزانہ وہ کام کرتے ہین،
یہان سیرت کے متعلق بعض اچھی کتابین ہاتھ آئین۔ ہان مطبوعات یورپ یہان
اکثر ملتی ہین، آپ چاہین تو خرید سکتے ہین، مثلاً نفح الطیب، ابن الاثیر، جغرافیہ کا پورا
سلسلہ وغیرہ وغیرہ۔

آپسے ملنے کی بہت ضرورت ہے کہ آئندہ کوئی متفقہ پروگرام طیار ہو کر کارروائی ہو سکے۔

شبلی، حیدر آباد، ۱۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ع

---

[5] الہلال مین بعض نظمین کشاف کے فرضی نام سے مولانا نے لکھی تھین، کشافیات سے یہ نظمین مراد ہین، ۵۲ دیکھو سلیمان ۲۳

(۵)

برادرم

کان پور کا معاملہ خیر جسطرح ہوا فیصل ہو گیا، اب سر دست اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہین۔

اب فرمائیے ندوہ پر کب توجہ ہو گی، مدت سے میری رائے تھی اور اب تو بالکل موقع آگیا کہ تمام قومی کام قوم کے ہاتھ مین آجائین اور دو چار شخصوں کی خود اختیاری مٹ جائے ندوہ مین سب سے بڑی چیز ممبری کا انتخاب تھا، پہلے تو یہ سب ایک ہی جلسہ مین بغیر اطلاع سابق سب کچھ کر لیا کرتے تھے، مین نے مجبور کر کے کچھ قاعدے بنوا لے لیکن اسکو خود غرضی سے برتتے ہین، حالانکہ دستور العمل موجودہ مین علاج موجود ہی

بہرحال اگر آپ پورے زور کے ساتھ اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہون اور تمام حزب الاحرار کو متوجہ کر سکین تو مین کلکتہ آکر دستور العمل اور دیگر کاغذات اچھی طرح آپ کے پیش نظر کر دون، میری معتمدی کا سوال نہین ہی اور نہ اب مین خود یہ عہدہ لینا چاہتا لیکن عام اسلامی اقتدار قائم ہونا چاہیئے اور عام انتخاب ہونا چاہیئے

سیرت کی وجہ سے میری نقل و حرکت سخت مشکل ہو گئی ہی، ہر جگہ ایک ونٹ کتابین لاد کر لیجانی پڑتی ہین اور پھر کام نہین چلتا۔ یہان کچھ نیا سامان ہات آگیا ہی اور بلا توقع سابق ماہوار مین ۱۰۰ اضافہ ہو گیا۔ اب تین سو لین گے، گویا قیام مبئی کا خرچ نکل آیا۔

لکھنؤ سے مسعود[1] مسلم گزٹ کا جانشین نکالنا چاہتے ہین کہ ندوہ کی صدا قائم رہے،

شبلی۔ حیدرآباد، ۲۰۔اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۶)

برادرم،

آپ نے یہ گمانی کیونکر کی کہ مشرف علی الموت ہوکر بھی ملازمت کا کانٹا[2] میں باقی ہے،

ع یہ قصے ہین جب کہ آتش جوان تھا،

قدیم سے عادت ہی، اور اب روز بروز ضعف کی ترقی کے وجہ سے ایک دن کا ناغہ بھی سخت گران گذرتا ہی، ادھر طبیعت کی یہ حالت کہ ہزار کوشش پر ہفتہ مین بہت سے بہت دو تین دن لکھ سکتا ہون، باقی شب بیداری اور ناسازی مزاج کے نذر ہوتا ہے،

حیدرآباد عماد الملک کے بلانے سے آگیا تھا، حسن اتفاق یہ کہ اضافہ منصب کی تحریک عماد الملک نے کردی گو اُنھون نے میرے قیام بمبئی کے زمانہ مین بھی وہان اسکا ذکر کیا تھا، حیدرآباد سے بہت جلد نکلنا مقصود تھا لیکن عجیب اتفاق ہے کہ مکان ایسا دلخواہ اور تفریح بخش ملگیا ہی کہ لکھنؤ وغیرہ کہین توقع نہین، اسلئے نکلنے مین طبیعت ذرا کسمساتی ہی، اسکے ساتھ ایک اور بالکل غیر متوقع بات پیدا ہوگئی ہی جو میرے

[1] مولوی مسعود علی ندوی،

[2] دیکھو مکتوب ۵ کا فقرۂ آخر،

خوش قسمتی سے بہت ابعد ہے۔

آپ کا تمام حیدرآباد مشتاق ہے لیکن یہان کوئی شخص حدود ریاست کے اندر کوئی آزادانہ تقریر نہین کرسکتا، ایسی حالت مین لوگ یہ کرتے ہین کہ رزیڈنسی کے حدود مین جلسے کرتے ہین جو بالکل شہر سے متصل ہے اور ریاست کے تمام شائقین شریک ہوتے ہین، مفصل انتظامات دریافت اور استصواب کے بعد لکھونگا،

وایسرائے کے آنے پر بڑے بڑے انقلابات کا انتظار ہے، اور ایک دفعہ یہانکی سطح انتظامی بالکل اُلٹ جائیگی، سید علی امام کو سب چاہتے ہین لیکن حاشیہ بوسان بارگاہ جن کا نظام پر بڑا اثر ہے سخت مخالف ہین،

ندوہ کا قصہ اب ٹالنے کی چیز نہین، میرا کلکتہ کا آنا موقوف علیہ نہین ہے میرے سر مین اسوقت سخت درد ہے، جا چکے تو دستور العمل اور مجلس اخیر کے متعلق ضروری اطلاعات معہ اصل نصوص بھیجدونگا تاکہ جو کچھ لکھا جائے بالکل قانونی الفاظ مین ہو۔

الہلال وغیرہ نے احساس عام پیدا کردیا ہے یعنی تمام اسلامی کامون پر لوگونکو مداخلت کا دعوی پیدا ہوگیا ہے، اسی اصول پر الہلال مین یہ صدا بلند ہونی چاہئے اور قطعاً ملک متوجہ ہوگا، کم ازکم ایک پرزور کمیشن تحقیقات اور درستی طریق عمل کیلئے قائم ہونی چاہیئے، اس مین پانچ ممبر ہون، مسٹر مظہر الحق، اور مولوی عبد الباری بھی ہون (گو آخر الذکر میرے مخالف سہی)

سلہ افواہ تھی کہ سر علی امام حیدرآباد کی وزارت پر آئین گے،

آپ نے یہ نہ لکھا کہ کونسا کام لیکر بیٹھون، مین خود بھی یہی چاہتا ہون لیکن ابھی تک
مختلف مقاصد مین سے کسی ایک کا قطعی انتخاب نہین ہوتا۔ چاہون تو خود سیرت کو ایک
مقصد مستقل قرار دون یعنی ایک اکاڈیمی قائم ہو، سیرت کے متعلق تمام نادر تصانیف جمع
کی جائین، لوگون کو وظائف بطور فیلوشپ کے دئیے جائین کہ سیرت کی اسٹڈی کرین اور
خاص اس فن مین ماہر بنین، اور سیرۃ پر تقریر و تحریر کرین وغیرہ وغیرہ، اس مین بقدر
ضرورت مالی اعانت بھی ملسکتی ہے۔

ادھر خدام کعبہ کی طرف سے ممبری کا تقاضا ہے لیکن اسکی عالمگیری مقاصد
مین خواب پریشان ہوا جاتا ہے، ایک وکام ہو تو آدمی لیکر بیٹھے، مرتبہ اطلاق او تعمیم سے پریشان ہون
ندوہ کا سالانہ جلسہ اگر کہین ہو جائے تو موجودہ نظامت کا شیشہ بالکل چکنا چور ہو جائے
کیونکہ نظامت کی شرط اولین یہ ہے کہ جلسہ عام سالانہ مین اتفاق رائے ہو،
درد بڑھتا جاتا ہے، پھر حاضر ہونگا۔

تسلیم،

شبلی، حیدر آباد۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۷)

تار

اگر آپ اس اثنا مین ملجاتے تو سیرت نبوی کی اسکیم کا کچھ انتظام ہو جاتا، ورنہ سب کارروائی
بیکار ہو جائیگی، سید سلیمان اگر موجود ہوتے تو اُنکو پورا الپین سمجھا دیتا۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء[1]

[1] مولانا کا سب سے آخری پیغام، وفات سے چار دن پہلے،

(۱۳) مسٹر عبد الماجد بی۔ اے کے نام

(۱)

مجبی۔

کالج ابھی تو بند ہی، مین عید کی صبح کو چلونگا، وہین جو کچھ کہیے گا کرونگا، میان عبدالباری کے معاملہ مین کس کا قصور ہی، پبلک سے کسی کی سفارش کرنا اسوقت بہت آسان ہوتا ہی جب خود اس نے بھی پبلک مین پیش کیا ہو، سید سلیمان بلکہ عبد السلام و عبد الواجد تک کے لیے کسی سے کچھ کہنا نہایت آسان ہی، لیکن .... کی تمام داستان خود کہنی پڑتی ہے۔

حمید کیلیے جب مین نے کالج مین کوشش کی تو پورے دو برس تک کسی کو یقین نہین آیا لوگون نے کہا یہ تو تم ہو حمید نہین ہین، .... کو تقریر یا تحریر کسی صورت مین پیش کرنا تھا، انکی ظاہری صورت سے بجز اسکے کہ کسی اسکول کا نیم تعلیم یافتہ شخص ہی اور کیا متبادر ہوتا ہی، عربی دانی کا کوئی اثر ان کے چہرہ پر نہین ہی، مین ان کی قدر کرتا ہون اور ان کو قابلِ ترقی سمجھتا ہون، اور اس کے لئے آمادہ ہون کہ .... لیکن مین پبلک تو نہین بن سکتا۔

لہ مکتوب الیہ نے ان کے بارے مین لکھا تھا کہ آپ علیگڈھ کالج مین ان کا داخلہ آسان شرائط پر کرا دیجیے، یہ اس کا جواب ہی، حمید سے مولانا حمید الدین بی اے مراد ہین، اور آزاد سے مولانا ابو الکلام ایڈیٹر الہلال، پولٹیکل کوشش سے اس کا تیسرا نمبر مراد ہی جسمین مسلم گزٹ

پولٹیکل کروٹ کا مضمون آج لکھنے بیٹھا اور ختم بھی کر دیا، لیکن اب تو سب یہی بولی بولنے لگے ہین، اور آزاد تو مجھ سے آگے ہین،

شبلی۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ء بمبئی۔

(۲)

تسلیم، ترجمہ پہنچا، یہ میری خوش قسمتی ہی کہ آپ خوش خط ہین، لیکن میری ضعف بصارت مستدعی ہی کہ ذرا جلی لکھئے، مارگیولیوس کا پایہ جرجی زیدان سے بہت بلند ہی وہ اس مکار کا خوشہ چین نہین، اسکی وسعت نظر بے انتہا ہی، اگرچہ اسکے ساتھ سخت بد دیانت اور غلط نتائج نکالنے والا ہی، مین نے اسکی کتاب کا پورا ترجمہ کرا لیا ہی۔ میور کے ماخذ بالکل ضعیف و ناقابل اسناد ہین۔

مین نے بمشاہرہ مترجم کیلئے اشتہار دیا تھا، متعدد گریجویٹ کی درخواستین آئی ہین، ہاشمی صاحب (خارج کردہ کالج) بھی انھین مین ہین، گو بی اے نہین ہین، کسیکو انتخاب کرنا ہوگا، اب میری معیت کی ضرورت ہی۔ آپ کی اسکیم اب کیا ہی؟ کاش آپ کے کسی کام مین مین آپ کے کام آسکتا۔

ولہاوسن کا ترجمہ صرف وفات کا مطلوب ہے،

شبلی، حیدرآباد،

سلہ مکتوب الیہ نے بہ تعلق (سیرۃ نبوی) انگریزی ترجمہ کی پہلی قسط بھیجی ہی ضمناً یہ بھی تذکرہ کر دیا ہی کہ انگریزی مستشرقین مین اسوقت مارگولیوس و میور دو بہت بلند پایہ سمجھے جاتے ہین گو مارگولیوس کا ایک ماخذ جرجی زیدان ہی یہ اُسکا جواب ہی۔

(۳)

مجبی۔

سلام مسنون، دوسری قسط بھی ترجمہ کی پہنچی، ترجمہ کی خوبی مستغنی عن الوصف ہے۔
آپ مجھے تحریر فرمائیے کہ آپ کس شغل میں ہیں، اور آپکی اسکیم کیا ہے؟

میرے اشتہار پر جن لوگوں نے درخواستیں بھیجیں، اُن میں سے میں نے ہاشمی کو بلایا ہے، ابھی تک وہ نہیں آئے، فرض کیجئے وہ نہ آئیں تو کیا چار پانچ مہینہ کیلئے بھی آپ اسٹاف میں مستقل تعلق نہیں رکھ سکتے، اصل یہ ہے کہ پہلی جلد میں اب انگریزی اقتباسات کی جو جگہیں خالی ہیں، اُن کے بغیر کام رُکا پڑا ہے، آپ صرف مترجم نہیں بلکہ مصنف بھی ہیں، اسلیئے آپ کے سوا کوئی اور شخص مشکل سے میرے ارادوں اور خواہشوں کے موافق کام کرسکے گا، بہرحال جو فیصلہ ہو مطلع کیجیے گا،

ترجمہ میں آنحضرت کے متعلق واحد کی ضمیر نہ استعمال کیجئے بلکہ جمع کی،

میں اپنی مستقل قیامگاہ کا فیصلہ ابھی نہ کرسکا، ممکن ہے کہ پیری اور ضعف کی پہمتی مجھکو وطن کی پابندی اور "بہ شہر خود روم و شہریار خود باشم" پر آمادہ کرے، وہاں مکان ہے، رعایا ہے، احباب ہیں، عزیز ہیں، غرض ایثار کے سوا سب کچھ ہے،

لہ مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ سیرۃ کے لیئے دو ایک گھنٹہ روزانہ وقت نکال سکتا ہوں لیکن اسٹاف سے مستقل تعلق نہیں پیدا کرسکتا، یہ اس کا جواب ہے،

پولٹیکل معاملات مین جو طوائف الملوکی پیدا ہوگئی ہی سخت قابل نفرت ہی، وزیرحسن اور امیر علی کا کیا مقابلہ ہی؟ قوم حقیقت مین سرسید مرحوم کے وقت مین بھی اندھی تھی اور اب بھی ہے۔

شبلی، ۱۵- نومبر ۱۹۱۳ء

(۴)

مجتبی،

سلام مسنون، مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خیالات اور تجویزاتؔ سے مفصل مجھکو اطلاع دی، مگر آپنے اِس کا لحاظ نہین کیا کہ قدیم مصنفین اور بانیان فن، ابن سینا، طوسی، رازی، ابن رشد وغیرہ نے سرکاری ملازمتون کے ساتھ علمی خدمتین انجام دی ہین سرسید کے مہمات مشاغل صدر الصدوری کے زمانہ کے ہین، خالص علمی خدمت کیلئے دُنیا مین بہت کم موقع ہی، یعنی دائرہ نہایت تنگ ہوجاتا ہی،

یہان فیلوشپ کا اب تک طریقہ نہین، مشرقی جامعہ کے بعد جو جلد قائم ہوگا، (یعنی اس سال) یہ طریقہ جاری ہوگا، لیکن معلوم نہین یہین کیلئے یا باہر والون کیلئے بھی۔ نواب عماد الملک سے مین نے ابھی بذریعۂ ایک خط کے پوچھا ہی اتفاق یہ کہ آپکے

سلہ مکتوب الیہ نے اپنی اسکیم سے اطلاع دی ہی اور یہ لکھا ہی کہ "عام دُنیوی عہدہ مجھے پسند نہین، فیلوشپ کے طریقہ کی کوئی صورت نکل سکے تو بہتر ہی" میری کتاب "فلسفۂ جذبات" اسوقت تک طبع نہین ہوئی ہی، لیکن مکمل ہوچکی ہی، عبد الحق صاحب سے مولوی عبد الحق بی اے، سکرٹری انجمن ترقی اُردو مراد ہین۔

خط پہنچنے کے وقت اُن کا دستی خط آیا تھا، اور مین جواب لکھ رہا تھا، عبد الحق صاحب آپ کی کتاب بھیجدیتے تو مین عماد الملک کو دکھلا سکتا۔

ہان فوراً ایک امر قابل غور اور مشورہ احباب کے بعد لکھ بھیجئے۔ مین اب واپس آنا چاہتا ہون اور لکھنؤ خواہ مخواہ قیام کرنا پڑیگا، لیکن دار العلوم کے حالات اور ارکان کے تعلقات و خیالات کے لحاظ سے ایسا تو نہ ہو کہ مجھکو تکلیف ہو، یعنی گو مین کسی معاملہ مین دخل نہ دونگا، لیکن حالات بہرحال کانون مین پڑینگے، اس سے شاید کوفت ہو، مین سیرت کی پہلی جلد ۴۔ ۵ پانچ مہینہ مین تمام کرنا چاہتا ہون اور اس زمانہ کو نہایت سکون کے ساتھ بسر کرنا چاہتا ہون، مین نے سید سلیمان کو بلایا ہے، غالباً وہ آجائین، اگر آپ صرف ۴۔ ۵ مہینے کیلئے صیغہ انگریزی کی افسری اور مہتمی کا کام انجام دیتے تو پہلی جلد نکل جاتی، مجھکو معلوم نہین کہ یورپ کے بیشمار ذخیرہ مین سے کیا کیا چیزین لینے کے قابل ہین، اور عام مترجم یہ بتا نہین سکتے، یہ کام کون کرے،

شبلی۔ ۱۰۔ نومبر ۱۹۱۳ء حیدرآباد،

(۵)

جناب من۔

مین نے مولوی عبد الحق سے آپ کی کتاب سائکالوجی مانگی تھی، کہ **عماد الملک** بہادر کو دکھلاتا، جو بہرحال فائدہ سے خالی نہ تھا، اُنھون نے لکھا کہ وہ کتاب مذکور واپس بھیج چکے، نیز اُنھون نے لکھا کہ وہ کتاب چھپ رہی ہے۔ بعد اشاعت عماد الملک کو دکھلاؤ

مین نے اطلاعاً آپ کو لکھا،

عنقریب آتا ہون، کوئی مکان ننھ ۳۰ کرایہ کا اچھا ملسکے تو نظر مین رکھیے،

شبلی۔ ۲۷۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۶)

مجبی۔ سلام مسنون،

والہاؤسن کے مضمون سے اب مقدم ضرورت یہ ہو عرب کے متعلق انسائیکلوپیڈیا وغیرہ سے ایک مضمون

جو قریباً دس بارہ صفحہ کا ہو، یا بشرط ضرورت اس سے زیادہ لکھدیجیے جسمین امور ذیل کے متعلق معلومات ہون،

عرب کی قدامت،

عرب مین کون کون حکومتین قائم ہون،

حمیری، سبائی، تابعی خاندانون کے مختصر حالات اور اُنکے کتبہ،

عمارات قدیم مثلاً غمدان، مآرب، حصن ناعدا،

تہذیب و تمدن،

مین جلد تر روانہ ہونا چاہتا ہون، لیکن واقعات میرے اختیار مین نہین، آپنے میرے

ضروری خط کا جواب نہین لکھا،

شبلی۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۷)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہٗ

یورپین تصانیف کے متعلق سیرت کا ٹکڑا بھیجتا ہون، اِس مین دو باتین مطلوب ہین،

۱- انگریزی نام انگریزی حرفون مین لکھ دیئے جائین (جہان کہ صرف اُردو خط مین ہین)

۲- مصنفین یورپ کا جو نقشہ دیا ہے، اس مین معمولی اور کم حیثیت تصانیف کو قلمزد

مثلاً جان ڈیون پورٹ کی کتاب اِس نقشہ کے تمام نام انگریزی خط مین لکھ دیئے

جائین۔

شبلی ۶- جنوری ۱۹۱۴ء

(۸)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہ

یورپ کے خرافات متعلق اسلام کا میرے پاس پہلے سے بڑا سرمایہ ترجمہ شدہ

موجود ہے، اسکے متعلق آپ کچھ نہ لین۔ فارسٹر کا جغرافیہ تاریخی شاید آپ کے پاس ہے،

اس مین عرب قدیم کے متعلق معلومات مفیدہ و نادرہ انتخاب فرمائیے۔

گلارز کو الہ آباد لائبریری سے دریافت فرمائیے کہ وہان ہے یا نہین،

شبلی- ۹- جنوری ۱۹۱۴

(۹)

اسلام کے وقت روم، فارس، ہند کی تمدنی و اخلاقی کیا حالت تھی؟ اسکو تلاش

کرکے لکھیئے "مورخون کی تاریخ عالم" کا آپ کیا ذکر کرتے ہین، مین نے اکثر سنی ہے۔

اسلام کے متعلق محض عامیانہ معلومات ہین

شبلی، ۱۹- جنوری ۱۹۱۴ء

(۱۰)

مکرمی-

اب تو رسالہ ول کے پیرایہ مین آپ کے احسانات فوق الحد ہوتے جاتے ہین، مولوی امیر علی کا ترجمہ مقصود[1] نہ تھا، بلکہ انکے ماخذون سے لینا مقصود تھا، مین انکا حوالہ نہین دے سکتا

ع آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

شبلی ۳۱- جنوری ۱۹۱۴ء

(۱۱)

مکرمی جناب مولوی عبد الماجد صاحب بی۔اے،

اسوقت ایک نہایت ضروری مشورہ کی غرض سے آپ کو تکلیف دیتا ہون[2]

شبلی- ۱- فروری ۱۹۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ نے "اسپرٹ آف اسلام" باب ول کی تلخیص کرکے بھیجی ہے، [2] مسٹر عبد الماجد فرماتے ہین: تحریر بالا شب کو ملی، مین اسیوقت گیا، مولانا بہت دیر تک تخلیہ مین گفتگو کرتے رہے، ماحصل یہ تھا کہ گورنمنٹ آجکل مجھ سے بدظن ہے، خصوصاً معاملہ کانپور کے متعلق میری نظمون سے، حاذق الملک حکیم اجمل خان مجھے آج مسٹر برن چیف سکرٹری کے پاس لیگئے تھے وہ بہت کبیدہ تھے حالانکہ اس سے پیشتر نہایت اخلاق و تپاک سے ملتے تھے، تم اسکے نام ایک مفصل چٹھی اس مضمون کی میری طرف سے لکھدو کہ مین مدت العمر کبھی انگریزی گورنمنٹ کا بدخواہ نہین رہا ہون میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان یگانگت بڑھے، اور ایک دوسرے کی طرف سے جو غلط فہمیان مدت دراز سے چلی آتی ہین، دور ہون، چنانچہ اس پر میری تمام تصانیف شاہد ہین، اس سے بڑھکر یہ کہ شنہ مین مین نے الندوہ مین ایک مستقل مضمون کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا کہ مسلمانون پر انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری مذہباً فرض ہے، اور اسی سال ندوہ کے سالانہ جلسہ مین وفاداری کا ایک رزولیوشن بھی پاس کرایا، پھر معاملہ مولوی عبد الکریم مین مجھے محض اس جرم پر کہ مین نے اپنے ضمیر کے مطابق ایک باغیانہ مضمون کی اشاعت بند کی، اخبارات مین گالیان سننا پڑین۔ رہا واقعہ کانپور کے متعلق نظمین تو وہ ایک ہنگامی جوش کا نتیجہ تھین، جس مین سارے ہندوستان کے مسلمانون کے ساتھ مین بھی شریک تھا،

(۱۲)

مجتبیٰ۔

جس[1] خط کیلئے مین نے شب کو کہا ہے، وہ آدمی کے ہاتھ نہ بھیجیے گا، یہ بھی مناسب موقع پر پڑھا دیجیے گا کہ مین نے اپنے کانشنس کے مطابق معاملہ مین پانچ ارکان کو ساتھ لیکر جو کیا، باوجود اس کے کہ بعد کو پبلک کے شور و غل کی وجہ سے سب نے اخبارات کے ذریعہ سے اپنی برأت ظاہر کی اور یہ لکھا کہ ہم نے فلان شخص کی وجہ سے مجبور ہو کر ایسا کیا، لیکن صرف مین اپنی رائے پر اپنے فرض کے مطابق قائم رہا۔

شبلی۔

(۱۳)

مکرمی ماجد صاحب۔

۱۔ اب آپ کیا کر رہے ہین،

۲۔ انگریزی کتابون مین دیکھیے حسب ذیل کتابین ہین یا نہین۔ ۱۔ بیتٹ ۲۔ ولسٹیڈ ۳ جغرافیہ فارسٹر (دوسری جلد)

۳۔ مضمون دار المصنفین کا جو انگریزی ترجمہ آپ نے کیا تھا، مبیضہ کی دفتی مین ہے، میان مسعود سے رجسٹرڈ بھجوا دیجیے،

۴۔ سرقہ کے متعلق کیا کارروائی ہوئی، داخل دفتر یا زیر تحقیقات۔

---

[1] رقعہ ذیل بھی رقعہ اُسی کے متعلق ہے۔

۵ - میان مسعود کا پتہ کیا ہے،

۶ - میان مسعود سے پوچھیے کہ کمرہ بند ہے تو خوشنویس کیا کرتے ہونگے، اور خود کمرہ کی حفاظت کا کیا بندوبست ہے، جبکہ ڈنکے کی چوٹ چوریان ہوتی ہین،

۷ - جواب مفصل لکھیے،

مولوی ابوالکلام آئے تھے، اور کہکر گئے تھے کہ ندوہ دیکھنے جاتا ہون۔

شبلی۔ ۲۰۔ فروری سنہ ۱۹۱۴ء الہ آباد۔

(۱۴)

تسلیم، کارلائل وغیرہ کو ہات نہ لگائیے، وہ عربی مین موجود ہے، گبن کی بھی ضرورت نہ تھی، سرسید مرحوم کے ہان اس کا پورا ترجمہ قلمی موجود تھا، اور مین نے بارہا پڑھا ہے مین نے جن کتابون کے نام پرنشان کردیے ہین وہ قابل ترجمہ ہون تو انکو لیجیے۔

فارسٹر کا ایک نسخہ تو اب آیا ہے، لیکن پہلے نسخہ کی صرف ایک ہی جلد ہے یا دونون وہ نسخہ حیدرآباد کا ہے اور تقاضا آیا ہے۔ بھوپال سے ابتک جواب نہین آیا پھر لکھتا ہون، یہان مین دونون وقت کھانا کھاتا ہون، اور بہت صحیح ہون، اسلیے ابھی تو یہین ہونگا

عبدالسلام کو زیادہ تنخواہ ملتی ہے وہ کیون رکین گے، یونہی بہتر ہوگا کہ کوئی نیا شخص طیار کیا جائے۔ اگر تاریخی کتابون سے فراغت ہوچکی تو فلسفۂ مذہب کو لیجیے،

لہ اس زمانہ مین ارادہ یہ ہوا کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک خالص علمی رسالہ المعارف کے نام سے نکالا جائے، ذمہ دار ایڈیٹر مولوی عبدالسلام صاحب ندوی تجویز ہوئے ہین، مگر وہ الہلال کے اسٹاف مین کلکتہ جارہے ہین،

میری الماری مین چند کتابین ہین۔

شبلی، الہ آباد، ۳۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۵)

حسب ذیل مضامین سے وقتاً فوقتاً تحریر فرمائیے، لیکن خاص اقتباسات بھی ہون کہ بعینہٖ نقل کرسکون، الحاد و ردّ الحاد پر دو کتابین انگریزی ہین دفتر سیرت مین ہین وجود باری کے دلایل، مذہب کی تائید و تردید، نکاح، طلاق، وراثت کے اصول (عقلی و تمدنی حیثیت سے) نیز ان چیزونکی تاریخ، اثبات روح یا تردید۔

میان عبدالسلام تو کلکتہ جارہے ہین، اب رسالہ کا کیا ہوگا، ہمت نہین ہارنی چاہیے

شبلی، ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء الہ آباد

(۱۶)

مکرمی۔

اجزا پہنچے، یہ ملحوظ رکھیے کہ آپ کبھی کسی حالت مین دو ڈھائی گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام نہ کیجیے، اسقدر کافی ہی، اس مین جتنا ہوجائے، مضمون کیلئے کتابونکا دیکھنا یا مہیا کرنا بھی انھی گھنٹون مین داخل ہے۔

مذہب یا الحاد پر ویسی تحقیقات کی ضرورت نہین جو آپ نے الکلام[۱] کے لیئے کی تھی، ایک دو مستند کتابین کافی ہین، ہان نکاح، وراثت، تعزیرات، تعدد ازدواج

[۱] مکتوب الیہ نے الکلام پر چند نمبرون مین ناقدانہ مضمون لکھا تھا،

کی تاریخ اور ان کے جدید اُصول کے متعلق لکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

شبلی۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

مجتبیٰ۔

خط پہنچا، سید کرامت[1] حسین کی کتاب مولوی ابوالکلام مجھ سے لیگئے کہ وہ خود ریویو لکھ دینگے،

حیدرآباد کی نسبت آپ کا خیال[2] صحیح نہین۔ مولوی سید حسین صاحب کی نسبت یہ خیال کہ بہ حیثیت پریسیڈنٹ انجمن اُردو آپ کی کتاب پڑھ چکے ہونگے، عجیب حسن ظن ہے مولوی صاحب موصوف نے مشاہیر مصنفین کی کتابون کے بھی دو ہی ایک صفحے پڑھے ہونگے۔ اسکے علاوہ بڑی چیز وہان شہرت ہے، جب تک کوئی شخص عام شہرت نہ پیدا کرلے لوگون کو خود حضور نظام سے سفارش کرنے مین تامل ہوتا ہے، اسکے لیئے ابھی دیر ہے اور نہ اسکی کوئی مثال موجود ہے۔ میرے لیے جب مولوی صاحب موصوف نے سفارش کی تھی تو حضور نظام نے خود جواب مین لکھا تھا کہ مجھکو خوشی ہوئی کہ ایسے شخص کیلئے آپ نے سفارش کی اور مین انکی سب تصنیفات اپنے پاس رکھنا چاہتا ہون۔ بہرحال اسکی اُمید سردست نہین ہوسکتی۔ فلسفہ کے باب مین میری سفارش

---

[1] مولوی سید کرامت حسین صاحب کی کتاب علم الاخلاق کا نیا ایڈیشن شائع ہونیوالا ہے، مکتوب الیہ نے مولانا سے تحریک کی ہے کہ یہ آپکے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو، اسکا ذکر ہے۔ [2] حیدرآباد کی فیلوشپ وغیرہ کے تذکرہ کا جواب ہے۔

تحسین ناشناس ہوگی، البتہ اگر مولوی عبدالحق انکو خوب یقین دلادین تو شاید کوئی صورت ہو سکے،

آپ نے مذہب پر آج ایک ٹکرا بھیجا، لیکن ابھی تو نولدیکی کا مضمون قرآن باقی ہی، وہ پورا کر لیجئے، مین نے اور عنوانات جو پہلے لکھے تھے انکا بھی خیال رکھیئے۔

مولویون نے میرے کفر کے فتوے چار پانچ لکھکر بھوپال بھجوائے ہین، اور اشاعت کفر مین سفرائے ندوہ سے کام لیا جارہا ہی آفتاب احمد خان اور علیگڈھ کی سخت پارٹی اصلاح ندوہ کی مخالفت اور حالات موجودہ کی حمایت پر جان لڑا دینے کے لئے آمادہ ہی،

یہ ہی ہمارا خلوص، خیر زمانہ گو حقیقت شناس نہین ہی تاہم سچ ہمیشہ نقاب مین نہین رہیگا۔

شبلی، ۱۱-جون ۱۹۱۴ء بمبئی،

(۱۸)

جناب من۔

نولدیکی کا مضمون متعلق قرآن شریف آپ نے ناتمام چھوڑ دیا، پورا کرکے بھیجدیجئے، انگریزی کتابون مین ایک کتاب قرآن مجید کی تاریخی ترتیب پر ہی، اس کا یا اس کے اقتباسات کا ترجمہ ارسال فرمائیے،

مشکل یہ ہی کہ اب ضرورت پڑتی ہی کہ مترجم کی معیت ہو، اور یہان اسقدر رہنے کا ارادہ ہی کہ ایک جلد بہمہ وجوہ طیار ہو کر نکل جائے، گذشتہ مہینون مین فضول وقت

بہت ضائع ہوا۔

ندوہ کو جسقدر سنبھالا جائے، بگڑتا جائیگا، اگرچہ اس سے اسقدر نفع ہوا کہ یہ لوگ ندوہ کے کامون مین زیادہ سرگرم ہوگئے ہین، اور شاید عمارت وغیرہ مین کچھ کام چل جائے رہا نصاب تعلیم تو اُسے زمانہ خود درست کرلیگا، ندوہ دیوبند نہین بن سکتا اور خود دیوبند کب تک دیوبند رہ سکتا ہے۔

تاریخی نظمون کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا ہی، الہلال دیکھیئے گا، یہان بڑا سکون اور خاموشی ہی، دن بھر چپ چاپ گذر جاتی ہی، کوئی جھانکتا تک نہین۔

شبلی۔ بھائی کلہ۔ بمبئی۔ ۱۶۔ جون ۱۹۱۴ء

(۱۹)

اصل[۱] یہ ہی کہ مین نے آپ کا مطلب ہی نہین سمجھا تھا۔ مین اخبار کیلیئے ریویو سمجھا تھا۔ رسالہ سامنے تھا مولوی ابوالکلام نے دیکھا اور مانگ لیا، بہرحال اب کلکتہ سے منگوایا ہی۔ بقیہ ترجمہ نولدیکی پہنچا۔

شبلی، ۲۰۔ جون ۱۹۱۴ء

(۲۰)

تسلیم۔ آپ ہی کے ہات کی لکھی ہوئی فہرست کتب انگریزی مین ایک کتاب ہی،

---

[۱] مکتوب الیہ نے لکھا ہی کہ مولوی کرامت حسین صاحب کی کتاب پر بجز آپکے یا مولانا حالی کے کسی اور شخص کا مقدمہ لکھنا اُنکی توہین کرنا ہی، اگر آپ کو فرصت نہین تو اسکا بغیر کسی مقدمہ کے شائع ہونا یقیناً بہتر ہی، اسکا جواب،

جس کا اُردو نام آپ نے "قرآن کی تاریخی ترتیب" لکھا ہی، یہ کتاب ہمارے کام کی ہوگی، اس کا ترجمہ یا اقتباس ارسال فرمائیے۔ باقی نواب علی حسن خان صاحب سے منگوا سکتا تھا، تو یہی کارڈ کافی ہوگا البتہ تلاش کرنے کی زحمت آپ کو ہوگی، کتابین الگ صندوق مین ہین، نواب صاحب نکلوا دینگے۔

سیرت کے ترجمہ انگریزی کا ذمہ مسٹر محمد علی نے لیا، براہ راست کرنل عبید اللہ خان سے خط و کتابت ہو کر۔

شبلی ۲۲۔ جون ۱۹۱۴ء بمبئی۔

(۲۱)

کارڈ پہنچا۔ ہرگز ہرگز اسکا ترجمہ نہ کیجئے[1] ایسی کم رُتبہ چیزون کا ترجمہ مقصود نہین

شبلی
۲۸۔ جون ۱۹۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ "قرآن کی تاریخی ترتیب" جس کا آپ ترجمہ چاہتے ہین، نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی کتاب ہی، اس کے آگے اس کے کچھ اقتباسات نمونہ کے طور پر دیکر دریافت کیا تھا کہ اب کیا ارشاد ہی، یہ اس کا جواب ہی۔

(۱۴) ابو الکمال سید عبد الحکیم[۱] صاحب دسنوی کے نام

(۱)

تسلیم - مین چھ سات مہینہ سے بیمار ہون - موازنہ انیس ابھی مطبع[۲] مین نہین گئی، مولانا حالی نے شاید ابتک اپنا رسالہ ختم نہین کیا -

کتب مشتہرہ مین سے ہربرٹ اسپنسر کی کتاب چھپ گئی اور عنقریب شائع ہو گی - باقی زیر طبع ہین -

الکلام - سرکاری کتاب ہے، اِس مین تخفیف قیمت نہین کر سکتا -

ملازمت نے مجھکو حیدرآباد کے آنے پر مجبور کیا، مولوی سلیمان چند روز تک میرے ساتھ رہتے تو اچھا ہوتا[۳] - وہ جوہر قابل ہین -

شبلی نعمانی - حیدرآباد - ۲۷ - نومبر ۱۹۰۴ء

(۲)

جناب من -

سلام مسنون - کارڈ پہنچا، مشکور فرمایا - لکھنؤ مین[۴] جو پارٹی لکھنؤ مین میری مخالف

---

[۱] مولانا کے حلقۂ احباب و معتقدین مین ہین، دسنہ ضلع پٹنہ وطن ہے، قومی کامون سے بے انتہا دلچسپی لیتے ہین، مولانا کی تمام تحریکون مین سب سے پہلے حصہ لیتے تھے، اخبارات مین اُنکی تائید مین مضامین لکھتے تھے، [۲] مولانا اسوقت انجمن ترقی اُردو کے سکرٹری تھے اور اسی حیثیت سے یہ خط ہے [۳] مولانا ابتک ندوہ مین نہین آئے تھے [۴] میر عبد الکریم کے واقعہ کے متعلق یہ خط دیکھو سلیمان

پہلے سے تھے اُسنے موقع پاکر اس قصہ کو طول دیا اور ایک جتھا بنا لیا ہی جو مختلف اخبارون مین مضامین لکھتا ہی۔ یہ ایک باقاعدہ اور مسلسل کوشش ہی جو ...... وغیرہ کی طرف سے کی جارہی ہے۔

حیرت یہ ہی کہ مین نے اِس معاملہ کو گورنمنٹ تک پہنچانے مین مطلق حصہ نہین لیا۔ البتہ جب سب نے ہی کہا تو مین نے بھی اتفاق کیا۔ اُسپر یہ حال ہی کہ آپ الگ ہین۔ نفاق کا یہ حال ہی کہ پبلک مین اپنی علیحدگی دکھاتے ہین۔ اور گورنمنٹ فیس سے ملکر تمام کام انجام دیئے مجھکو خبر تک نہین ہونے پائی۔ حکام سے ملنا خط کتابت کرنا۔ چھ مہینہ کی معطلی کا ممبرون سے منظور کرانا۔ مجھکو ذرہ بھر اِس سے تعلق نہین۔

سیرۃ نبوی کے متعلق روحانیات سے آپکی کیا مراد ہی؟ اگر اخلاق اور تقدس نفس مراد ہی، تو یہ لازمۂ نبوت ہی، بلکہ نبوت اسکا نام ہی۔ اس مین کیونکر کوئی شخص کمی کرسکتا ہی۔ اور اگر اور کچھ مراد ہی تو تحریر فرمائیے،

آج کل کے ریاکارون نے دوسرون سے بدگمان کرنے کے لیئے بہت سے الفاظ تراشے ہین۔ ان مین سے ایک یہ بھی ہی کہ فلان شخص مین روحانیت نہین۔ فلان شخص عالم ہی لیکن دیندار نہین۔ لیکن انہی دیندارونکو مہینون دیکھا ہی کہ نماز فجر کبھی نصیب نہین ہوئی۔ باوجود اسکے انکی دینداری اور روحانیت مین ذرہ بھر فرق نہین آتا۔ یقین فرمائیے زمانہ کی خرابیان دیکھکر دُنیا مین زندگی وبال معلوم ہوتی ہی

ملہ۵ مخالفین معترض تھے کہ سیرۃ مین روحانیت نہین ہوگی، مکتوب الیہ نے اِسی کے نسبت پوچھا تھا،

خواص تک عوام بیگنے ہین۔ حق و باطل کی تمیز کا مادہ مسلوب ہوگیا ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کے نصاب پر جو کچھ یہ حضرات لکھ رہے ہین، کیا سچائی پر مبنی ہے۔ صرف یہ کاوش ہے کہ ان کا نام کیون نہین لیا گیا۔

قرآن شریف پر نقطے حجاج بن یوسف نے لگائے۔ اور کسی نے یہ نہ کہا کہ حجاج پر قوم کو بھروسا نہین۔ بلکہ وہی منقط قرآن آج تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے۔ موجودہ عمارت کعبہ بھی حجاج کی ہے۔

بلاغت کا پورا فن جس سے قرآن مجید مین ہر جگہ کام لیا جاتا ہے جاحظ۔ عبدالقاہر جرجانی سکاکی۔ کا بنایا ہوا ہے یہ سب معتزلی تھے کسی نے نہین کہا کہ انپر قوم کو اعتماد نہین، تفسیر کشاف تمام محدثین تک پڑھتے تھے، حالانکہ اس مین اعتزال بھرا ہوا ہے۔

قوم مین جب نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے تو وہ کسی چیز سے نہین ڈرتی۔ اسکو خود بھروسا ہوتا ہے کہ وہ خذ ما صفا کر لیگی۔ جب علم نہین رہتا اور حسد اور رشک کے سوا اور کوئی جوہر نہین موجود ہوتا تو لوگ اس قسم کی باتین کہکر اپنا دل خوش کرتے ہین، اور لوگونکو بدگمان بناتے ہین۔

ارباب دیوبند نہایت زاہد اور متقشف ہین۔ اسکے ساتھ وسیع النظر بھی نہین ہین۔ تاہم چونکہ مخلص ہین۔ اسلیئے شور و شر نہین مچاتے۔ کوئی پوچھتا ہے تو جو جانتے ہین بتا دیتے ہین۔

غرض یہ قصہ طول ہے۔ مین اب تک لکھنے سے بھی عاجز ہون۔ جوش مین

آکر کیا کیا لکھ گیا۔ یغفر اللہ لی،

شبلی ۲۹۔ مئی ۱۹۱۳ء بمبئی

(۳)

سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ لڑکون کے تار پے درپے نہایت الحاح کے ساتھ آئے کہ استعفا واپس لون۔ مین نے انکو جواب مناسب لکھ دیا ہی۔ قدردان احباب کے خطوط بھی آرہے ہین۔ شاید جا بجا جلسے بھی اظہار افسوس کے ہون۔ لیکن خیال فرمائیے چارہ کیا تھا۔ یقین سمجھیے کہ اگر یہ ظالم قدم قدم پر روڑے نہ اٹکاتے تو ندوہ اب تک کہان پہنچا ہوتا۔ دلّی کا جلسہ آغاخان کا بلانا۔ اور رسالانہ مقرر کرانا۔ رام پور کے تعلقات۔ گورنمنٹ سے صفائی کے وسائل اولین سیّد رشید رضا کی آمد۔ یہ تمام باتین، ان سبھونکی مخالفت کے ساتھ انجام دی گئین۔ اور بعض واقعات کو پہلے ان سے مخفی رکھا گیا۔

بات یہ ہی کہ جب کسی بڑی جگہ سے ندوہ کو روشناس کیا جاتا ہی تو یہ مخالفت کرتے ہین، اِس بنا پر کہ روشناسی کا ذریعہ وہ خود نہین ہوتے۔ مین نے انکو بارہا کہا اور موقع دیا کہ آپ خود تحریک کیجئے۔ لیکن اگر کی بھی تو کسی نے ذرا توجہ نہ کی۔

بہرحال اب تو ایک ورس، ان بدباطنون سے نجات رہیگی اور دربار رسالت کا آستانہ ہوگا۔

شبلی ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۳ء

---

۵۱ طلبائے دارالعلوم ۵۲ دارالعلوم کی معتمدی سے۔

(۴)

جناب من۔

تسلیم۔ سیرت کے ابھی تک صرف تین سو صفحے ہوئے ہین جو اصل کتاب کا پانچوان حصہ ہے، میری نظمین ضبط نہین ہوئی ہین۔ بلکہ اور لوگونکی نظمون کا ایک پمفلٹ کلکتہ سے شائع ہوا تھا اس مین میری صرف ایک نظم تھی۔ سید سلیمان اس سے بخوبی واقف ہین اُن سے دریافت فرمالیجیئے۔[1]

مین نظم پر باوجود ہزارون شعر کہنے کے بالکل قادر نہین۔ یعنی بغیر کسی خاص فوری تاثر کے ایک حرف نہین لکھ سکتا۔ بارہا احباب نے فرمائشین کین اور کئی کئی دن تک طبیعت پر زور ڈالا لیکن کچھ نہ کہ سکا۔ اسلیئے طالب معافی ہون۔

سیرۃ کے بعض مواد کی تلاش مین بمبئی سے یہان چلا آیا ہون۔

شبلی ۲۲۔ستمبر ۱۹۱۲ء از حیدرآباد۔

(۵)

تسلیم۔ پمفلٹ نہین، بلکہ سلسلۂ مضامین کا ارادہ[2] ہے۔ پرچہ کون نکالے مین کسی کام کا نہین رہا۔ سید سلیمان پونا گئے اور جانا ناگزیر تھا۔ سید سلیمان کے مقابلہ مین پانچ بی۔ اے تھے جن مین سے دو ایم۔ اے تھے۔ لیکن کوشش کی گئی اور وہی کامیاب رہے۔ سال بھر مین چھ مہینہ کی چھٹی ہوتی ہے۔ تین تین مہینہ کی مستقل۔

---

[1] دیکھو سلیمان ۶۷ [2] متعلق معاملات ندوہ

ندوہ مین سردست تو اسیقدر تعلق ہی کہ مستعد طلبہ آتے ہین اور انکا ایک سبق[۱] خاص تحقیقات کے ساتھ اپنے ذمہ لے لیا ہی۔ حالت یہ ہو رہی ہی کہ برس چھ مہینے مین اِدھر یا اُدھر کوئی فیصلہ ہو جائیگا۔ سرکاری انسپکٹر آیا تھا اُسنے سخت رپورٹ لکھی اور اعانت سرکاری کے بند ہو جانے کا خوف دلایا۔

شبلی ۱۶۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ جو خط اتفاقاً جواب دینے سے رہجاتا ہی۔ نہ وہ محفوظ رہتا ہی، نہ اُسکا مضمون یاد نہین۔ آپ نے خط مین کیا تحریر فرمایا تھا۔

ضعف کی وجہ سے کچھ لکھا نہین جاتا۔ کچھ بھی لکھ سکتا ہون۔ تو سیرۃ کے سوا اس قوت کو صرف کرنے کی ہمت نہین ہوتی۔ اسلیئے ندوہ پر کچھ نہ لکھ سکا۔

ملک مین اضطراب[۲] تو ہی، لیکن اتنے سے کیا ہو سکتا ہی۔ خود غرض بہت سخت دل ہین۔

شبلی۔ ۲۰۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۷)

سلام مسنون۔ مین نے پانچ مہینہ پہلے آپکی تحریک پیش کی تھی[۳] لیکن ندوہ والے

---

[۱] بخاری شریف کا درس، دیکھو ۱۲-۲۳-[۲] متعلق حالات ندوہ اور مولانا کے استعفا کے متعلق، [۳] یعنی یہ کہ دار المصنفین ندوہ کے انتظام

راضی نہین۔ ان کے نزدیک میرا لکھنؤ مین قیام بھی مضر ہے۔

یہ عزم ہوچکا ہی۔ سردست تو مین بمبئی مین رمضان کے بعد چند عربی خوان طلبہ کو بلاؤنگا۔ ان مین ایک معین الدین استھانوی بھی[1] ہے۔ پھر کچھ اور انتظام کرونگا۔

شبلی۔ ۱۹۔ جولائی ۱۹۱۴ء بمبئی۔

(۱۵) مولانا سید عبدالحی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

خط متعلق تحریر دعانامہ موسومہ نواب بھاولپور پہنچا۔ مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہ نہایت دناءت کی بات ہی کہ موقع جشن پر اور رنگتون کی طرح، ندوہ کا وفد بھی اپنا بھیجن گا ئے۔

علماء کی شرکت اسی قسم کے خیالات پیدا کرتی ہی۔

کیا علی گڈھ کالج بھی ایسی بدہمتی کرسکتا ہی؟

شبلی۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۲)

حیدرآباد کا وفد طیار ہی، اب مصارف سفر کیلئے روپئے نکلوا دیجئے۔ اگر شاہ ابوالخیر صاحب بھی لیئے جائین تو رقم زیادہ ڈیل ہوگی۔

---

[1] مولوی معین الدین ندوی کا نام مکتوب الیہ کے قرب وطن کی وجہ سے لیا ہی۔

سید سلیمان کا چلنا بھی مناسب ہوگا، اور شاہ صاحب[۱] تو سب پر مقدم ہین۔

شبلی الہ آباد۔ ۱۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء

(۴۳)

مکرمی۔

شاہ صاحب[۲] کا خط میرے پاس بھی آیا ہو کہ بمبئی آئینگے، لیکن میرا خیال ہو کہ وہ اِس غرض سے آتے ہین کہ یہان سے براہ دریا کراچی جائین، خیر مجھکو اِس سے کیا غرض، حیدرآباد چلنا ہو کراچی کے بعد ہی سہی۔

شاہ ابوالخیر کی چندان ضرورت نہین معلوم ہوتی، لیکن ڈر ہی کہ وہ ناراض نہ ہوجائین مین تو بالکل طیار ہون، لیکن تنہا کیونکر جاؤن، غالباً جنوری سے پہلے کوئی نہ آئیگا، اسلئے شروانی صاحب کو لکھئے کہ اِس سے اچھا کیا موقع ہو کہ کراچی سے بمبئی آئین یہان سے ساتھ حیدرآباد چلین گے، وہ خود بھی حیدرآباد کے شائق ہین۔ پاؤن کے بننے مین ابھی دیر ہے، لنگڑا ہی بنکر جانا ہوگا، روپئے کی بیشک ضرورت ہوگی لیکن ابھی کیا مانگون کیا معلوم لوگ آتے ہین یا نہین۔

رپورٹ دارالعلوم بہت سی بھجوا دیجئے، ہر جگہ تقسیم کرنی ہوگی۔

شبلی

۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۷ء

---

[۱] شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی، [۲] شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی۔

(۴)

آپ کو خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا خط آیا۔

۱۔ بٹلر کی ترقی بھی ہملوگون کو مضر ہوتی ہی کیا قسمت ہی بہرحال وہ کاغذات بٹلر ڈ کس محکمہ مین کسکے پاس بھیجے یا آپ کو واپس کئے مفصل لکھیے آپ تو اجمال سے کام لیتے ہین، اِن کی باتون سے کیا اِن کا صاف ہونا ثابت ہوتا تھا۔

۲۔ بٹلر صاحب شملہ گئے ہون گے، کیا وہان کوئی شخص مل کر اُن سے ان کے جانشین کے نام سفارشی خط نہین لے سکتا

۳۔ جب ایک مہینہ کے بعد بھی میرا آنا جلسہ کیلئے کافی ہو سکتا ہی تو اتنے مین حیدرآباد کیون نہ ہو آؤن، شاہ سلیمان صاحب کو تار دیجیے کہ آپکا کیا ارادہ ہی اور جواب سے فوراً مطلع فرمائیے۔

۴۔ کیا منشی احتشام علی صاحب جلسۂ عام پر لکھنؤ مین راضی ہین۔

۵۔ چند طلبا کو عربی تقریر کی مشق کا حکم دیجیے۔

۶۔ بھوپال سے مجھکو ایک کتاب کی درستی کے صلہ مین ۲۰۰۰ ملے، مین نے انکو لکھا کہ ندوہ مین دیدئیے جائین، کئی بار لکھا، ابتک جواب نہین آیا۔ اب مین اپنی طرف سے وہ روپیے بھیجدیتا ہون، مدرسہ مین کھانے کا کوئی کمرہ نہین ہی، پانسو کی لاگت مین ایک کمرہ کا نقشہ تجویز کیجیے، یہ رقم موجود ہی باقی بھی مین دونگا، اور کمرہ میری مرحوم بیوی کے نام سے موسوم ہو،

۷- باقی امور کی نسبت پہلے خط مین لکھ چکا ہون مفصل جواب لکھیے-

شبلی-   ۲۹ جنوری ۱۹۰۸ء   مبئی

(۱۶) مولوی سید نواب علی پروفیسر بڑودہ کالج کے نام

(۱)

مکرمی-

تسلیم- والا نامہ پہنچا- انگریزی خوان جو فارسی دان بھی ہون، کم ملتے ہین- کالجون کی فارسی جیسی ہوتی ہی- آپ کو معلوم ہی- پُرانا طریقہ تعلیم فارسی معدوم ہو چکا ہی علی گڈھ مین شاید ایسے تعلیم یافتہ ملین- میرے بعض شناسا انگریزی کے ایف اے موجود ہین لیکن انکی فارسی پر اطمینان نہین- مین نے آپ کے حسب ارشاد، بالکل سکوت کیا، یہان تک کہ اب ندوہ سے استعفا بھیجدیا- البتہ اس بات کی ضرورت ہی کہ اب ندوہ کا تمام کاروبار پبلک کے سامنے آجائے اور شخصیت اور ذاتیت سے جو نقصان پہنچ رہا ہی وہ جاتا رہی تاکہ ندوہ کچھ اُبھر سکے، لوگونکی دراندازی کی وجہ سے مین دو تین برس سے کچھ ترقی نہ دے سکا-

دو آدمیون نے ندوہ کو بالکل ذاتی چیز بنا لیا ہی، خیر یہ باتین پھر کبھی ہونگی-

سیرت کی جلد اول تا زمان وفات، گویا طیار ہی- لیکن یہ کتاب کا دسوان حصہ ہی- انگریزی ماخذ تمام پیش نظر ہین جرمن مین سے صرف نولدیک اور ولہاوسن انگریزی

مین ترجمہ ہو گئے ہین۔ باقی سے محرومی ہی۔ لیکن مستند یہی چند اشخاص ہین۔

سیرۃ کے متعلق، یورپ کی غلط کاریون کا تعجب نہین جبکہ خود اسلامی مورخین اور ارباب روایت نے سیکڑون غلطیان کی ہین۔ مجھکو تاریخ نہین بلکہ عدالت کا فیصلہ لکھنا پڑتا ہی۔ لیکن انداز بیان تاریخی ہوتا ہی ورنہ بے لطف ہو جائے۔

شبلی۔ بھونا گپاڑہ روڈ، مبیئی، ۱۶۔ جولائی ۱۹۱۳ء

(۲)

مکرمی۔ تسلیم

والا نامہ پہنچا۔ نہایت ممنون کیا۔

انگریزی ترجمہ کے لیئے دو شخص مستقل ملازم تھے، ایک بی اے، اور ایک انڈر گریجوٹ مارگیولس کی لائف آف محمد کا پورا ترجمہ اور سر ولیم میور، اور نولدیکی جرمنی کا آرٹکل قرآن مجید۔ انسائیکلوپیڈیا، اور باسورتھ ایم اے، اور میکڈانلڈ وغیرہ کے اقتباسات کا ترجمہ ہوا، نولدیکی جرمن کا بہت بڑا عربی دان عالم ہی، اسکے آرٹکل کا پورا ترجمہ کیا گیا۔

ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی۔ عربی کا بہت ماہر تھا، اس نے آنحضرت کی سوانحمری ۳ ضخیم جلدون مین لکھی ہی۔ اس سے فائدہ اٹھانے کا کوئی سامان نہین[1]۔

آپ پہلے یہ دریافت فرما کر لکھین کہ وہان اسلام، اور جناب رسالت پناہ کی

---

[1] دیکھو مکتوب ۵۴۔

سوانح کے متعلق کیا کیا کتابین ہین۔ جرمن و فرنچ، و انگریزی سب مین جرمن کے ترجمہ کا
کیا بندوبست ہوگا۔ فرنچ مین دو وزی بڑا عربی دان گذرا ہو، اس نے عربی لغت پر جو اضافہ
کیا ہو وہ عجیب وغریب چیز ہو اور میرے پاس ہو۔ ما عہ قیمت ہے۔

ہان ایسی کتابین بھی درکار ہین، جن مین فلسفیانہ طور پر مذہب اور اصول مذہب
سے بحث ہو، اور یہ کہ مذہب کوئی ضروری چیز ہو یا نہین، اور ہو تو صحیح مذہب کے کیا اصول
ہو سکتے ہین۔

جواب آئے تو بڑودہ آنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کرون۔ غنیمت ہے کہ یہان بعض
احباب اور تلامذہ ہین۔ جو انگریزی معلومات مین مدد دیتے ہین۔ مثلاً پروفیسر عباس، اور مولوی
محمد علی بی۔ اے، اور شیخ عبد القادر ایم اے۔

شبلی، بمبئی۔ ۱۸ جولائی ۱۹۱۳ء

(۳)

تسلیم۔ ارادۃ اللہ غالبۃٌ علی ارادۃ الناس۔ سیرت کے چھپوانے کے بندوبست کے لیئے
جلد تر لکھنؤ واپس جانا ہو۔ کتاب کا چھپوانا تصنیف سے زیادہ مشکل ہو۔ ۲۵ برس کا تجربہ
متواتر ہو، افسوس لوگ آشنا نہین ہین ورنہ ٹائپ، کھیڑون سے آزاد تھا! ادھر عماد الملک
بلگرامی نے پندرہ پارے ترجمہ قرآن مجید طیار کر لیئے ان کو مشتبہ اور غیر فیصل شدہ الفاظ کیلیے
کوئی صاحب مشورہ نہین ملتا۔ کچھ اشارہ ہو کہ چند روز کیلیئے حیدر آباد جاؤن، دیکھیے ہوا
کدھر کی تیز ہو، کیا آپ ملاحدہ کے قوی اعتراضات کا ملخص دیسکتے ہین۔ مین نے اصول لکھنے

ایک کتاب منگوائی ہی لیکن یہان ترجمہ نہین ہوسکا۔

شبلی۔ مبئی۔ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۳ء

(۴)

جناب مکرم، تسلیم۔

انشاءاللہ پرسون روانہ ہوجاؤنگا۔ ابھی تک حیدرآباد کا ارادہ ہی، کتابین بند ہوچکین، اسلیئے رسالہ الحادیہ کے مصنف کا نام نہین بتا سکتا۔ لیکن حال کا شخص ہی اور اسپنسر سے زیادہ لیتا ہی۔ نظم کا کیا کہنا۔ اگر اس مین کوئی نقص ہی تو یہی ہی کہ میری تعریف ہی۔ اور وہ بھی فوق الحد، حیدرآباد سے جلد واپس ہوکر الہ آباد جاؤن گا، اور چھپنے کا بندوبست کرونگا، یہان پھر کے چند مطابع بہت بڑے پیمانہ کے انگریزون اور ہندؤنکے ہین۔ تمام ملازم انگریز ہین۔ نہایت عمدہ کام ہوتا ہی۔ صرف کاتب کا انتظام خود کرنا ہوتا ہی۔ ایک کا نام ہاٹے پریس ہی۔ جو بھائی کلا مین ہے۔

مین کہین ہون۔ آپ جواب یہین بھیجین۔ والتسلیم

شبلی ۲۶۔ اگست ۱۹۱۳ء

(۵)

مکرمی۔

تسلیم۔ عجیب اتفاق ہی دو دن ہوئے، چاہا کہ آپ کو خط لکھون اور خلاصۃ آراء حکمائے یورپ طلب کرون، آج آپ کا نوازشنامہ ملا مشکور فرمایا۔ مین یہان نواب عمادالملک کے

ایماسے آگیا تھا۔ وہ ترجمہ القرآن سے آگے ہمت نہین کر سکتے۔ عمر بھی تو ۸۰ کے قریب ہے۔ ترجمہ نصف ہو چکا ہے۔

سیرۃ نبوی کا تیسرا حصہ قرآن مجید پر مستقلا ایک کتاب ہو، اگر اسوقت تک طیار ہوجائے تو وہی نواب عماد الملک کو دیدونگا۔

اہل قادیان کو دعوی ہو کہ مولوی محمد علی قادیانی نے اپنے ترجمہ اور حواشئے قرآن مین یہ تمام عقدے حل کر دئیے ہین۔

ارباب فلسفہ کی اخیر تحقیق بھی قرآن مجید کے اشارات بلکہ تصریحات سے آگے نہین بڑھتی، قرآن مجید حقائق سے مملو ہو، ذرا غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

مین غالبًا سیدہا لکھنؤ۔ اور پھر الہ آباد جاؤن۔ اِس غیبت مین ادھر کے بہت سے کام رہ گئے اور دیر ہوئی تو برباد ہوجائین گے ندوہ کے لیے شرر، عبدالودود بریلوی اور بعض اور اشخاص نے صدائین بلند کین کہ یہ ایک بڑا قومی معاملہ ہو جو کچھ ہونا چاہیئے، قوم کی مجموعی رائے سے ہونا چاہیئے نہ کہ چار پانچ شخص نے جو چاہا کر لیا اور جس کو چاہا ناظم بنا دیا۔

بہرحال متفقہ صدائے احتجاج کی ضرورت ہے۔

مین گو درحقیقت ضعف کی وجہ سے سکرٹری شپ کے قابل نہین لیکن ایسے لوگ موجود ہین جو ناظم موجود سے ہزار درجہ بہتر ہین۔

شبلی ۴- نومبر ۱۹۱۳ء

حیدرآباد۔

(۱۷) مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

والا نامہ نمبری ۱۱۵ پہنچا۔ مالیر کوٹلہ اور اجمیر جانا چاہیئے مگر جس وقت براہ وہین سے آئے تب کیونکہ یہ مقامی .... اور ندوہ کے سرپرست ہر جگہ کوئی عہدہ دار جایا کرے تو دیوالہ ہو جائے۔

اشاعت اسلام کیلئے کوئی مہتمم بلحاظ قبولیت اور شہرت کے نامزد کر دینا چاہیئے گو وہ کانپور مین ٹھہر کر کام نہ کرے، کام ہوتا ہی رہیگا اور آخر تمام ارکان و مہتممین بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیتے ہین۔

مہتمم کے نامزد کرنے سے اولاً تو .... خواہ مخواہ کچھ بار پڑیگا۔ دوسرے قوم پر اس کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ .... اور متعدد لائق آدمی کام کر رہے ہین، کالج مین مولوی سمیع اللہ خان۔ مولوی مشتاق حسین، خواجہ محمد یوسف مختلف صیغون کے سکرٹری تھے، حالانکہ یہ لوگ دور دور رہتے تھے، خصوصاً مولوی سمیع اللہ خان ملازمت کی وجہ سے اکثر باہر رہے۔

میان مہدی حسن[1] کی علالت اب خطرناک ہو گئی ہے اور تمام خاندان سخت پریشان ہے۔

والسلام   شبلی۔   ۱۴۔ اپریل ۱۸۹۷ء

۱؎ مولانا کے بھائی،

(۲)

مولانا۔ مین کانپور کا ارادہ کرچکا تھا کہ ناظم وا لاملا کالج ۵۔جون کو کھلتا ہی۔ مین اگر ایک دن کی دیر لگاتا تو تمام تعطیل سوخت ہوجاتی یعنی تعطیل ایام رخصت مین شمار ہوتی اسوجہ سے مجبوراً جلسہ انتظامیہ کی شرکت سے باز رہا، آپ میری طرف سے جس کو چاہین وکیل مقرر کردین، مجھکو منظور ہی۔

قواعد حجاج کے[۱] رزولیوشن سے مجھکو اختلاف ہی۔ ڈیپوٹیشن اسوقت تک کامیاب نہوگا جب تک لوگ یہ نہ جانین کہ ندوہ سے کے ہاتھ سے کون سی بڑے کام کے انجام پانیکی اُمید ہے۔ ابھی تک بجز عہدۂ اِفتا کے کوئی بڑا مقصد ظاہر نہین کیا گیا۔ والتسلیم

شبلی نعمانی۔ ۳۰-جون ۱۹۱۵ء علی گڈھ

(۱۸)۔ ملّا عبدُالقیوم صاحب حیدرآبادی کے نام

(۱)

مخدومی۔ سلام مسنون، ندوہ پر جو کچھ گذری اور گذر رہی ہی وہ آپ سُنتے رہے ہونگے، اسمین شک نہین کہ ندوہ کے کارکن اچھے نہین ہین، لیکن کام ایسا ہی کہ تمام مذہبی اُمیدین اسی سے وابستہ ہین، اسکی کامیابی کیلئے ضروری ہی کہ اس کا سالانہ جلسہ ایک دفعہ حیدرآباد مین ہو اور آپ کے زیر اہتمام ہو، ہمنے بعض علمائے حیدرآباد

[۱] حج کے متعلق ندوہ کوئی تجویز پیش کرنے والا تھا۔

کو لکھا تھا اور یہی تحریک کی تھی کہ نواب مدار المہام بہادر یا ظفر جنگ بہادر سے صدر انجمنی
کی درخواست کیجائے، اُنھون نے لکھا کہ سب کچھ ہو سکتا ہی لیکن پہلے شرط یہ ہی کہ مُلا صاحب
آمادہ ہون اور اسکی سرپرستی قبول کرلین، اِس بنا پر میری گذارش ہی کہ آپ اس کار خیر
مین اعانت فرمائین اور مجھکو جواب سے مطلع فرمائین۔

شبلی نعمانی۔ ۱۵ جولائی ۱۹۰۶ء

(۲)

مولانا۔

ندوہ کا علی گڈھ مین ضم ہونا محالات سے ہی ارکان مین میرے سوا علی گڈھ کا
طرفدار کون ہی؟ لیکن مین باوجود حمایت تعلیم انگریزی کے ندوہ کو انشاء اللہ علیگڈھ مین
ضم ہونے دونگا۔ واللہ علی مانقول شہید

آپ کی مجبوریان مجھکو معلوم ہین، لیکن مین یہ نہین کہتا کہ آپ کھلم کھلا ندوہ کے لئے وہان
کوشش کرین، بلکہ آپ کی خاموش اور مخفی تدابیر ہمارے لیے مفید ہونگی۔

مدار المہام بہادر کے پاس اگر ندوہ کا وفد جائے تو کیا وہ اسکی درخواست کو اعلیحضرت[1]
مین نہ پیش کرینگے۔

غرض آپ سے مشورہ اور صلاح مطلوب ہے، اور آپسے زیادہ وہان کا کون اندازہ دان
ہو سکتا ہے۔ شبلی۔ بمبئی۔ ۱۰ اگست ۱۹۰۶ء

---

[1] حضور نظام۔

(۲)

مولانا۔

افسوس ہی کہ مولوی مسیح الزمان صاحب[۱] کا پہلا خط میرے پاس نہین رہا، اس مین اور بھی زیادہ اِس بات پر زور دیا تھا،

ارکان مجلس مین مولوی عبد الغنی صاحب شاگرد مفتی لطف اللہ صاحب کو بھی جو یہان ایک مدرسہ مین صدر مدرس ہین، شامل کرایا جائے، نواب عماد الملک بھی شرکت پسند کرینگے اور وہ نہ ہون تو مولوی حکیم عبد الرحمن صاحب تو ہر طرح اہل ہین، البتہ وہ کسیقدر پُرانی لکیر پر زیادہ زور دینگے، لیکن اُن سے گفتگو کر چکا ہون وہ رفتہ رفتہ راہ پر آجائین گے، معین الندوہ کے وہ سکرٹری بھی ہین،

پہلے ایک مجلس ہو جسمین آپ حکیم عبد الرحمن، مولوی غلام محمد، مولوی عبد الغنی، مولوی رفیع الدین، مولوی احمد زمان متولی مدرسہ اور بعض اور بزرگ جمع ہون مجلس مین اِن اُصولون پر بحث کیجائے جسپر کارروائی چلانی ہی، پھر وہین ایک مسودہ کارروائی طے پایا ہو، اسکی بھی آئندہ کارروائی چلے،

پرسون تعطیل ہی آپ جہان چاہیئے جلسہ کیجیئے اور مجھکو اور سب لوگونکو اطلاع دیکر بلائیئے کل کے جلسہ مین بھی اسکا تذکرہ کردیا جائے اور اِس حیثیت سے کہ معین الندوہ کا کام اصلاح نصاب بھی ہی اور اسکا عمدہ موقع اسوقت فلان مدرسہ مین حاصل ہی۔

---

[۱] مولوی مسیح الزمان صاحب شاہجہانپوری، اُستاد حضور نظام، ناظم ندوہ،

بہرحال ایک جلسہ کیجئے پھر سب کچھ فیصلہ ہو جائیگا، لیکن سب سے مقدم یہ کہ مولوی احمد زمان سے پوچھنا ہوگا کہ آپ کا مدرسہ اصلاحون کو برداشت کرسکتا ہی یا نہین۔

شبلی۔ ۶۔ شعبان ۱۳۲۱ھ

(۱۹) شیخ رشید الدین صاحب انصاری کے نام

(۱)

برادرم

تمھارا غمزدہ خط پہنچا، چھوٹی بھاوج کا انتقال درحقیقت افسوس کے قابل ہی بھائی! تمھارے حالات بےشبہہ دردانگیز ہین لیکن مین بھی کسیقدر تمھارا ہمدرد ہون۔

حبل المتین مین تم نے میرے متعلق جو خبر پڑھی وہ بےشبہہ صحیح ہی چنانچہ نواب مدارالمہام کا حکم تحریری آچکا، لیکن مین نے منظور نہین کیا، یہانکی پوزیشن کے لحاظ سے چار پانسو روپیہ ماہوار مین کام نہین چلتا۔ بہرحال ابھی تک کوئی بات یکسو نہین ہوئی، ولیعہد بہادر ایک ناگہانی صدمہ سے بچگئے تھے، اُسپر نواب مدارالمہام بہادر[1] کیطرف سے ایک جلسہ ہوا مین نظم کیلئے مجبور کیا گیا۔ چنانچہ ایک فوری نظم لکھی۔ اسکی ایک کاپی مرسل ہے۔

میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہین۔ اُنکو کیا جمع کرتے ہو، مجھکو خود مزا نہین آتا تو اورون کو کیا آئے گا۔ میرے مصارف بہت بڑھگئے ہین۔ اور آمدنی بجالہ۔ میان حمید[52] کا

[1] مولانا کے ماموں زاد بھائی۔
[52] مولوی حمید الدین صاحب بی۔ اے۔

مدت سے کوئی خط نہین آیا۔ افسوس اُنھون نے کسی قسم کا کوئی پبلک کام نہین کیا۔ ورنہ مین اسوقت یہان ان کے لیئے بہت کچھ کرسکتا تھا خصوصًا اسوجہ سے کہ وہ ذوجہتین ہین یعنی انگریزی بھی جانتے ہین۔

صدرالدین ایک ہفتخوان سے تو میان حمید کی بدولت نکلا تھا۔ اِس ہفتخوان سے خدا ہی نکالے تو نکلسکتا ہی۔ ماموں صاحب سے اسقدر توقع نہ تھی۔

مین نے یہان ایک لکچر دیا تھا۔ لوگ اسکو چھاپ رہے ہین کہ شائع کرین۔ والسلام

شبلی۔ حیدرآباد۔ ۱۹۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۲)

عزیزی۔ شاید تمکو معلوم ہو کہ ندوہ کا سالانہ جلسہ اجلاس ۱۴۔ اپریل کو بنارس مین ہوگا۔ اور تین دن تک رہیگا۔ اس مین اب کے ایک صیغہ علمی نمائش کا ہوگا۔ اسمین نہایت قدیم کتابین۔ فرامین شاہی، قطعات، وغیرہ رکھے جائینگے۔ میری رائے ہی کہ تم بھی شریک ہو، نمائش کا اہتمام تمھارے سپرد کیا جائے۔ فرامین کے فوٹو لیئے جائینگے اسکا بھی انتظام تم خوب کرسکوگے، اگر آسکو تو بواپسی ڈاک مطلع کرو، والسلام

شبلی۔ ۲۴۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء ندوہ لکھنؤ

(۳)

واقعی مجکو بے انتہا مسرت ہوئی۔ خدا اسکو زندہ رکھے، میرے پانو مین اب تک تکلیف دہ تشنج ہی علاج کچھ کام نہین کرتا۔

مرزا غالب کے حالات و ریویو مولوی حالی صاحب نے جس تفصیل سے لکھے اسکے بعد کسی اور کتاب کی کیا ضرورت ہے۔
ایک ایک جلد مین تاجرانہ رعایت کیا ہو۔

شبلی۔ ۲۹۔ اگست ۱۹۰۷ء۔ لکھنؤ ندوہ۔

(۲۰) حکیم غلام غوث صاحب بھاولپوری طبیب سرکاری (سپرنٹنڈنٹ آبکاری) ریاست خیرپور سندھ کے نام

(۱)

مکرمی۔
تسلیم۔ مدت کے بعد عنایت نامہ پہنچا، مسرت ہوئی[1] بچہ کی تولید مبارک ہو،
"حکیم تشریف آوردند"
محمد عبدہ نہایت سعید نام ہی، خدا سعید کرے، مین تعمیل سے معذور رہون اور معافی طلب،
شبلی ۱۹۱۰ء

(۲)

مکرمی۔
تسلیم، ہان سیرت کا نمونہ الہلال مین دیا جائے گا، الندوہ بند ہی، القاسم کے

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ بچہ کی ولادت کا قطعہ تاریخ یا قصیدۂ دعائیہ عنایت کیجئے۔ اسپر اپنی معذوری ظاہر کی۔

نزدیک ہملوگ کافر، کم از کم مضل و گمراہ ہین۔

شبلی۔ ۱۳- دسمبر ۱۹۱۲ء

(۳)

جناب من۔

سلام مسنون۔

عنایت نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔

۱- سیرت نبوی کم از کم ۴ برس مین طیار ہوسکتی ہے۔

۲- انطباع شاید مین خود اپنے صرف سے کراؤن۔

۳- ہان ارادہ ہے کہ کبھی کبھی اسکا نمونہ کسی پرچہ مین شائع ہو۔[1]

۴- جدید طرز پر لکھی جائیگی لیکن روایات کی تنقید پوری محدثانہ اُصول پر جال و حدیث کی کتابون سے جائیگی۔

۵- غالبًا ۵ جلدون مین کتاب تمام ہوگی۔

افسوس یہ ہے کہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ سیرت مین کیا مشکلات ہین، اور کیون ایک عمدہ تالیف کی ضرورت ہے۔ عربی مین کوئی کتاب (اور مین اکثر کتابونکو پڑھ چکا ہون) ایسی موجود نہین جس مین صرف صحیح روایتونکا التزام کیا ہو۔

افسوس یہ ہے کہ میری آنکھ مین پانی اُتر رہا ہے۔ ایک بیکار ہوچکی صرف

[1] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ سیرۃ نبوی کا نمونہ، الندوہ یا القاسم (دیوبند) مین شائع کیا جائے۔

ایک کا سہارا ہی۔

شبلی۔ ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۴)

جناب من۔ تسلیم،

اخبارات مین نظمین دیکھ کر آپ مجھکو زندہ تصوّر کرتے ہین۔ لیکن کبھی اتفاق سے دیکھنے کا اتفاق ہو تو آپ کو رحم آئیگا کہ ایک مردۂ متحرک، فرمائش کے لئیے موزون نہین۔ ۲۴ گھنٹہ مین ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ کام کر سکتا ہون وہ بھی اس لئیے کہ سیرت کو جسطرح ہو (گو جان دیکر) پورا کرنا ہے۔

والتسلیم

شبلی، حیدرآباد۔ ۹۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۱) چودھری سیّد نظیر الحسن صاحب رضوی کے نام

(۱)

جناب من۔ تسلیم،

آج کتاب پہنچی، مین آجکل نہایت عدیم الفرصت ہون، اور ضعف کی وجہ سے روزمرہ کے ضروری شغل کے سوا کسی کا کام نہین رہا، تاہم آپ کی کتاب کی دلچسپی نے مجبورا

سلہ یہ صاحب ضلع متھرا کے علم دوست رئیس ہین، موازنۂ انیس و دبیر کا اُنھون نے جواب لکھا ہی، مصنف نے طرز تحریر، مباحث، ترتیب، ہر چیز مین مولانا کا تتبع کیا ہی، اور وہ تمام خصوصیات جو مولانا نے میر صاحب کے کلام مین دکھائین وہ مصنف نے میرزا صاحب کے کلام مین دکھائی ہین، اسکے جواب کا نام المیزان ہے۔

کافی وقت لیا۔ آپنے نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب لکھا ہی جو اس زمانے مین نہایت غنیمت ہے۔ آج مجھکو موازنہ کی قدر ہوئی کیونکہ اس بہانہ سے اردو مین ایک اچھی کتاب کا اضافہ ہوا، اور ایک باکمال (مرزا دبیر مرحوم) کے جوہر اچھی طرح کھلے۔

آپ کی عنایت کا مشکور، اور طرز تحریر کا مداح ہون۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۲۹۔جون ۱۹۱۴ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپ کی قدردانی کا مشکور ہون، آپ حضرات امام حسن علیہ السلام کے حالات مبارک لکھ رہے ہین۔ بہتر اور باعث اجر ہی لیکن پہلے جناب امیر کا درجہ تھا، امام حسن علیہ السلام کے حالات کم ملین گے، اور خلافت تو کل چھ مہینے کی ہی،

جناب امیر کی عمدہ سوانحعمری کی سخت ضرورت ہی نہایت ناتمام کتابین ابتک لکھی گئین، عربی مین کوئی جامع تصنیف نہین، انکے غزوات اور محاربات کے علاوہ انکے علمی کارنامے بہت ہین، اگر آپ عربی سے خوب واقف ہین تو مین بہت مدد دیسکتا ہون، اکثر اہل سنت ان کے بہت سے فضائل سے بے خبر ہین، اکثر خواص مین یہ بھی خیال پھیلا ہوا ہی کہ جناب موصوف کے اصول سیاسی کامیاب نہین ہو سکتے تھے اسکو بھی رفع کرنا ہی۔ مین حضرت عمرؓ کے بارہ مین سُنی اور حضرت امیرؑ کے بارہ مین شیعہ ہون۔

شبلی، ۱۲۔جولائی ۱۹۱۴ء

(۲۲) بنام طلبائے دارالعلوم

عزیزان من۔

السلام علیکم۔ آپ لوگون کے پراثر خطوط اور تارپے درپے آئے، مین ایسا سنگدل نہ تھا کہ اُن سے متاثر نہ ہوتا، لیکن موجودہ حالت مین کام کرنا ناممکن تھا، اور مین دارالعلوم کو کسی قسم کا فائدہ نہین پہنچا سکتا، مجھکو اپنی تمام کوششون اور جانفشانیون کی (اگر مین نے یہ فرض کچھ کی ہین) داد ملگئی، اور یہ میرا پورا صلہ ہی کہ جنکی خدمت کیگئی وہ اسکی قدر کرتے ہین آپ لوگ مایوس ہین لیکن مایوسی کی کوئی بات نہین۔ عام اسلامی جماعت بیدار ہوگئی ہی، وہ اپنے ہر قسم کے فوائد کو سمجھے گی اور اُسکی نگہداشت کرے گی، ممکن ہی کہ کچھ دیر ہو لیکن جو تخم زمین پر پڑ چکا ہی وہ انشاءاللہ برباد نہ جائیگا،

ندوہ کیا چیز ہی؟ موجودہ زمانے کے مقابلے مین مذہب کی حمایت، یہ احساس عام ہو چلا ہی، معارف قرآنیہ دہلی اسی رفتار کا ایک قدم ہی، ندوہ بھی اپنے اولیت کے نتائج حاصل کریگا۔ ولو بعد برھتہ

باوجود استعفے میری زندگی کا مرکز ندوہ ہی رہیگا، اور آپ لوگونکی خدمت نہ صرف دل سے بلکہ ہاتھ سے بھی کرسکونگا، وعلی اللہ التکلان۔

شبلی۔ بمبئی،

۱۳۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

(۲۲۳) مولوی عبداللہ صاحب مہتمم و اساتذہ و طلبہ کے نام

مولانا، اور جملہ مدرسین و طلبہ، تسلیم

آپ صاحبون کی ہمدردی اور قدردانی کا شکریہ[1] ادا کرتا ہون، لیکن فرمائیے چارہ کیا ہی؟ پورے چار برس گذرے، بجز اسکے کہ ہر کام مین میری مخالفت کیگئی، اور کیا ہوا، اس بنا پر مین ندوہ کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہون، دو ایک برس بھی آزادی سے کوشش کرسکتا تو ندوہ کو کچھ ترقی دیسکتا۔

اس لئے یہی بہتر ہی کہ اور لوگ یکسوئی سے کام کرین ممکن ہی کہ وہ مجھ سے اچھا کرسکین، بہرحال مین مدرسہ کا اور طلبہ کا ویسا ہی خدمت گذار رہونگا۔ اب محبت اور ہمدردی کا تعلق بالکل بے لاگ ہوگا، یعنی افسری کی ظاہری بیگانگی بھی نہ رہیگی اور بچے دیکھین گے کہ مین کیونکر اُن کا برابر کا بھائی بنکر کام کرتا ہون۔

افسوس ہی کہ میری طبیعت ابتک صاف نہین ہوئی اور لکھواؤن تو فوراً بیمار ہوجاؤنگا، ورنہ اسیوقت آجاتا سب کو میرا نیازمندانہ سلام کہیئے۔

میرا خط لڑکون کو بھی دکھلا دیجیئے جہان تک اُن سے تعلق ہی

شبلی، بمبئی

۱۶- جولائی سنہ ۱۹۱۳ع

---

[1] مقتدی دارالعلوم سے استعفا کے متعلق،

(۲۴) منشی سید افتخار عالم صاحب مارہروی (مولف حیات النذیر) کے نام

(۱)

میرے خاندان پر جو حادثہ عظیم[۵۱] پیش آیا، اُسنے مجھکو زندہ درگور کردیا[۵۲]۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شبلی، ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲)

جناب من، تسلیم۔

میری لائف میرے بعد لکھیے گا، ورنہ مکمل لائف کیونکر ہوگی[۵۳]،

تاریخ[۵۴] کا مادہ (خاتم رسل) نہایت عمدہ بلکہ الہامی ہی۔ کسی مناسب موقع پر سکونگا،

شبلی، لکھنؤ ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۵) سید محمد محسن خان بلگرامی[۵۵] کے نام

(۱)

جناب من، تسلیم

کیا کہا جائے مسلمانوں کی ناقابلیت سے کوئی کام جلد انجام نہیں پاتا۔ اب صرف یہ باقی ہے

---

۵۱ مولانا کے بھائی مولوی اسحاق کی غیر متوقع موت، ۵۲ یہ واقعی حقیقت تھی، ۵۳ دیکھو سلیمان، ۶۸،

۵۴ تاریخ اختتام جلد اول سیرۃ نبوی، ۵۵ ساکن قصبہ کوات ضلع آرہ،

کہ ایک عمدہ میموریل طیار ہوجائے۔کوئی لکھنے والا نہین ملتا۔سب سے کہہ چکا اور تین سو روپیہ محنتانہ تک پیش کرچکا۔اب مولوی امیر علی صاحب لندن کو لکھا ہے، میموریل نہایت پُرزور اور مدلل ہونا چاہیئے۔

مسٹر جینا غالباً شرع کے موافق قانون بنائین گے۔لیکن اُنھون نے مجھکو نہین لکھا البتہ مسٹر مظہر الحق سے خط وکتابت ہے۔مین بمبئی جاکر مسٹر جینا سے ملونگا۔

شبلی۔ ۶۔فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(۲)

جناب من، تسلیم،

وقف اولاد کا قانون حسب مراد پاس ہوگیا، مین نے خود کلکتہ جاکر ہر پہلو سے حکام کے گوش گذار کیا اور اسپیچین دین، اگلے موسم سرما مین وقف کا باقاعدہ قانون بنا کر منظور ہوگا اور شائع کیا جائیگا۔

وقف اولاد کے متعلق آپ بالکل مطمئن رہیئے۔مین خود کلکتہ جاکر ممبران کونسل سے سب مراتب طے کر آیا ہون۔

شبلی سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۶) سیّد احمد مرتضیٰ صاحب ناظر سررشتہ دار ریاست ٹونک کے نام

(۱)

جناب من۔ السّلام علیکم

قدردانی کا شکریہ۔

۱- رباعی مین غلطی ہوگئی[۱] وجہ یہ ہی کہ دولت شاہ اور چہار مقالہ مین اسطرح اختلاف ہی اور مین نے غلطی سے ایک جگہ ایک کی اور دوسری جگہ دوسری کی روایت لے لی۔

۲- میرے انتخاب کا اصول یہ ہی کہ **فردوسی** کے زمانہ سے لیکر اخیر تک اُنہی کو لیا ہی جو ایک طرز خاص رکھتے ہین۔ **جامی** کا کوئی خاص طرز نہین۔ **خاقانی** کا انداز سب سے الگ ہے لیکن مین اسکو شاعری نہین سمجھتا بلکہ محض لفاظی اور تلمیحات کی بھرتی ہی **قاآنی** یون رہ گئے کہ مین نے دو سو برس ادھر کا زمانہ ہی نظر انداز کر دیا ہی۔ بہرحال ایک اور جلد باقی ہی کہ دوسرون کے لیئے بھی کام کرنے کا موقع رہے۔ چوتھے حصہ پر جو خاص ریویو اور شاعری کی حقیقت باقی کی تفصیل ہی۔ زیادہ وقت صرف کرتا ہی۔ اور آجکل اسی مین مصروف ہون۔ خدا جلد اس سے فرصت دے اصلی کام علوم القرآن اور آنحضرت کی سوانحمری ہی۔ انکے انجام کی خدا توفیق دے لیکن عمر ۵۵ تک پہنچ گئی۔ قوی مین انحطاط آگیا۔ غذا صرف ایک چپاتی رہ گئی ہی۔ اِس لیئے،

صریر خامۂ شبلی کی آتش افشانی　　　یہ مان لیجے کہ ہی بھی پر اسین دم کیا ہی

اللہ بس، باقی ہوس،

شبلی۔ ۲ ستمبر ۱۹۱۰ع لکھنؤ

(۲)

مکرمی،

السلام علیکم۔ سلطان **صلاح الدین** کی کئی سوانحمریان اُردو مین ہین لیکن سب لغو،

---

[۱] یہ مکتوب شعر العجم کے متعلق ہی، اس سے یہ معلوم ہو گا کہ مولانا نے شعر کا انتخاب کس اُصول سے کیا ہی، اور کیون بعض اکابر شعرا کو چھوڑ دیا ہے

میرا مدت سے ارادہ تھا لیکن اب تو اُمید نہیں معلوم ہوتی۔ واقعی صلاح الدین بڑے پایہ کا شخص تھا۔ اور لوگ اس کے اصلی کارناموں سے واقف نہیں۔

موازنہ، جلد بندی کو دیدی ہے۔ بنکر آجائے تو بھیجدوں

شبلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء

(۲۷) منشی شرف الدین صاحب رامپوری کے نام

جناب من،

تحیت و تسلیم۔ نامۂ مبارک و سرگذشت بوعلی پہنچی۔ آپ نے مدتوں کی میری ایک خواہش پوری کی، گو آپ کو اس خواہش کی اطلاع نہ تھی۔ میرا ایک مدت سے خیال ہے کہ بڑی بڑی سوانحعمریاں تو مدتوں میں لکھی جاسکتی ہیں، لیکن ناموران سلف کے مختصر حالات بھی اگر چھوٹے چھوٹے رسالوں کی شکل میں شائع ہوں تو نہایت مفید ہے، میں نے ٹرکی میں اس قسم کا ایک سلسلہ تصنیف دیکھا جس کا نام مشاہیر رجال ہے، اسمیں نظام الملک، فخر رازی، مولوی روم، اور بہت سے بزرگوں کے حالات میں مستقل رسالے ہیں اور ان سب کو یکجا کرکے ایک مجموعہ چھاپا گیا ہے، اس کو دیکھکر مجھکو خیال ہوا کہ ہمارے ملک میں بھی اس قسم کا ایک سلسلہ قائم ہونا چاہیئے یعنی قوم کے چند اعیان چند بزرگوں کے حالات لکھیں اور ان سب کو ایک مجموعہ کی شکل میں مرتب کرکے شائع کیا جائے، چنانچہ میں نے بعض دوستوں سے اسکے متعلق خط کتابت بھی کی اور کررہا ہوں۔ آپ کی تصنیف اس

مجموعہ کا ایک عمدہ حصہ قرار پا سکتی ہی' اسکی زبان صاف اور شستہ ہی اور طرزِ ادا مین دلچسپی ہے۔

چونکہ مین اس سلسلہ کی نسبت چند قواعد قرار دینا چاہتا ہون اور انکا اثر آپکی تالیف پر بھی پڑتا ہی' اسلیئے آپ کو بھی اُن سے مطلع کرنا چاہتا ہون۔ اس قسم کی تالیفات کیلئے پہلی شرط یہ ہی کہ مولف شروع کتاب مین بتائے کہ اسکی تالیف کے ماخذ کیا ہین مثلاً یہی بوعلی سینا' اسکے حالات حبیب السیر' و نامۂ دانشوران' اُردو کی تاریخ الحکما سب مین موجود ہین' ممکن ہی کہ ایک عامی شخص جس کو اُردو عبارت لکھنی آتی ہؤ ان کتابون سے بلکہ صرف مرۃ الحکما سے لیکر بوعلی کی ایک لائف مرتب کر دے اور یہ یقین دلادے کہ وہ بلند درجہ کی تصنیف ہی۔ اس سے علاوہ اسکے کہ ایک قسم کی تمویہ ہی' ایک بڑا نقصان یہ پہنچتا ہی کہ ناظرین اس تالیف کی نسبت غلطی و صحت کا فیصلہ نہین کر سکتے' کم سے کم یہ کہ اسکے اعتبار کیلئے ان کے پاس کوئی معیار نہین ہوتا' وہ لوگ جو ان روایتون کو اصل ماخذ بھی ملا کر صحیح اور غلط دریافت کر سکتے ہین' ان کے لیے بھی یہ زحمت ہی کہ ہر روایت کی تطبیق کرتے پھرین اور اگر اسقدر تکلیف اُٹھائین تو اُنکو اس تالیف کی کیا ضرورت ہی' اصل ماخذ کیون نہ دیکھ لین گے'

ایک اور مشکل یہ ہی کہ نامۂ دانشوران و روضۃ الصفا وغیرہ مین صریح متعصبانہ رنگ آمیزیان موجود ہین۔ سلطان محمود کا بوعلی کے قتل کا خیال اس بناء پر کہ بوعلی شیعی تھا' صرف شیعہ مورخون کی گھڑت ہی۔ اور نامۂ دانشوران مین زیادہ چمکایا ہی'

آپ نے اور میرحسن کے نامہ نگار نے (جس نے حال مین بوعلی کی مطول بیاگرفی لکھی ہی)
اس واقعہ کو صحیح تسلیم کرکے لکھدیا ہی، اور نامہ دانشوران کا حوالہ بھی نہین دیا، جس سے
اس گمان کا موقع باقی رہتا کہ شاید شیعیانہ تعصب کا اثر ہو، اِسطرح کے اور بھی بعض اُمور
ہین - اِس قسم کی تالیف مین دیباچہ مین تمام ماخذ بتانے چاہئین اور بیچ بیچ مین جہان کوئی
اہم اور تحقیق طلب واقعہ ہو خاص کتاب کا نام لینا چاہیئے، اگر آپ اِس سلسلہ کی
نسبت مجھ سے خط کتابت کرنا پسند فرمائینگے تو مین اور بھی اُمور عرض کرونگا -

آخر مین دوبارہ آپکی عمدہ کوشش کی داد دیتا ہون - والتسلیم

شبلی نعمانی علی گڈھ ۲۹ - دسمبر ۱۸۹۲ء

(۲۸) مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کے نام

مولانا -

اللہ اکبر[1] آپ دارالعلوم کیلئے چندہ مانگین تو کِسکو انکار ہوگا -

ع غازی چو توئی رواست کافر بودن

بے شبہہ علاج کیلئے لکھنؤ آسکتا تھا، لیکن میرے خاص عادات ہین جنکے بغیر
مین بسر نہین کرسکتا تھا، مثلاً ایک حجرہ، اور ایک بیت الخلا کا غیر مشترک ہونا - وہان
اِس کا بندوبست نہین ہوسکتا -

[1] شاہ صاحب اسوقت معتمد دارالعلوم تھے -

سنا ہے کہ آپ ندوہ کے نصاب کو پھر وہین کھینچ کے لیجانا چاہتے ہین، جہان دو سو برس پہلے تھا، خیر مردہ بدست زندہ، جو چاہیئے سو کیجیئے۔

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۹) مولوی عبد الغنی صاحب بہاری (اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل ریاست حیدرآباد) کے نام

مکرمی، تسلیم

والانامہ پہنچا، ممتحنی کیلیئے غالباً شمس العلماء مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب پرنسپل دار العلوم ندوہ موزون ہونگے۔ قدیم طریقے کے علماء مین بھی اُنکا اعتبار ہے، اور مذاق حال سے بھی واقف ہین، فلسفہ مین مولوی لطف اللہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین ہین۔ کتابین پوری پوری درس ہین یا بعض ابواب ہین، اسکی تفصیل سے ممتحن کو اطلاع ہونی چاہیئے۔

میرا وظیفہ اب تک نہین آیا، نوٹ بیمہ کرا کے بھیجیئے۔

سیرت کے اجزاء اب نظر ثالث ہو رہے ہین تاکہ جسقدر درست ہوتا جائے مطبع مین جانے کے قابل ہوتا جائے، لیکن بڑی دشواری مطبع کی انتخاب کی ہے، رعد کے سوا کوئی جنچتا نہین، اور وہ ظالم برسون بلکہ قرنون لگا دیگا۔[۱]

شبلی۔ لکھنؤ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[۱] آخر مولانا کی وفات کے بعد پہلی جلد وہین چھپ رہی ہے،

(۳۰) مولانا خلیل الرحمن صاحب کے نام

جناب مولانا، السلام علیکم و رحمتہ اللہ

والانامہ پہنچا، رجسٹر اب مرتب کرا دیئے گئے ہین، اور مین انشاء اللہ ہر مہینہ مین جانچ لیا کرونگا۔ مولوی حفیظ اللہ صاحب کو سیکڑون کام مین دیکھا وہ قاعدہ کی پابندی نہین کر سکتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب فلسفی آدمی تھے اور اُسکے اہل ہی نہ تھے، مولوی سیّد علی ہدایتون پر عمل کرتے ہین، اور ایک محرر روزانہ رجسٹر وغیرہ درست رکھتا ہے۔ مین آجکل تمام دن وقت کی مراسلات مین مصروف رہتا ہون۔ بہت نازک وقت ہے، مختلف لوگون کی رائین مخالف بھی ہو رہی ہین اور یہ سلسلہ بڑہا تو سب کام بگڑ جائیگا، اسلیئے بڑی مستعدی سے سب کو ایک مرکز پر لانا ہے۔ مین چاہتا تھا کہ وفد ڈیپوٹیشن کا قافلہ سالار کوئی عالم ہوتا اور سب لوگ خوشی سے منظور کرتے، لیکن نہ کوئی اسقدر با اثر ہے نہ متفق علیہ عام ہے کسی دینادار پر تو علما متفق ہی ہو جائینگے، لیکن خود اپنے ہی گروہ مین سے کسی پر متفق ہونا مشکل ہے۔

حیدری صاحب اب ہوم سکرٹری ہوئے ہین، اور افسر تعلیمات ہین اسلیئے مولوی عبدالحیٔ صاحب کے متعلق مجھکو بھی کچھ تائید اور تحریک کا موقع مل سکے گا، اُنسے میرے خاص تعلقات ہین۔

سنہ ۱۵ قائم مقام ناظم ندوہ،

فقیہ کے مشاہرہ کے متعلق منشی احتشام علی صاحب کو تحریر فرمائیے کہ وہ بجٹ دیکھکر بتائین کہ کہان تک گنجائش ہی، مشکل یہ ہی کہ اِس سال آغا خان اور رامپور کا روپیہ نہین آیا، دوبارہ کوشش کرنا ہی چندہ اِس سال گویا بالکل نہین آیا۔ سفیر کے مصارف بھی اِس سال نہین ادا ہو سکے۔

دار العلوم کی موجودہ تنخواہین بھی مشکل سے چلینگی اور غالباً کچھ تخفیف کرنی پڑیگی۔ مکان ناتمام رہیگا۔ جلسہ انتظامیہ مین دو دفعہ طے ہو چکا ہی کہ موجودہ مکان فروخت کردیا جائے، اگر منشی احتشام علی صاحب راضی ہوتے تو اسکی قیمت سے جدید عمارت بالکل طیار ہو جاتی، اور اسمین تنگی کے ساتھ طلبہ بھی رہ سکتے۔ اسکے بعد بورڈنگ کیلئے گورنمنٹ سے قرضہ لیا جا سکتا تھا، پہلا مرحلہ فروخت مکان کا ہی، اگر یہ مکان کرایہ پر دیا جائے تو بمشکل صہ پر اُٹھے گا، حالانکہ جو قیمت مل سکتی ہی وہ اس سے زیادہ نفع کی ہے۔

شبلی، ۱۰ - مئی سنہ ۱۹۱۱ء

(۳۱) بنام اڈیٹر صاحب جرائد اسلامیہ

جناب من،

ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس سنہ ۱۹۰۶ء مین جو علمی نمائش ہوئی، اِس مین فرامین شاہی اور قطعات وغیرہ کے فوٹو لیئے گئے، ان کی متعدد کاپیان طیار کرائی گئین تاکہ

عام اشاعت ہوسکے، قیمتین حسب ذیل ہین، اور میرے پاس درخواست بھیجنے سے مل سکتی ہین، محصولڈاک قیمت کے علاوہ ہے۔

فرمان ہمایون شاہ جو ہندو گسائین کو جاگیر کے متعلق عطا ہوا تھا،

فرمان اکبر شاہ۔

فرمان عالمگیر۔

قطعہ نوشتہ خاص شہزادہ دارا شکوہ۔

قطعہ نوشتہ آغا رشید دیلمی خوشنویس خاص شاہ جہان۔

سند منصب قضا۔

شبلی نعمانی۔

۱۹- اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۲) مولوی عبد اللہ صاحب بلوچی، بی اے علیگ (ندوی) کے نام

عزیزی،

آپ کا خط پہنچا۔ بے شبہہ دار الاقامۃ کی حالت نہایت خراب ہی، لیکن کیا کرون، اگر مین ان کامون مین اُلجھون تو اور کام کون کرے۔

آپ کے آنے سے بہت تقویت ہوئی۔ سید سلیمان کے مشورہ سے جو انتظامی اُمور قرار دوگے مین اسکو جاری کرا دونگا۔

نومسلمؔ صاحب کے لیئے مین نے منشی محمد علی کو لکھا ہے اور اور بند وبست بھی کر دونگا،
وہ دل برداشتہ نہ ہونے پائین،

چونکہ مجھکو بخار ہے، زیادہ نہین لکھ سکتا، مختصر یہ کہ آپ کو اپنا کام سمجھکر ندوہ مین
رہنا، اور مدد دینا چاہیئے۔

افسوس آپ نے اتنے لمبے خط مین اپنا نام بھی نہ لکھا۔

شبلی۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۶ء

(۳۳۳) بنام مہتمم صاحب دار الاخبار انجمن اسلامیہ مظفرنگر

السلام علیکم۔ میری تصنیفات مین صرف علم الکلام، موازنہ، اور سوانح عمری
میرے پاس ہین، وہ آپ کے پاس پہنچ جائینگی۔ لیکن یہ اصول فی نفسہ صحیح نہین،
اسلیئے کہ مصنف تو ایک ذات واحد ہوتا ہے، اور انجمن ملک مین سیکڑون ہین،
اگر سب اس اصول پر عمل کرین تو مصنف کے پاس کیا رہیگا۔ انجمن آخر اشخاص
قائم کرتے ہین، اسلیئے انجمن کا مفت لینا اور اشخاص کا مفت لینا ایک بات ہے لیکن
چونکہ میری معاش کتابون پر نہین ہے اسلیئے مین تعمیل ارشاد کرتا ہون۔

شبلی۔ لکھنؤ

۲۱۔ مارچ ۱۹۰۹ء

سلہ ایک انگریز نومسلم تھے جنھون نے ندوہ مین بغرض تعلیم اقامت کی تھی دیکھو سلیمان۔ ۵۔

(۳۴) اڈیٹر الناظر لکھنو کے نام

جناب اڈیٹر صاحب ادلطفہ۔ آپنے اپنے پرچہ مین لکھا ہی کہ مین خواجہ عزیز الدین صاحب[۱] کا شاگرد ہون، خواجہ صاحب میرے مخدوم ہین، لیکن مین اِن کا شاگرد نہین، مین شاعر ہون نہ مین نے کسی شاعر سے اصلاح لی ہی، یہ جو کبھی کبھی موزون کرلیتا ہون یہ شاعری نہین تفریح طبع ہی۔

شبلی۔ لکھنؤ۔ ۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

(۳۵) مسٹر شاکر صاحب اڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد کے نام

تسلیم۔ یہ بالکل ناممکن ہی کہ مین اپنے حالات خود لکھ سکون۔ مسلم ریویو مین ایک صاحب نے کچھ واقعات لکھے تھے، وہ آپ لے سکتے ہین، اسکے سوا سید سلیمان پروفیسر ندوہ کو آپ یہ تاکید لکھین تو وہ بہت کچھ لکھ سکتے ہین۔

مین اورنٹیلسٹ کانفرنس شملہ مین آج شملہ جارہا ہون۔

شبلی۔ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء لکھنؤ۔

---

[۱] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی سابق پروفیسر فارسی کیننگ کالج لکھنؤ مصنف قیصر نامہ فارسی کے نہایت مشہور اُستاد تھے، مولانا کو اُنکی خدمت مین عزیزانہ نیاز حاصل تھا، فارسی مذاق کی یکجہتی دونون مین رشتہ اتحاد تھا، اکثر مولانا اُن کے ہان جایا کرتے تھے کبھی کبھی اُنھین کے گھر پر قیام کرتے تھے، مکاتیب مین خواجہ صاحب کا اکثر خطون مین ذکر ہی، غالبًا اس اتحاد کی بنیاد سنہ ۱۸۸۴ء سے ہوگی، (دیکھو مکتوب ۳-۲-۹ و ۳۰)۔ ۱۳۳۳ھ مطابق سنہ ۱۹۱۵ء مین وفات پائی۔

(۳۳۶) مولوی ظفر علی خان اڈیٹر زمیندار کے نام

عزیزی[1] مولوی ظفر علیخان صاحب دام قدرہٗ

السلام علیکم۔ مین نے جو فتوی[2] لکھا اُس سے علمائے فرنگی محل بھی متفق ہین، اور مولوی عبد الباری صاحب کا خط بھی شائع ہو چکا ہی، ہدایہ مین اس کا جزیۂ موجود ہی، البتہ ہدایہ مین صرف جواز ہی، اور مین نے افضلیت کا فتوی دیا ہی، اسقدر میرا اجتہاد ہے۔

بھائی! ترکونکی اعانت اسوقت فرض عین ہی، اور قربانی کا درجہ واجب سے زیادہ نہین آپ کہتے ہین کہ سنت ابراہیمی موقوف نہ ہو، ہان وہی سنت مقصود ہی، فرق یہ ہی کہ آپ اس سنت کو لیتے ہین جسکا مینڈھے پر عمل ہوا، اور مین وہ پیش نظر رکھتا ہون جو اسمعیلؑ پر مقصود تھی، کیا ترکون کی جان مینڈھے سے بھی کم ہی؟

یہان کے جلسے مین مین نے چند شعر پڑھے تھے، مناسبت موقع سے چند شعر درج ہین،

مراکش جاچکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہی
کہ جیتا ہی یہ ٹرکی کا مریضِ سخت جان کب تک

بکھرتے جاتے ہین شیرازۂ اوراق اسلامی
چلینگی تند بادِ کفر کی یہ آندھیان کب تک

حریفون کو گلہ ہی آسمان سے خشک سالی کا
ہم اپنے خون سے سینچینگے انکی کھیتیان کب تک

---

[1] عزیزی کا خطاب اس بنا پر ہی کہ علی گڈھ کالج مین مولوی ظفر علی خان مولانائے مرحوم کے مخصوص تلامذہ مین تھے،

[2] اسوقت ٹرکی اور ریاستہائے بلقان مین جنگ عظیم قائم تھی، عید الضحی کے موقع پر یہ تحریک تھی کہ قربانی کی قیمت ترکون کو چندۂ اعانت مین دیجائے، عام علما اس کو ناجائز کہتے تھے، لیکن مولانا نے ضرورت شدید اور بعض فقہی روایات کی سند سے اسکے[3]

[3] جواز کا فتوی دیا تھا،

حرم کے سمت بھی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں تو پھر سمجھو کہ مرغان حرم کا آشیاں کب تک

جو ہجرت کر کے بھی جائیں تو شبلی اب کہاں جائیں

کہ اب امن و امان شام و نجد و قیروان کب تک

شبلی۔ لکھنؤ ۱۶۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۷) جرائد اسلامیہ کے نام

جناب من! بعض صاحبوں کا خیال ہی کہ ترکوں کی ہمدردی میں اگر قربانی کے بجائے قیمت دیگئی تو اس سے احتمال ہوگا کہ قربانی خود غیر ضروری ہے،

لیکن یہ صحیح نہیں، شریعت میں فرائض کے درجات میں بھی ترتیب ہے، اور وقتی ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہی، غزوہ خندق میں جہاد میں مصروف ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلعم کی نماز عصر قضا ہوئی، تو کیا یہ حجت ہو سکتی ہی کہ نماز کا قضا کرنا جائز ہی؟

ترکوں کی اعانت اسوقت فرض عین ہی، اس لیئے اس خاص موقع اور ضرورت کے وقت اگر یہ فرض مقدم رکھا گیا تو اس سے آئندہ کیلئے کیا حجت ہو سکتی ہی۔

قربانی شعار اسلام ہی، مسلمان اسکو نہیں چھوڑ سکتے، نہ کوئی قوم انکو اسپر مجبور کر سکتی ہی نہ وہ اسکے مقابلہ میں دنیا کی کسی قوم کی پروا کر سکتے ہیں،

امید ہی کہ میرا خط اور صاحبان اخبار بھی اپنے پرچوں میں نقل کر دیں۔

شبلی۔ ۱۷۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۸) فاطمہ خانم[1] کے نام

(۱)

فاطمہ! نہ میرا پہلے خیال تھا نہ اب ہو کہ تم کو جلد رخصت کردوں تمہارا علاج سب سے مقدم ہے۔

تمنے خود ہی لکھا تھا کہ مجھکو دو چار دن مین جانے دیجئے۔ اسپر مین نے لکھدیا تھا، میری طبیعت اب تک اچھی نہین۔ ورنہ تمسے خود آکر یہ باتین کہتا۔

شبلی۔ ۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء لکھنؤ

(۲)

عزیزی۔ گھبراؤ نہین۔ فاطمہ! مین کیا بتاؤن۔ میرے دلکو کیا قلق ہو۔ خیر ایسے خیالات دل مین نہ لاؤ۔ تمہاری بیماری تکلیف دہ ہی لیکن مہلک نہین،

شبلی۔ ۴۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ء۔ لکھنؤ۔

(۳)

قرۃ العین من! سخت افسوس سے سنا کہ تم کو ابھی تک افاقہ نہین ہوا۔ عزیزی میری اولاد مین جسکو مجھ سے پدری محبت ہی، صرف تمھین ہو۔ اسلئے تم سمجھتی ہو کہ مجھکو کسقدر تمھاری بیماری کا رنج ہی۔ مین اسوقت لکھنؤ سے بہت دور ہون۔ ورنہ فوراً پہنچتا۔ خدا نے چاہا تو لکھنؤ پہنچکر سب سے پہلے بندول آؤنگا۔ ابھی چند روز اور سفر مین گذرین گے۔

---

[1] مولانا کی صاحبزادی۔

فاطمہ! تم اپنا دل رنجیدہ نہ کرو، خدا تمکو صحت دیگا،
خدا کی مرضی پر قانع رہنا چاہیئے - آدمی کے فکر کرنے سے کیا ہوتا ہی - جو خدا چاہتا ہی وہی ہوتا ہی -

اسوقت زہرا میرے پاس ہین، اور تمکو سلام کہتی ہین -

شبلی   از بمبئی - ۱۰ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ع

(۳۹) حامد حسن صاحب نعمانی کے نام

حامد،

ابتک اس غریب کیڈٹ کا بھی کچھ فیصلہ نہ ہوا اور تم تو کوسون دور ہو،
میری نسبت کمیٹی نے فیصلہ کر دیا کہ تحکمہ کو توڑ دینا چاہیئے، اب یہ رپورٹ کیبنٹ کونسل مین جائیگی بس اتنی دیر ہے،
مین ایران جانے کی طیاری کر رہا ہون، گھر آتا لیکن وہان قرضخواہون اور چپراسیون کے جھوپلیٹ جائینگے، بہتیرا چاہا کہ قرضہ کا کوئی انتظام ہو کوئی سنتا ہی نہین،
بیشک تم کو اور کچھ بندوبست سوچنا چاہیئے،
میری زندگی عجیب پریشانی مین ہی - بُری آبنی ہی، نہ جیتے بنتا نہ مرتے - رہون تو کہان رہون، اور جاؤن تو کہان جاؤن -

شبلی،   ۲۸ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ع

(۴۰) ماسٹر محمد شفیع کے نام

عزیزی۔ تم ضرور کبھی کبھی خط لکھا کرو۔ تمھارے ہر خط مین ایسی باتین ہوتی ہین، جن سے دل کو تعلق ہوتا ہے،

میان عثمان کے صاحبزادہ کیلیے نظم کیا لکھون؟ اب وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی، میان اسحق و مہدی کو خدا اولاد دے تب بھی کچھ نہ لکھ سکونگا، شعر کہنا اب ایسا پہاڑ ہو گیا ہی کہ سابق کے اشعار دیکھکر تعجب ہوتا ہی کہ کیا مین نے ہی لکھے تھے،

میان کامل کی موقوفی سے پہلے تو کسی نے یہ خیالات ظاہر نہین کئے تھے، بہرحال اب تو وہ موقوف ہو چکے ایسا جلد تو رائے مین تبدل نہین ہو سکتا،

ہان مین لاہور گیا تھا، انجمن حمایت اسلام کا جلسہ تھا سید صاحب وغیرہ سب گئے تھے،

ابکی سالانہ انتخاب مین مین یونیورسٹی[۱] کا ممبر فیکلٹی آف آرٹس و ممبر بورڈ آف اسٹینڈی دونون مقرر ہوا، رمضان کے بعد ایک مطول یادداشت کورسون کے متعلق طیار کرون گا،

والسلام،

شبلی۔ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۵ء

---

[۱] الہ آباد یونیورسٹی۔

دار المصنفین
اعظم گڈھ

وہ مجلس علمی جو علامہ شبلی نعمانی
رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار مین قائم کی گئی اور جس کا
مقصد اسلامی علوم و فنون کی اشاعت و ترویج ہے، اس
مجلس مین تالیف و تصنیف کا ایک محکمہ قائم ہی جس مین چند لائق
اور قابل ارباب علم و قلم کام کرتے ہین،
ایک وسیع کتب خانہ اس کے احاطہ مین ہی،
اس کی طرف سے ایک ماہوار علمی رسالہ **معارف** نام شائع ہوتا ہی سال
کے مختلف حصون مین مستند اور عمدہ تصنیفات یہ مجلس شائع کرتی ہی اور ممبرونکو
ہمیشہ مع رسالہ ماہانہ پیش کرتی ہے،

ممبری کی فیس حسب ذیل ہی

۱۔ پانچ روپیہ سالانہ ادا کرنے والونکی خدمت مین رسالہ ماہانہ اور غیر معمولی رسائل مرسل ہونگے
۲۔ دس روپیہ سالانہ جو ادا کرین انکو مطبوعات علمیہ ہمیشہ دیجائینگی،
۳۔ پندرہ روپیہ سالانہ مین ماہوار رسالہ اور ایک سال
کی تمام مطبوعات مرسل ہونگی۔

سید سلیمان ناظم
دار المصنفین اعظم گڈھ